

المجلد ۵۰ ورق ۱۲۲

تصنیف

مجلد ۵۰ ورق ۱۲۲

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنَسْتَقِفَّعَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَنُؤْتِيَهُمْ أَجْرًا بَارِعًا فِي الْأَعْمَالِ
 وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

فرقان حمید

مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا مِنْ بَعْدِ

فرقان حمید

مِنْ أَطَاعِ أَمْرِي

لَا تَكُنْ أَفْطَحُ

خلاف

25034

تصنیف لطیف

عالم باعمل فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان
 مولوی نور احمد مولوی فاضل کارکن جامعہ احمدیہ

فیض اسریر قادیان میں باہتمام حافظ فیض الدین سر قادیان سے شائع ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل انا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله
لقد جاءت رسلك ربنا بالحق - والصلوة والسلام على من ارسله
بالهدى ودين الحق لينظمه على الدين كله ولو كره المشركون -
وبعثه في الاميين واخرين منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم
الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين - وعلى اله المظهرين
وخلقاؤه الراشدين المهديين الذين استخلفهم الله في الارض و
مكن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وخسر منالك الفاسقون المبطلون -

عرض حال

یہ رسالہ میں نے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے ان ابتدائی
دواشتباروں پر لکھا تھا جن میں سے ایک کا عنوان تھا - (کیا تمام خلیفہ خدا ہی بناتا
ہے) (خدا تعالیٰ کے حکم اور عدل کا فیصلہ) اور دوسرے کا عنوان تھا (عزل خلفاء
اور اس کے اخیر پر تاریخ اشاعت ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء لکھی ہوئی تھی -

یہ رسالہ جنوری ۱۹۳۸ء میں ہی لکھا گیا - اور فروری ۱۹۳۸ء کے پہلے عشرہ
میں طبع ہو گیا - اس کے ٹائٹل کا پروف جس دن میرے پاس آیا - اسی دن بلکہ اسی
وقت جناب ناظر صاحب امور عامہ نے مجھ سے ذکر کیا - کہ ایک افسر کی اس خواہش
پر کہ اگر کچھ عرصہ مصری کے مقابل تحریرات شائع نہ ہوں تو بہتر ہو - ہم نے کہہ دیا ہے
کہ اگر دوسری طرف سے ہمارے خلاف کوئی تحریر شائع نہ ہوئی - تو ہم اس کے خلاف
کوئی تحریر شائع نہیں کریں گے - اس لئے آپ یہ رسالہ شائع نہ کریں - چنانچہ میں نے
اسی وقت اس کا کام بند کر دیا - اس کے بعد جناب مصری صاحب کی تحریرات ہمارے
خلاف شائع ہوتی رہیں - تو نومبر ۱۹۳۹ء میں میں نے دریافت کیا - تو مجھے بتایا
گیا - کہ وہ معاہدہ مدت سے ختم ہو چکا ہے - تو میں نے ٹائٹل کا پروف پھر طبع
کو دیا - اور ساتھ ہی یہ عرض حال کی تحریر بھی طبع کیلئے دیدی -

محمد سرور سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ

۱۲ دسمبر ۱۹۳۹ء

الحمد لله رب العالمين - الرحمن الرحيم مالک يوم الدين والصلوة والسلام
 علي سيد ولد آدم وخاتم النبيين
 وآله المطهرين وخلفائه الراشدين المهديين

شیخ لاہوری مصری صاحب کے دو اشتہاروں

کیا تمام خلیفہ خدا ہی بنانا ہے۔ عزول خلفاء پر ایک نظر

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے دونوں اشتہار (کیا تمام خلیفہ خدا ہی بنانا ہے۔ اور عزول خلفاء) راستہ میں کسی نے مجھے دیئے تھے۔ اور چلتے ہوئے میں نے ان دونوں کی چند چند سطریں پڑھیں۔ اور گھر میں جا کر ان کو اپنی چار پائی پر رکھ دیا۔ اور ارادہ تھا کہ فرصت کے وقت ان کو پڑھوں گا۔ لیکن کئی دن گزر گئے۔ اور میں ان کو نہ پڑھ سکا۔ ایک دن رات کے وقت جبکہ میں ایک فتوے کے لئے ایک حوالہ تلاش کر رہا تھا۔ تو اچانک ان اشتہاروں کے جواب کے متعلق ایک مضمون میرے دل میں ڈالا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن کو اس طرف پھیرا گیا۔ کہ ان اشتہاروں میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ مجھ پر میری غلطی واضح کرنے کے لئے جو سب سے بڑی دلیل پیش کی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ خلیفہ خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ اس کے بنانے میں انسانوں کا دخل نہیں۔ اس لئے اس کے معزول کرنے کا بھی ہمیں اختیار نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں آیت استخلاف کو پیش کیا ہے۔ یہ سب سے پہلے تم نے ہی ایک اور شخص کی تردید کے لئے خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا جبکہ شیخ صاحب ابھی جماعت میں ہی تھے۔ اور اس وقت وہ بھی مسجد اقصیٰ میں موجود تھے۔ اور فلاں شخص نے نماز جمعہ کے بعد تم کو سنا یا تھا۔ کہ شیخ صاحب کہتے تھے۔ کہ مولوی اسحاق نے غلط کہا ہے۔ ہم خلیفہ کو معزول کر سکتے ہیں۔ اور یہ اشتہار تمہارے اس خطبہ کی تردید میں ہیں۔ اس کا نہیں جواب دینا چاہیے۔ تب میں نے جناب شیخ صاحب کے دونوں اشتہاروں کو خوب غور سے پڑھا۔

جوں جوں پڑھنا جاتا تھا۔ میری حیرت بڑھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ بعض تحریروں کو پڑھکر مجھے یہ شبہ ہونے لگا۔ کہ یہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی لکھی ہوئی نہیں۔ کیونکہ وہ صریح غلط اور جاہلانہ باتیں تھیں۔ جو کہ ایک عالم فاضل کی شان سے بالکل بعید تھیں۔ اور بعض ایسے امور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کئے ہوئے تھے۔ جن کو کوئی پڑھا لکھا احمدی کبھی حضور کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ مگر اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی تھی۔ کہ اور کوئی کھلم کھلا شیخ صاحب کے نام پر شائع کئے تب ایک مشہور مصرع کسی قدر تغیر کے ساتھ میری زبان سے نکلا۔ مشہور تو یوں ہے ”چو شفتی الف باتا نہ دانی“ (جب تو مبتلاء محبت ہو جائے تو الف بے بھی نہ جانے گا) لیکن میری زبان پر یوں جاری ہوا۔ ع

”چو برشتی الف باتا نہ دانی“

(جب تو پھر گیا۔ تو پھر تو الف۔ بے بھی نہیں جانتا) تب مجھے سمجھ آ گیا۔ کہ ہیں تو یہ جناب شیخ صاحب ہی کے لکھے ہوئے۔ مگر بیت

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پا کاں زند
جب خدا کسی کا پردہ بھاڑنا چاہتا ہے۔ تو پاک بندوں پر طعن کرنے کی خواہش اس میں پیدا کر دیتا ہے)

البتہ اس سے مجھے خوشی بھی ہوئی۔ کہ میرے پیش کردہ دو امروں میں سے ایک امر کو تو سالم تسلیم کر لیا ہے۔ اور دوسرے کا کچھ حصہ مانا ہے۔ مگر اس کے بڑے حصہ سے انکار کیا ہے جس کو مانا ہے وہ یہ ہے۔ کہ جن خلفاء کو خدا بناتا ہے۔ ان کو انسان معزول کرنے کے مجاز نہیں۔ اور دوسرا امر میں نے تو یہ پیش کیا تھا۔ کہ سب خلفاء کو خدا ہی بناتا ہے۔ مگر شیخ صاحب نے اس میں سے صرف اس قدر مانا ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو تو خدا ہی بناتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔

اب میں پہلے اپنا دعویٰ اور اس کے مقابل جناب شیخ صاحب کا دعویٰ لکھتا ہوں۔ اور اس کے بعد جناب شیخ صاحب کے ان حوالہ جات کو (کہ جن کو ہمارے دعویٰ کی تردید

اور اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے آپ نے اپنے اشتہار میں درج کیا ہے (لکھوں گے اور دعویٰ پر چسپان کر کے دکھاؤں گا۔ کہ کیا وہ ہمارے دعویٰ کی تردید اور ان کے دعویٰ کا اثبات کرتے ہیں یا نہ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتاؤں گا۔ کہ جناب شیخ صاحب نے ان حوالجات سے کام لینے میں کہاں تک دیانت و امانت سے کام لیا ہے۔ اور اس کے بعد میں زیادہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالوں سے اپنے دعویٰ کا اثبات اور ان کے دعوے کی تردید کروں گا۔ اور کچھ آیت اور حدیث اور مسلمہ قواعد سے۔

ہمارا یہ دعوے ہے۔ کہ نبیؐ کے سب خلفاء کو خداوند تعالیٰ ہی مقرر فرماتا ہے۔ جناب شیخ صاحب کا یہ دعوے ہے۔ کہ نبیؐ کے پہلے خلیفہ کو تو خداوند تعالیٰ ہی خلیفہ بناتا ہے۔ اور اس کے بعد جو خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالیٰ خلیفہ نہیں بناتا بلکہ انسان ان کو خلیفہ بناتے ہیں۔

آیت استخلاف براہ راست زیر بحث نہیں۔ بلکہ وہ اس لئے زیر بحث آتی ہے۔ کہ ہم نے آیت استخلاف کو اپنے مذکورہ دعوے کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ کہ لیستخلفنہم میں سب خلفاء کے خلیفہ بنانے کی نسبت اللہ کی طرف ہے یعنی اللہ نے تم میں سے ان کو وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے عمل صالح کئے۔ کہ ضرور ہی ان کو وہ خود خلیفہ بنائے گا۔ مگر شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بنائے گا۔ حالانکہ آیت میں **ھُمْ** ضمیر جمع ہے جس کے معنی بلا شک و شبہ میں کہ ان کو۔ اور اس کے معنی اول کے ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی اس آیت میں کوئی اور ایسا لفظ ہے۔ کہ جس کے معنی اول کے ہوں۔ اور نہ ہی اس کے معنی یوں ہو سکتے ہیں۔ کہ ان مذکورہ مومنوں کو خلیفہ اول بنائے گا۔ آخر خلیفہ اول ایک مومن مرد ہو گا نہ بہت سے مومن۔ آیت کا جو بھی مطلب لیا جائیگا۔ وہ آیت کے الفاظ ہی سے لیا جائے گا۔ اور یہ انسانی دماغ میں آہی نہیں سکتا۔ کہ آیت میں تو لیستخلفنہم بلفظ ضمیر جمع ہو۔ اور معنی اس کے ہو جائیں پہلا خلیفہ۔ مگر جناب شیخ صاحب نے غضب تو یہ کیا ہے۔ کہ ان نامعقول معنوں کو جو کہ قرآن مجید کے الفاظ کے بالکل خلاف ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف

منسوب کر کے حوالے دینے شروع کر دیئے۔ کہ دیکھو اس حوالہ میں خدا کا حکم عدل مسیح صاف ظاہر
کہتا ہے۔ کہ آیت استخلاف میں صرف پہلے خلیفہ کا ذکر ہے۔ کہ خدا اس کو خلیفہ بنائے گا۔ اور اس
کے بعد کے خلیفوں کا اس آیت میں ذکر نہیں۔ کہ ان کو خدا خلیفہ بنائے گا۔ کیا کوئی اس کو باوجود
کر سکتا ہے۔ کہ خدا کا وہ مسیح کہ جس کو خداوند تعالیٰ نے عربی زبان پر مقرر اور اقتدار دیا۔ وہ
لَيْسَ تَخْلِفْتُمْ کے یہ معنی کرتا ہے۔ کہ خدا ضرورتاً کے پہلے خلیفہ کو خلیفہ یا ایک مومن کو اس
کا پہلا خلیفہ بنائے گا۔

جناب شیخ صاحب اپنے اشتہار میں پہلے اپنا خیال اور دعویٰ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔
”میرے نزدیک ان خلفاء میں سے جن کو قوم منتخب کرتی ہے۔ صرف پہلا خلیفہ ہی ایسا
ہوتا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ آیت استخلاف کے ماتحت
منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق آپ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں۔ کہ
ان کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ کا دخل ہوتا ہے۔“

اس کے بعد اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ
دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ جو شخص کسی شیخ
یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہو بیوالا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق
ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور
وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے۔
اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعے اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو بھی خوب علم
تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دیگا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب
میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا۔ اور ب
سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔ (الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۳۱ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۷)

پہلے حوالہ کا جواب

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس حوالہ سے جناب شیخ صاحب کا مندرجہ بالا دعویٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ سو واضح ہو کہ جناب شیخ صاحب کے مندرجہ بالا خیال اور دعویٰ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ پہلا خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک آیت اختلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کو خداوند تعالیٰ منتخب کرتا ہے۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ حضور کے نزدیک پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء آیت اختلاف کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ پہلے حصہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جب ہم سب خلفاء کو آیت اختلاف کے ماتحت مانتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کو خدا ہی منتخب فرماتا ہے۔ اور سب میں پہلا خلیفہ بھی آجاتا ہے۔ لہذا جناب شیخ صاحب کو پہلے حصہ کے اثبات کے لئے کسی حوالہ کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ حوالہ پیش کرنے کی ضرورت صرف دوسرے حصہ کے اثبات کے لئے ہے۔ کیونکہ ہم اس کو نہیں مانتے کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء آیت اختلاف کے ماتحت نہیں۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ اور جناب شیخ صاحب اس دوسرے حصہ کے مدعی ہیں۔ لہذا حوالہ پیش کرنے کی ضرورت صرف اس دوسرے حصہ کے اثبات کے لئے ہے جس کو ہم نہیں مانتے۔ نہ پہلے حصہ کے لئے جس کو ہم بھی مانتے ہیں۔ مگر آپ الحکم کے اس حوالہ کو بار بار پڑھیں۔ اور خوب غور سے پڑھیں۔ آپ کو اس دوسرے حصہ کا نام و نشان تک نہیں ملیگا۔ اور ملے گا۔ تو صرف پہلا حصہ جس کے ہم پہلے سے قائل ہیں۔ اور جس کے لئے جناب شیخ صاحب کو کسی حوالہ کے پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہ تھی چنانچہ جناب شیخ صاحب اس حوالہ کے درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:-

”اس حوالہ کی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ نبی کی وفات کے بعد جس شخص نے خلیفہ ہونا ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے۔“

بے شک مگر چونکہ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ لہذا آپ کی یہ پکار بے محل اور بے کار ہے یہاں پر تو ضرورت ایسے حوالہ کے درج کرنے کی تھی کہ جس کی عبارت پکار پکار کر کہتی ہو۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد جو خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کے انتخاب سے خدا بے دخل ہوتا ہے۔ یا بے دخل

کر دیا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسا کوئی حوالہ درج نہیں کیا گیا۔ اور جو درج کیا ہے۔ وہ تو دھیمی اور پست آواز سے بھی یہ نہیں کہتا۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ آگے چل کر میں بتاؤں گا۔ کہ پکار پکار کر کے ہی نہیں۔ بلکہ ڈنکے کی چوٹ سے مندرجہ حوالہ یہ بتا رہا ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کو بھی خداوند تعالیٰ ہی منتخب فرماتا ہے۔ انشاء اللہ۔

لیکن پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ بار بار ایسا ہوتا ہے۔ کہ جب انسان اپنے کسی مرغوب خیال میں منہمک ہوتا ہے۔ تو خواب میں بھی وہ اسی کو دیکھتا ہے۔ اور اسی کو اس ضرب المثل میں ادا کیا گیا ہے۔ کہ ”بلی کو چھپڑوں کا خواب“ اور گاہے اسی کی کانوائیں آوازیں آنے لگتی ہیں۔ یا بات کوئی اور ہوتی ہے۔ تو وہ شخص اس بات سے اپنے خیال ہی کا نتیجہ نکالتا ہے۔ جیسے کہا کرتے ہیں۔ دو اور دو چار روٹیاں۔ اسی طرح بچپن میں میں نے اپنی وطنی زبان میں لوگوں کو یہ کہتے سنا تھا۔ ”ہوا چلی۔ بوا (دردازہ) ہلا ملانے کہا روٹی آئی۔“ اس عبارت سے تو کوئی آواز نہ آئی۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں مگر جناب شیخ کے خیال نے یہ آواز دیدی اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔ کہ ”نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔“ اس لئے خدا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس دین کو جس طرح اس نے نبی کے ذریعہ سے مستحکم کیا تھا۔ اسی طرح اس خلیفہ کے ذریعہ بھی کرے۔ لیکن اس کے بعد چونکہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ گزر جاتا ہے۔ اس لئے پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے انتخاب کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔ یہ محض جناب شیخ صاحب کے خیال کی آواز ہے۔ ورنہ اس حوالہ کی عبارت میں ہرگز یہ نہیں ہے جو کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ: ”لیکن اس کے بعد چونکہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ گزر جاتا ہے۔ اس لئے پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے انتخاب کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔“ بلکہ اس حوالہ میں اس کی تصریح ہے۔ کہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ پھر آتا ہے۔ لہذا پھر دوبارہ خدا کے انتخاب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور پھر اسی طرح سے بارہ وھلم جبراً۔ اور وہ تصریح اس طرح ہے۔ کہ خدا کے مسیح کے اس حوالہ میں دو لفظ ہیں۔ ایک رسول اور دوم مشائخ بلفظ جمع اور

حضرت صاحب دونوں کو ملا کر فرماتے ہیں۔ کہ: جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ الخ جس سے تصریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح رسول کی وفات پر ایک زلزلہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح مشائخ میں سے ہر شیخ کی وفات پر بھی دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور رسول کی وفات پر جو دنیا پر زلزلہ آتا ہے۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس رسول کا خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ اور وہ خلیفہ بھی یا رسول ہوگا یا شیخ من المشائخ۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ پہلے انبیاء کے خلفاء نبی ہوتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو خلفاء راشدین ہوئے وہ سب نبی نہیں ہونگے لیکن ان کے مشائخ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ پہلے دونوں خلیفوں کو تو دنیا نے شیخین ہی کا لقب دیا ہوا ہے۔ پس جب ہر خلیفہ نبی یا شیخ ہے۔ اور یہ حوالہ بتاتا ہے۔ کہ ہر نبی اور ہر شیخ کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آتا ہے۔ اور ہر ایسے زلزلہ کے دور کرنے کے لئے خدا خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ پس یہ حوالہ اس کی تصریح ہے۔ کہ ہر ایک خلیفہ کو خدا منتخب کرتا ہے وہو المرام۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف اور واضح عبارت میں ہر ایک رسول اور ہر ایک شیخ کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آنا بیان فرماتے ہیں۔ اور اگر دنیا میں مشائخ ہوتے ہیں اور ضرور ہوتے ہیں۔ تو پھر ابوبکرؓ و عمرؓ اور ہر ایک خلیفہ اول درجہ پر مشائخ میں داخل ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی موت کے بعد دنیا پر زلزلہ آنا اس حوالہ کی بناء پر ضروری ہے۔ اور واقع پر نظر ڈالنے سے بھی یہ ثابت ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے نبی اور رسول تھے۔ آپ کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آیا۔ پر کیا آپ کے خلیفہ اور شیخ اعظم کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ نہیں آیا۔ آیا اور ضرور آیا۔ اور شدید ترین آیا۔ اگر خدا تعالیٰ اپنے محمود کو منتخب کر کے خلیفہ نہ بناتا۔ تو اس وقت خدا کے مسیح کی نبوت اور رسالت اور آپ کے سلسلہ کی خلافت دنیا سے مٹتی ہوئی ہوتی۔ اور احمدی جماعت کا علیحدہ وجود صفحہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا یا ہوا ہوتا۔ پس ہمارا مشاہدہ ہے۔ کہ جس طرح خدا کے مسیح کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آیا۔ حضور کے خلیفہ اول کی وفات کے بعد بھی زلزلہ آیا۔ اور جس طرح حضور کی وفات

کے بعد کے زلزلہ نے ضروری قرار دیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کو منتخب کر کے اس زلزلہ کو اس کے ذریعہ سے مٹائے۔ اسی طرح حضور کے خلیفہ اول اور شیخ اعظم کی وفات کے بعد کے زلزلہ نے ضروری قرار دیا۔ کہ خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کو منتخب کر کے اس کے ذریعہ سے اس زلزلہ کو مٹائے۔ جو کہ اس خلیفہ اول کی وفات کے بعد دنیا پر آیا تھا۔ پس خدا کے فضل کے ساتھ میں نے سیدنا حضرت سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حوالہ کی نص صریح سے ا کہ جس کو جناب شیخ صاحب نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ نبی کے پہلے خلیفہ کو تو خدا انتخاب کرتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے اور اول نمبر پر پیش کیا تھا، یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جس طرح نبی کا پہلا خلیفہ خدا منتخب کرتا ہے اسی طرح اس کے بعد کے خلفاء کو بھی خدا ہی منتخب فرماتا ہے۔ فالحمد لله علی ذالک اب آپ غور فرمائیں۔ کہ جناب شیخ صاحب نے اپنے دعویٰ کے اس دوسرے حصہ کے ثابت کرنے کے لئے کہ صرف اسی میں ہمارا شیخ صاحب سے اختلاف ہے کس قدر دھوکہ اور خیانت مجرمانہ اور تحریک۔ کے کام لیا ہے۔ سارا حوالہ نقل کرتے ہوئے اس حوالہ کا دوسرا فقرہ بول لکھا ہے:-

”جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔“

جس میں رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں صاف لکھا ہوا موجود ہے۔ اور اپنے دعویٰ کے دوسرے حصہ کو جب اس فقرہ سے ثابت کرنے کے لئے اس فقرہ کو نقل کرتے ہیں تو بول لکھتے ہیں:-

”اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔ کہ ”نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے۔“

اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی۔ کہ کے بعد نقل کا ”یہ نشان لکھ کر لکھا ہے۔ نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ کے بعد نقل کے

ختم کا یہ نشان بھی لکھا ہوا ہے کہ جو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ان دونوں نشانوں (د۔ د۔) کے درمیان جو عبارت ہے۔ وہ بعینہ نقل مطابق اصل ہے۔ مگر اصل میں تو رسول کے بعد ”مشائخ“ بھی ہے۔ لیکن اس میں ”و مشائخ“ کو کھا گئے ہیں۔ اس لئے کہ ”و مشائخ“ اگر لکھتے ہیں۔ تو وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ اور ان کو یہ نہیں لکھنے دیتا۔ کہ اس لئے اس کی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ نبی کی وفات کی طرح جب مشائخ کی وفات پر بھی دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہو۔ اور ان کے لئے بہت ہی خطرناک وقت ہو۔ پھر تو یہ ضرورت ہر خلیفہ کی وفات پر پیش آتی ہوئی اور پکھنا غلط ہو جاتا کہ پھر خدا کے انتخاب کی ضرورت ہی نہ رہی پس کیس قدر خیانت مجرمانہ ہے۔ کہ ”و مشائخ“ اصل حوالہ میں خود درج کرتے ہیں۔ اور معاً بعد جب اس سے استدلال کرتے ہیں۔ تو ”و مشائخ“ کو حذف کر کے اپنی مطلب براری کرتے ہیں۔ اگر شیخ صاحب کے اس کر توت کو با محاورہ ادا کیا جائے۔ تو سوائے اس کے کہ یوں لکھا جائے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے ”و مشائخ“ کو حذف کر کے بددیانتی اور دجل سے کام لیا، مگر ان کے اس گند کو صحیح طور پر ادا کرنے والے گندے الفاظ و محاورات کے ساتھ اپنے دماغ کو گندہ کرنے سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ باوجود اس خیانت مجرمانہ اور تحریف کے حوالہ کے مسخ کر دہ فقرہ کا مفہوم صرف اس قدر ہے۔ کہ نبی کی وفات پر دنیا پر زلزلہ اور سخت خطرناک وقت آتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ اور بس۔ اور اس سے ہرگز یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ کہ اس کے سوا کسی اور صورت میں زلزلہ اور سخت خطرناک وقت نہیں آتا۔ کیا اگر کوئی یہ کہے۔ کہ زید کے مرنے کے بعد دارا کے مرنے سے گاؤں کو بڑی تکلیف ہوئی ہے تو کیا اس کا یہ مفہوم ہوگا کہ کسی اور شخص یا عہدہ دار کی وفات سے یا کسی اور وجہ سے کبھی گاؤں والوں کو تکلیف نہیں ہوئی۔ ہاں جس کا دماغ پھرا ہوا ہو۔ وہی یہ کہہ سکتا ہے یا وہ جو بے حیا بن کر دھوکا دینا چاہتا ہو۔ وہ جو چاہے کہہ سکتا ہے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن : اذالمستعجبی فاصنع ما شئت

پس یہ بالکل یقینی اور قطعی بات ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب کے مسخ کردہ حوالہ سے بھی ہرگز

یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ کہ اس کے سوا یا اس کے بعد خدا کے خلیفہ مقرر کرنے کے لئے کوئی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ اس حوالہ سے صرف اسی قدر مفہوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کی وفات پر ضرورت پیش آتی ہے۔ اور اس سے شیخ صاحب کے دعوے کا دوسرا حصہ (پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا) ثابت نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ اس کے ساتھ از خود یہ نہ ملایا جائے۔ کہ اس کے بعد یہ ضرورت نہ رہی۔ پس شیخ صاحب نے حوالہ مذکور کے منقولہ فقرہ کو مسخ کر کے لکھنے کے بعد یہ لکھ دیا۔ کہ اس کے بعد اس کی ضرورت نہ رہی۔ تاکہ سرسری نظر سے پڑھنے والا یہ سمجھ لے۔ کہ حوالہ مذکور میں کا یہ بھی حصہ ہے۔ کہ اس کے بعد اس کی ضرورت ہی نہ رہی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے اس طریق سے دھوکا دینے کی خوب مشق کر لی ہے۔ چنانچہ ان دونوں اشتہاروں میں جو حوالے درج کئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے ساتھ یہی عمل کیا ہے کہ اپنے پاس سے ایک بات چیکے سے حوالہ کے ساتھ ملا دی ہے۔ اور حوالہ سے نہیں اپنے پاس سے ملائی ہوئی بات سے آپ کا دعوے ثابت ہوتا ہے۔ اور لکھ دیتے ہیں کہ اس حوالہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ حوالہ سے نہیں۔ بلکہ ان کی اپنی ملائی ہوئی بات سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کو اپنے اس دھوکا پر یقین ہوتا ہے۔ کہ پڑھنے والا میری بات کو حوالہ ہی کا جزو سمجھ کر یقین کر لے گا۔ کہ اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا ہے۔ مگر شیخ صاحب کو یقین رکھنا چاہیے۔ کہ یہ

کس نہ گوید کہ دوغ من ترشت لیک رنداں چشیدہ میگیرند
جناب شیخ صاحب نے اپنے اس غلط ادعاء کے لئے کہ خدا صرف پہلے خلیفہ کو منتخب فرماتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب (سراخلافہ) کے صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ کا حوالہ درج کیا ہے۔ کتاب کی عبارت عربی ہے۔ اس کو درج نہیں کیا۔ بلکہ اس کا ترجمہ درج کیا ہے۔ مگر ترجمہ اپنے مطلب کے مطابق کرنے کے لئے ایسا شدید ترین غلط کیا ہے۔ کہ جس کی نسبت ہرگز یہ خیال نہیں ہو سکتا۔ کہ جناب شیخ صاحب کو غلطی لگ گئی ہوگی۔ اس لئے کہ وہ

غلطی ایسی ہے کہ ایک مولوی فاضل سے جو عربی زبان کی تکمیل کے لئے مصر میں کئی سال گزار چکا ہو۔ ایسی بدترین غلطی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پھر ایسی غلطی جب اس کی مطلب براری کرتی ہو۔ تو سخت قابل افسوس ناقابل انذار خیال مترجم کی دیانت کے متعلق دل و دماغ پر مستولی کرنے کی ضرورت موجب ہو جاتی ہے۔ ایسی غلطی کی برائی ظاہر کرنے اور سامعین کو بتانے کے لئے نام محاورہ میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اخلاق ان کے استعمال سے مجھے روکتے ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سر الخلافہ کے صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں:-

”فَاعْلَمُوا بِهَا الْعَزِيزَانِ حَزْبَانِ عِلْمَاءِ الشَّيْعَةِ رِبَمَا يَقُولُونَ اِنْ خَلَا
الاصْحَابُ الثَّلَاثَةُ مَا ثَبَتَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ - وَاِمَا خِلَافَةُ سَيِّدِنَا
الْمُرْتَضَى وَاسَدِ اللَّهِ اَلَا نَقِي ثَبِتَ مِنْ وَجْهِ شَيْءٍ وَبِرْهَانٍ اَجَلِي -
فَلَزِمَ مِنْ ذَلِكَ اَنْ يَكُونَ الْخُلَفَاءُ الثَّلَاثَةُ غَاصِبِيْنَ ظَالِمِيْنَ اَصْنَتِيْنَ
فَاِنْ خِلَافَتُهُمْ مَا ثَبَتَ مِنْ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَخَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ - اِمَا
الْجَوَابُ فَلَا يَخْفَى الْاَلَمُ“

ترجمہ :- پس اسے عزیز تمہیں معلوم ہو۔ کہ شیعہ کے علماء کا ایک گروہ بارگاہ کرتا ہے کہ تینوں صحابہ راہبوکر۔ عمر عثمان کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہوتی لیکن سیدنا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا اتقی کی خلافت کئی وجوہ اور روشن ترین برہان سے ثابت ہے۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ یہ تینوں خلیفہ غاصب ظالم اور شریر تھے۔ کیونکہ ان کی خلافت خاتم النبیین اور خیر المرسلین سے ثابت نہیں۔ اس کا جواب پس مخفی نہیں حضور کی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب میں اور اس جواب میں شیعہ کے اس عقیدہ کی تردید مقصود ہے۔ کہ حضرت علیؑ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اصحاب کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور ان سے پہلے کوئی خلیفہ برحق نہ تھا۔ اور ان کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ اور پھر صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ کتاب شیعہ کی زبرد میں ہے۔ اور شیعہ کا خلافت کے بارہ میں یہی عقیدہ ہے۔ کہ خلفاء اربعہ میں سے صرف حضرت علیؑ ہی خلیفہ ہیں۔ اور ان سے پہلے تینوں خلفاء خلیفہ نہ تھے۔ بلکہ غاصب تھے

اور ان کا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہیں۔ کہ سیدنا ابوبکر کے ساتھ ان کے زمانہ کے بعد بھی کوئی خلیفہ ہے۔ یعنی ابوبکر بھی خلیفہ ہیں۔ اور ان کے زمانہ کے بعد بھی حضرت عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ خلیفہ ہیں۔ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تردید کرتے ہوئے فرماتے کہ تم غلط کہتے ہو۔ کہ ابوبکر کے ساتھ عمر اور عثمان بھی خلیفہ ہیں۔ یہ تو بجائے شیعوں کی تردید کے اہل سنت والجماعت اور حنفی مذہب والوں کی تردید ہوگی۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی شامل ہیں۔ کیونکہ یہ سب ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کو بھی خلیفہ یقین کرتے ہیں۔ اور جب حضورؐ کی اس عربی عبارت کے وہ معنی ہوں۔ جو کہ جناب شیخ صاحب نے سر الخلافہ کے حوالہ کے کئے ہیں۔ تو اس کے ساتھ سب سے پہلے اپنی ہی تردید ہوگی حضرت صاحب نے اسی کتاب میں انہی صفحوں میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حدیث اور روایتیں ایک ظنی چیز ہیں۔ یقین کا موجب صرف قرآن مجید ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات میں سے حضورؐ نے آیت استخلاف ہی کو خلفاء کی خلافت کی دلیل قرار دیا ہے۔ اور ظاہر اور بالکل ظاہر ہے۔ کہ جب حضورؐ کے نزدیک صرف آیت استخلاف ہی خلفاء کی خلافت کے ثبوت کی دلیل اور معیار ہے۔ تو پھر جس شخص کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت آئیگی۔ اور یہ آیت اس کی خلافت پر منطبق ہوگی۔ اس کی خلافت ثابت ہوگی۔ اور جس شخص کی خلافت اس آیت استخلاف کے ماتحت نہیں آئے گی۔ اور یہ آیت اس کی خلافت پر منطبق نہیں ہوگی حضورؐ کے بیان کے مطابق اس کی خلافت ثابت نہیں ہوگی۔ اور جس کی خلافت ثابت نہیں ہوگی۔ نہ ہی وہ واقع میں خلیفہ ہوگا۔ اور نہ ہی حضورؐ کے نزدیک وہ خلیفہ ہوگا۔ کیونکہ جب حضورؐ کے نزدیک روایات ظنی ہونے کی وجہ سے مثبت خلافت نہیں ہو سکتی۔ اور قرآن مجید میں خلا کے لئے یہی ایک آیت استخلاف دلیل اور معیار ہے۔ تو پھر جس شخص کی خلافت اس آیت سے ثابت نہ ہو۔ وہ حضورؐ کے نزدیک یقینی طور پر کب خلیفہ ہو سکتا ہے۔ پس صفحہ ۱۷ اور ۱۸ سر الخلافہ کا اگر صحیح ترجمہ اور مفہوم ہے جو کہ جناب شیخ صاحب نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے جس کا خلاصہ جناب شیخ صاحب ہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ صرف پہلا خلیفہ ہی (ابوبکرؓ) آیت استخلاف کے ماتحت منتخب ہوا ہے۔ اس کے بعد آئیوا لے خلفاء (عمرؓ عثمانؓ) کی خلافت

پر آیات استخلاف کو محمول ہی نہیں کیا جاسکتا۔ (اور نہ ہی ان کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ کا کوئی دخل ہے) تو پھر حضور کا وہ عقیدہ جو ستر الخلافہ کے صفحہ ۱۷-۱۸ میں حضور نے بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہوا۔ کہ خلیفہ صرف ابوبکرؓ ہی ہے۔ اور ان کے زمانہ کے بعد کوئی شخص (عمرؓ، عثمانؓ) خلیفہ نہیں۔ کیونکہ خلیفہ وہ ہے جو آیت استخلاف کے ماتحت ہو۔ اور خدا اس کو خلیفہ بنائے۔ اور وہ صرف ابوبکرؓ ہیں۔ جن کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور جن کو خدا نے منتخب کیا ہے۔ اور ان کے زمانہ کے بعد کسی شخص (عمرؓ، عثمانؓ) کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل ہے۔ لہذا وہ شخص (عمرؓ) اور عثمانؓ خلیفہ نہیں۔ نہ یہ کہ خلیفہ تو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ سب ہی ہیں۔ مگر خدا کا منتخب کردہ خلیفہ صرف ابوبکرؓ ہیں اور عمرؓ، عثمانؓ خلیفہ ہیں۔ مگر خدا کا ان کے انتخاب میں کوئی دخل نہیں۔ پس جناب شیخ صاحب صفحہ ۱۷-۱۸ کا ترجمہ تو وہ کرتے ہیں۔ جس سے صاف صاف یہ ثابت ہو۔ کہ صرف ابوبکرؓ خلیفہ ہے۔ اور عمرؓ، عثمانؓ خلیفہ نہیں ہیں۔ اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ تینوں خلیفہ ہیں۔ مگر ابوبکرؓ خدا کا منتخب کردہ ہے۔ اور عمرؓ، عثمانؓ کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ بلکہ ان کو صرف انسانوں نے منتخب کیا ہے۔ آیت استخلاف میں تو صرف انہی خلفاء کا ذکر ہے۔ جن کو خدا انتخاب کرتا ہے۔ پر وہ خلیفہ جن کے انتخاب میں خدا کا دخل نہ ہو۔ ان کا ذکر کہاں ہے؟ کیا جناب شیخ صاحب کوئی ایسی آیت ہمیں بتائیں گے۔ کہ جس میں ان خلفاء کا ذکر ہو۔ کہ جن کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں ہوتا۔ یا اسی آیت استخلاف سے اپنے ان ایجاد کردہ خلفاء کا ثبوت دیں گے۔ کہ جن کے انتخاب سے آپ خدا کو بے دخل کرتے ہیں۔ جو شخص بھی صفحہ ۱۳-۱۷ پر پڑھیں گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیعہ علماء کے اس قول کی تردید فرما رہے ہیں۔ کہ قرآن مجید اور احادیث سے ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ کی خلافت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف حضرت علیؓ ہی کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت ہوتی ہو کہ کبھی صفحہ ۱۷-۱۸ کے یہ معنی نہیں کرے گا۔ کہ قرآن مجید کی آیت استخلاف کے ماتحت صرف حضرت ابوبکرؓ کی خلافت ہے۔ اور ان کے سوا یا ان کے بعد کسی کی خلافت اس کے ماتحت نہیں۔ خواہ عمرؓ ہو یا عثمانؓ۔ کیونکہ ان معنوں کی رد سے قریب پہلے اپنی ہی تردید ہوتی ہو اور

شیعوں کی ایک حد تک تصدیق ہوتی ہے کیونکہ شیعہ علماء کہتے ہیں۔ کہ ابوبکر و عمر اور عثمان کی خلافت قرآن سے ثابت نہیں۔ اور ان معنوں کی رو سے گویا حضرت صاحبِ نبیہ تو مان لیا۔ کہ بے شک عمر اور عثمان کی خلافت تو قرآن سے ثابت نہیں۔ البتہ حضرت ابوبکر کی ثابت ہے پس جو عبارت کہ حضور نے شیعہ علماء کے اس قول کی تردید کے لئے لکھی تھی اس کے ایسے معنے کرنے قطعاً جائز نہیں۔ جن سے شیعوں کے اس قول کی بڑی حد تک تصدیق و تائید اور اپنے مذہب کی بڑی حد تک تردید ہو اور پھر معنے بھی ایسے جو کہ خلاف زبان و چنانچہ حضورؐ کی عبارت اور جناب شیخ صاحب کا ترجمہ پیش کر کے دکھانا ہوں۔ کہ یہ ترجمہ اپنی غرض حاصل کرنے کے لئے زبانِ عربی کے بالکل خلاف ہے۔ صفحہ ۸ کی جس عبارت کا شیخ صاحب نے ترجمہ اٹھارہیں درج کیا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے:-

وعلمت ان الصديق اعظم شأنًا و ارفع مكانًا من جميع الصحابة و
هو الخليفة الاول بغیر الاستراية۔ وفيه نزلت آيات الخلافة۔
وان كنتم زعمتم يا عدو الثقافة ان مصداقها غيره بعد عصر
فأتوا بفص خير ان كنتم صادقين۔

اس عبارت کا ترجمہ جناب شیخ صاحب نے یہ کیا ہے:-

مجھے علم دیا گیا ہے۔ کہ حضرت صدیقؓ کی شان تمام صحابہ سے بڑھ کر اور آپ کا
مقام تمام صحابہ سے بلند تھا۔ اور آپ ہی بغیر کسی شک و شبہ کے پہلے خلیفہ تھے
اور آپ ہی کے بارہ میں خلافت کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ اے عقل کے دشمنو!
اگر تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابوبکر کے زمانے کے
بعد کوئی اور بھی ہے۔ تو اس کے منقلب یقینی خبر پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور
اگر تم پیش نہ کر سکو۔ اور تم ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ تو تم نیکوں کے دشمن مت بنو
اب اس عبارت کہ ان مصداقها غیرہ بعد عصر کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ آیت استخلاف
کا مصداق حضرت ابوبکر کے زمانے کے بعد کوئی اور بھی ہے۔ مریخ غلط ہے۔ بلکہ اگر اخلاق
اجازت دیتے۔ تو بیس یوں لکھتا۔ اور یہ لکھنا بالکل صحیح ہوتا۔ کہ یہ مریخ دجل ہے۔ اور دجل

بھی ایسا کہ جس میں جناب شیخ صاحب مصری نے شیخ نجدی کے بھی کان کاٹ ڈالے ہیں
 مگر باوجود اس کے صحیح ہونے کے میں ایسا لکھنے سے معذور ہوں۔ اس ترجمہ میں جو لفظ بھی
 ہے۔ اس کے مقابل اصل عربی عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ کہ جس کا ترجمہ یہ بھی ہو شیخ
 صاحب خواہ ہزار کوشش کریں وہ قیامت تک سرالخلاۃ کی اس عبارت میں کہ جس کا ترجمہ
 جناب شیخ صاحب نے درج کیا ہرگز کوئی ایسا لفظ نہیں دکھا سکتے کہ جس کا ترجمہ بھی ہو مگر
 یہ بھی گو ایک مختصر سا ایک لفظ ہے۔ مگر اس مختصر لفظ کے از خود ایذا دہندہ حوالہ جناب شیخ
 صاحب کے مقصد کو پورا کرنے والا بن جاتا ہے۔ اور اگر بھی ہو اس ترجمہ کو پاک کر دیا جائے۔
 جیسا کہ کتاب کی عربی عبارت کا یہ فقرہ ایسے لفظ سے پاک ہے۔ کہ جس کا ترجمہ بھی ہو۔ تو
 بھی نہ ہونے کی صورت میں اس فقرہ کا مفہوم یہ ہو جاتا ہے۔ کہ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ
 ابوبکر تو اس آیت کے مصداق نہیں۔ بلکہ ان کے زمانہ کے بعد کوئی اور شخص علیؑ اس کا مصداق
 جیسا کہ شیعوں کا قول ہے۔ لیکن اس سے شیخ صاحب کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان
 کا مقصد تو یہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ تو آیت کا مصداق ہیں۔ مگر ان کے بعد کوئی بھی اس کا
 مصداق نہیں۔ لیکن جب بھی زائد ہو۔ تو پھر مفہوم یہ ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ تو اس کے
 مصداق ہیں۔ مگر گیارہ ان کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی (عمر عثمان) ابوبکرؓ کے ساتھ اس کے
 مصداق ہیں۔ اور یہ مفہوم جناب شیخ صاحب کے مقصد کے مطابق ہے۔ کیونکہ جب حضرت
 صاحب اس کی تردید کرتے ہیں۔ تو پھر حضرت صاحب کا مذہب یہ ہو گیا۔ کہ حضرت ابوبکرؓ تو اس
 کے مصداق ہیں۔ اور ان کے زمانہ کے بعد ان کی طرح اور ان کے ساتھ اس کا اور کوئی
 مصداق نہیں۔ یہ کس قدر بری بات ہے۔ کہ اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے دوسرے شخص
 کے کلام کو بگاڑ کر پیش کیا جائے۔ اگر شیخ صاحب حضورؐ کی کتاب سرالخلاۃ کے
 صفحہ ۱۰۷ والی عبارت میں کوئی ایسا لفظ بتا دیں۔ کہ جس کا ترجمہ بھی ہو۔ تو جناب شیخ صاحب کے
 اس کمال پر غلہ روپے بطور انعام ان کی خدمت میں پیش کر دینگا۔ جناب شیخ صاحب نے
 اس سارے اشتہار میں اس مشہور ضرب المثل پر عمل کیا ہے۔ کہ دو اور دو چار روٹیاں ایک
 دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اس کے اثبات کے لئے ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ جس میں اس دعویٰ

کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ مگر اپنے پاس سے ایک بات کہہ کر پکارنے لگ جاتے ہیں۔ کہ دیکھو یہ حوالہ پکار پکار کر میرے دعویٰ کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔ مثلاً الحکم کے حوالہ میں قطعاً اس بات کا ذکر نہیں۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد جو خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کو خدا منتخب نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں صرف اس کا ذکر ہے۔ کہ رسول اور مشائخ کی وفات کے بعد خداوند تعالیٰ ان کا خلیفہ منتخب کرتا ہے لیکن شیخ صاحب نے از خود یہ کہہ کر کہ رسول کی وفات پر جس ضرورت کی وجہ سے خدا خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ وہ ضرورت بعد میں نہیں رہتی۔ اس لئے ان کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں ہوتا۔ اور اس حوالہ میں یہ بھی "نہیں" کہ وہ ضرورت بعد میں نہیں ہوتی۔ بلکہ اس حوالہ میں صراحتاً یہ ذکر ہے۔ کہ جس طرح رسول کی وفات پر وہ ضرورت پیش آتی ہے۔ تو خدا کوئی خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ اسی طرح مشائخ میں سے بھی جب کوئی فوت ہوتا ہے۔ تب بھی وہی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کا بھی کوئی خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مشائخ کے سر پر کوئی سینگ نہیں ہوتا۔ خلفاء تو سب سے بڑے مشائخ ہوتے ہیں۔ لہذا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تخریر کے مطابق جس طرح رسول کی وفات کے بعد وہ ضرورت پیش آتی ہے۔ جس کی وجہ سے خداوند تعالیٰ خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔ اسی طرح اس خلیفہ کی وفات پر بھی جو کہ مشائخ میں سے ایک عظیم الشان شیخ ہوتا ہے۔ وہ ضرورت ضرور پیش آتی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کسی کو خلیفہ منتخب فرماتا ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک خلیفہ کی وفات پر۔ پس یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ یہی نہیں کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب سے خدا کا بے دخل ہونا اس حوالہ میں مذکور نہیں۔ اور جناب شیخ صاحب نے اپنے پاس سے بطریق مذکور کھکھک پکارنا شروع کر دیا۔ کہ اس حوالہ کی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ حوالہ میں اس کا ذکر ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد بھی خداوند تعالیٰ ہی خلفاء کو منتخب فرماتا ہے۔ مگر جناب شیخ صاحب از خود یہ کہہ کر کہ بعد میں وہ ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے خداوند تعالیٰ بعد کے خلفاء کے انتخاب سے بے دخل ہوتا ہے (شور کر رہے ہیں۔ کہ حوالہ کی عبارت پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے۔ کہ بعد کے خلفاء

کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ پس یہ تو دو اور دو چار روٹیاں کے منقولہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی طرح سر الخلافہ کے مذکورہ حوالہ میں کوئی لفظ موجود نہیں۔ کہ جس کا ترجمہ بھی ہو مگر جناب شیخ صاحب نے اپنے پاس سے بھی لگا کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ افتراء کر دیا۔ کہ صفحہ ۸ کے حوالہ میں حضور فرماتے ہیں۔ کہ آیت استخلاف کے مصداق ابو بکرؓ کے زمانہ کے بعد کوئی بھی ابو بکرؓ کے ساتھ شریک اور حصہ دار نہیں۔ حالانکہ شیخ صاحب کے لئے راہ نمائی کے لئے یہ امر کافی دلیل راہ تھا۔ کہ یہ سر الخلافہ اس گروہ کے خلاف لکھی گئی ہے۔ جن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ابو بکر خلیفہ نہیں۔ بلکہ حضرت علیؓ سے پہلے کوئی بھی خلیفہ نہیں۔ خلیفہ حضرت علیؓ نہیں۔ اور وہ خلیفہ بلا فصل ہیں۔ اور صفحہ ۱۳ کی عبارت جو میں پہلے درج کر آیا ہوں۔ اس کو صاف بتاتی ہے۔ کہ یہ کتاب علماء شیعہ کے اس قول کی تردید میں لکھی گئی ہے کہ حضرت علیؓ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ خلیفہ نہیں۔ پس حضرت صاحب اس عبارت میں عقل کے اندھے انہی علماء کو فراموش ہیں۔ اور ان کو مخاطب بنا کر ان کے اسی عقیدہ کو اس عنوان کے ساتھ ذکر کر کے کہ اگر تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کے بعد کوئی اور شخص (یعنی حضرت علیؓ) ہے۔ (۱ اور حضرت ابو بکرؓ آیت استخلاف کے مصداق نہیں) تو اس کے متعلق یقینی خبر پیش کرو۔ (۲ اور یہی شیعہ علماء کا عقیدہ ہے۔ اور یہی صفحہ ۱۳ پر درج ہے۔ اور اسی کی تردید میں یہ کتاب ہے۔ اور اسی پر اس عبارت میں ان سے یقینی دلیل کا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن اس حوالہ میں ”بھی“ لگانے سے جیسا کہ شیخ صاحب نے کیا ہے۔ اور یوں لکھا ہے۔ کہ اے عقل کے دشمنو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی ہے (۱) تو پھر اس کا مفہوم یہ ہو گیا۔ کہ ابو بکرؓ تو آیت استخلاف کے مصداق ہیں۔ لیکن اگر تمہارا خیال ہے۔ کہ ابو بکرؓ کے بعد کوئی اور بھی آیت استخلاف کا مصداق ہے۔ تو تم اس کی دلیل پیش کرو۔ اور ظاہر ہے کہ شیعہ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں۔ کہ ابو بکرؓ خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان کے بعد کوئی اور خلیفہ برحق نہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ بالکل اس کے برخلاف ہے۔ کہ ابو بکر خلیفہ نہیں۔ اور ان کے بعد ایک اور (یعنی حضرت علیؓ) خلیفہ برحق ہے۔ پس جب شیعہ کا یہ عقیدہ ہی نہیں۔ کہ حضرت

ابوبکر ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی خلیفہ برحق ہے۔ تو پھر حضرت صاحب ان سے اس کی یقینی دلیل کس طرح طلب کر سکتے ہیں۔

قارئین حضرات! خدا کے لئے غور فرمائیں۔ کہ اس شخص کے دماغ کی کیا حالت ہے خوب جانتا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے شیعہ علماء کے اس عقیدہ کی تردید میں سرالخلافہ لکھی

ہے۔ کہ حضرت علیؓ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان سے پہلے کوئی خلیفہ برحق نہیں۔ اور یہ بھی بخوبی جانتا ہے۔ کہ اس کتاب میں اگر حضور کوئی مطالبہ کرینگے۔ تو انہی شیعہ علماء سے کرینگے

اور یہ بھی بخوبی جانتا ہے۔ کہ ان سے بھی مطالبہ کرینگے۔ تو اسی کے متعلق کرینگے۔ جس کے وہ قائل ہیں۔ اور وہ بھی صرف ان کے خلافت کے بارہ میں ان کے اس عقیدہ کے متعلق

کہ حضرت علیؓ خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان سے پہلے کوئی خلیفہ برحق نہیں۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے جاننے کے سرالخلافہ کے اس حوالہ کے ترجمہ میں از خود بھی کالفاظ زائد کر کے لکھنا

ہے۔ کہ اے عقل کے دشمنو! اگر تمہارے خیال میں آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابوبکر کے زمانہ کے بعد کوئی بھی ہے الخ جس کا مطلب یہ ہو گیا۔ کہ اگر تمہارے خیال میں حضرت ابوبکر

کے بعد کوئی اور بھی آپ کے سوا خلیفہ ہے۔ تو اس کی یقینی دلیل پیش کرو۔ اور دنیا جانتی ہے۔ کہ شیعہ کا ہر گز یہ مذہب نہیں۔ کہ حضرت ابوبکر خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان کے بعد کچھ اور بھی

خلیفہ برحق ہیں۔ اور نہ ہی ان سے اس کی دلیل طلب کی جاسکتی ہے۔ بلکہ یہ ہمارا اور سب اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ پس اس شخص نے اپنی مطلب برآری کیلئے حضرت

صاحب کو اپنا نائب فرض کر کے بجائے شیعہ کی تردید کے ہماری تردید میں سرالخلافہ حضور سے لکھوایا ہے۔ اور اپنے خیال میں اس حوالہ کے ذریعہ ہم سے مطالبہ کر دیا ہے۔ کہ گویا

حضور ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ اگر تمہارے خیال میں حضرت ابوبکر کے سوا کوئی اور بھی خلیفہ برحق ہے۔ تو اس کی دلیل لاؤ۔ ہر میں عقل و دانش بباید گریست۔ سچ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میباش اندر طعنہ پاکاں زند

میں جناب شیخ صاحب کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ غور کریں۔ کہ ایسا کیوں ہوا ہے

چو برگشتی الفت باتا نہ دانی

میں شیخ صاحب کو توجہ دلانا ہوں۔ کہ وہ آئندہ ایسی دھوکا دہی سے احتراز کریں۔ اور
 اس امید کو ختم کر دیں۔ کہ آپ کے دھوکا کو کوئی نہیں سمجھے گا۔ اس خاص قسم کے دھوکے کے
 شیعہ علماء بڑے مشاق رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے بعض اس قسم کے دھوکوں کو صدیوں
 تک سنی علماء نہیں سمجھ سکے۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے اپنے محمدی مسیح علیہ وعلیٰ مطاعہ الصلوٰۃ
 والسلام کے خدام کو ایسی فراست بخشی ہے کہ وہ انکو بھی تارنگہ لگتے ہیں۔ شیعہ علماء کے نزدیک
 اپنی منکومہ سے خلاف وضع فطرت عمل جائز ہے۔ اور وہ دلیل کے طور پر آیت نساء کہ
 حرث لکم ذلتوا حذرکم انی شئتکم کو پیش کرتے ہیں۔ اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔
 تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔ پس تم اپنی کھیتی کو آؤ جہاں سے تم چاہو۔ اور سنی علماء
 نے ان کا جواب یہ دیا۔ کہ اس آیت میں اتنی بمعنی کیفیت یا بمعنی مٹی ہے۔ پہلی صورت میں معنی
 یہ ہوئے۔ کہ آؤ اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو۔ اور دوسری میں آؤ اپنی کھیتی کو جب چاہو۔
 لیکن شیعہ علماء نے اسکا یہ جواب دیا۔ کہ یہ دونوں معنی قواعد کے خلاف ہیں۔ اس لئے کہ کتب
 لغت میں لکھا ہے۔ کہ اتنی بمعنی ابن حقیقت ہے۔ اور بمعنی کیفیت مجاز ہے۔ اور بمعنی مٹی
 شاذ ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے۔ کہ جب تک کوئی قرینہ صارفہ حقیقی معنوں کو ممنوع نہ بنا دے
 تب تک ان کو چھوڑ کر مجازی معنی نہ لینے چاہئے۔ اور حقیقی اور مجازی دونوں کا لینا جب تک ممنوع
 نہ ہو جائے۔ تب تک شاذ معنی نہ لینے چاہئے۔ اور یہاں پر ایسا کوئی قرینہ نہیں جو حقیقی
 معنوں کو ممنوع بنا دے۔ اس لئے یہاں پر اتنی کو بمعنی کیفیت یا مٹی نہیں لے سکتے بلکہ
 ضروری ہے۔ کہ بمعنی ابن لیا جائے۔ اور بمعنی ابن لینے سے معنی یوں ہوئے۔ کہ آؤ اپنی
 کھیتی کو جہاں سے چاہو۔ اور اس سے ہمارا دعویٰ ثابت ہے۔ اور سنی علماء آج تک
 اس کا کافی جواب نہیں دے سکے یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا۔ کہ اس میں
 شیعوں کے ساتھ مناظرہ نہ کرنا چاہئے۔ مگر خدا کے مسیح کے ایک اذنہ خدام نے
 شیعوں کا دھوکا پکڑ لیا۔ اس نے کہا۔ اتنی کے معنی ہم ابن کے ہی لیتے ہیں جس کا ترجمہ
 ہے "جہاں"۔ مگر یہ سے جو جہاں کے بعد تم ترجمہ میں لگاتے ہو۔ یہ کہاں سے آگیا۔ اس کو اڑا
 دو۔ تو ترجمہ یوں ہوا۔ آؤ اپنی کھیتی کو جہاں چاہو۔ تو اس سے ان کا سارا طلسم اڑ گیا۔ اسی طرح

آپ نے انہی کی طرح ترجمہ میں اپنے پاس سے چپکے سے بھی رکھ دیا۔ اور اپنا مطلب کمال لیا۔ بھی اڑا دو۔ تو پھر آپ کا مطلب اڑ جائے گا۔ پس آپ آئندہ ایسا نہ کریں۔ اگر خداوند تعالیٰ نے چاہا۔ اور اس نے مجھے توفیق دی۔ تو میں جناب شیخ صاحب کے دوسرے اشتہار عزل خلفاء کے حوالوں کی نسبت بھی بتاؤں گا۔ کہ جناب شیخ صاحب نے کس طرح ان میں جی در اور دو چار روٹیوں پر عمل کیا ہے۔ اب میں سر الخلفہ کے حوالوں کا صحیح اور واقعی مفہوم اور مطلب بتانا چاہتا ہوں۔

قرآن مجید میں بعض اوقات آئندہ کے متعلق کچھ بیان فرمایا جاتا یا وعدہ کیا جاتا ہے پس واقعہ میں تو وہ ضرور ہی پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض مواقع پر وہ ایسے رنگ میں پورا ہوتا ہے۔ کہ سرسری نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ پورا نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جو لوگ خدا کی سب آئندہ کی خبروں اور اس کے وعدوں کے پورا اور صحیح ہونے پر یقیناً ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنے سلسلہ کلام میں ان کی نسبت ایسے الفاظ بولتے رہے ہیں۔ جو کہ ان کے پورا ہونے کے منافی ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے لاغلبین انا ورسلی فرما کر اپنے سب رسولوں کے غلبہ کا وعدہ فرمایا ہے بلکہ مومنوں کو حزب اللہ قرار دے کر ان کے غلبہ کا بھی بدیں الفاظ وعدہ فرمایا ہے۔ اولئک حزب اللہ اکا ان حزب اللہ هم الغالبون۔ اور ان سب کے لئے جو کہ یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ و ممّا رزقناہم ینفقون کے مصداق ہیں۔ اور انبیاء اول نمبر پر ان کے مصداق ہیں۔ ان سب کے لئے خداوند تعالیٰ نے اولئک علی ہدی من ربہم و اولئک هم المفلحون فرما کر فلاح کا وعدہ فرمایا ہے۔ مگر باوجود حتمی وعدوں کے سب مومنوں میں تو کجا اور سب اولیاء اور خلفاء تو کجا سب انبیاء و رسل میں بھی ایسے نمایاں طور پر پورے نہیں ہوئے۔ کہ کسی مخالف کو ان کے فلاح اور غلبہ سے انکار کی جرأت نہ ہو۔ یا ان کے پیروؤں کے خلاف بطور الزام پیش نہ کیا جاسکتا ہو۔ کہ وہ نوزنالب ہوئے اور نہ مفلح ہوئے۔ مثلاً حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو دیکھو۔ وہ بظاہر اپنے مخالف یہود پر غالب نہیں آئے۔ بلکہ یہود نے ان کو صلیب پر لٹکوا دیا۔ اور اس کے بعد وہ چھپ کر اس ملک

ہی سے ہجرت کر گئے۔ اور شاہزادہ نبی کہا کر بھی داد کا تخت قائم نہ کر سکے اور بعد ازیں کے
 سامنے بطور الزام ان امور کو اہل اسلام کے علماء پیش کر رہے ہیں۔ جسے کہ سیدنا امامنا
 حضرت مسیح و صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیش کیا ہے۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض
 اوقات ناکامی وغیرہ الفاظ بھی عام طور پر ایسے انبیاء کے متعلق استعمال کئے جاتے ہیں۔
 مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب مسجد مبارک کی تعمیر کا بل مولوی محمد علی صاحب نے روک دیا۔ اور
 حضرت میر ناصر لوہ صاحب مرحوم کو اس سے تکلیف ہوئی۔ تو آپ نے حضرت مسیح موعود
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ شکایت کی۔ تو جب مولوی محمد علی صاحب کو اس شکایت
 کا علم ہوا۔ تو وہ بہت طیش میں آ گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے قادیان سے جانے کا ارادہ
 کر لیا۔ اور تیاری شروع کر دی۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب یہاں آئے ہوئے تھے۔
 انہوں نے بہت سمجھایا۔ مگر مولوی صاحب پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ روانگی پر زیادہ ہی
 مہر ہوتے چلے گئے۔ آخر اس کی اطلاع حضور کو پہنچی۔ اور حضور مولوی محمد علی صاحب الی
 کوٹھی میں تشریف لائے۔ بات چیت شروع ہوئی۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ ہم اس
 لئے یہاں پر آئے ہیں۔ کہ حضور سے دعا لیں۔ اور جب ہماری شکایتیں حضور کے پاس کی جاتی
 ہیں۔ تو آخر آپ بھی انسان ہیں۔ کسی وقت ان سے متاثر بھی ہو سکتے ہیں۔ تو اس پر حضور نے
 فرمایا۔ کہ میری حالت یہ ہے۔ کہ ایک ہی خیال ہے۔ جو کہ ہر وقت مجھے اپنی طرف متوجہ رکھتا ہے
 اور دوسری طرف مجھے متوجہ ہونے ہی نہیں دیتا۔ میں باہر آپ لوگوں میں بیٹھتا ہوں۔ آپ
 سمجھتے ہیں۔ یہ ہم میں بیٹھا ہوا اور ہماری باتیں سنتا ہے۔ مگر میرا ذہن اسی ایک خیال
 کی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ گھر میں جاتا ہوں۔ تو گھر والے سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس ہے۔
 مگر میرا خیال صرف اس ہی ایک بات کی طرف ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم نے اپنے دعویٰ
 کے دلائل بھی دیئے۔ اور لوگوں کے اعتراضوں کے جواب بھی دیئے۔ اور خدا تعالیٰ نے
 ہمارے لئے زبردست نشان بھی دکھائے۔ مگر یہ کچھ بھی نہیں۔ اگر اصل کامیابی نہ ہو۔ اور
 وہ یہ ہے۔ کہ ہم ایک عمدہ جماعت تیار کر لیں۔ جو ہمارے بعد عملگی کے ساتھ اس کام کی تکمیل
 کر سکے۔ کہ جس کو ہم نے شروع کیا ہے۔ لیکن جب میں جماعت پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو مجھے اس وقت

قوم ہوتا ہے۔ کہ شاید خدا نے میرے لئے بھی پہلے مسیح اور موسیٰ اور دیگر بہت سے نبیوں
 کی طرح یہی مقدر کیا ہے۔ کہ میں بھی ان کی طرح ناکامی کا منہ دیکھوں۔ اور خیال آتا ہے۔
 کہ شاید خدا نے صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی یہ مقدر کیا تھا۔ کہ وہ اپنی
 سب مرادوں کو پورا ہوا دیکھ کر اپنے خدا کی طرف روانہ ہوں۔ حضرت موسیٰ کو دیکھو۔ کہ قوم کو
 یہ کہہ کر مصر سے روانہ ہوئے۔ کہ تم کو ارض مقدسہ میں داخل کروں گا۔ مگر اسی قوم کے سامنے ارض
 مقدسہ کے راستہ ہی میں فوج ہو گئی۔ حضرت عیسیٰ کو دیکھو۔ جس قوم کو ہدایت دینے کیلئے
 آئے تھے۔ وہی ان کو صلیب دلاتی ہے۔ اور اپنے حواریوں پر ان کو اعتماد تھا۔ انہی میں
 سے ایک چند کھوٹے روپے لے کر بچ کر واپس آئے۔ اور ان میں سے جو بڑا تھا۔ وہ ان پر
 لعنت بھیجتا ہے۔ حضور نے اس وقت ایسے پروردگار پر سے اس کو بیان فرمایا۔ کہ حضورؐ
 پر بھی ایک رقت طاری تھی۔ اور جس قدر حضورؐ کے خدام موجود تھے۔ ان میں سے اکثر کی آنکھیں
 پر غم تھیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اس نے میری توجہ کو اس قدر کھینچا ہوا ہے۔
 کہ میرا صاحب نے بے شک میرے پاس آکر کچھ کہا تھا۔ میرے کان میں کچھ آواز پڑ رہی تھی
 مگر میں اس کی طرف اس قدر بھی متوجہ نہیں ہو سکا۔ کہ مجھے سمجھ آتا۔ کہ انہوں نے کیا کہا ہے
 پس ظاہر پر نظر کرتے ہوئے یا بالمقابل سید الرسل کی بے مثل اور اعلیٰ اور نمایاں ترین
 فائز المرامی کو مشاہدہ کرتے ہوئے ان انبیاء کی نسبت ناکامی وغیرہ کے الفاظ بولے جاتے
 ہیں۔ مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ فی الواقعہ اور فی الحقیقت وہ مغلوب اور ناکام
 اور نامراد اور خدا تعالیٰ کے یہ دونوں وعدے ان انبیاء کے حق میں پورے نہیں ہوئے
 یہ کسی بڑے احمق ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کسی سے ایسے الفاظ سن کر یا کسی کی کتاب
 میں ان کو پڑھ کر یہ سمجھ لے۔ کہ اس کا یہ مذہب ہے۔ کہ یہ انبیاء نہ غالب ہوئے اور نہ ہی
 مفلح ہوئے۔ اور خدا کے یہ وعدے اور پیشگوئیاں ان کی نسبت پوری نہیں ہوئیں۔
 جو ذرہ بھر بھی عقل رکھتا ہے۔ وہ اس کا مطلب یہی سمجھ گا۔ چونکہ یہ قائل اور مصنف خدا کو
 علیم وحکیم اور قدیر ومن اصدق من اللہ قیلا یقین کرنے والا اور فرقان جمید کو خدا
 وند تعالیٰ کی کامل اور بے مثل اور معجز کلام پر ایمان لانے والا ہے۔ اس لئے اس کے کلام کا

یہی مطلب ہے۔ کہ سارے انبیاء مفلح اور غالب ہیں۔ اور وہ سب کے سب اُولئک ہم
 المفلحون۔ اور لا غلبین انا ورسلی کے مصداق ہیں۔ اور ان کے مخالف مغلوب اور
 خاسر ہیں۔ ہاں خداوند تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ تِلْكَ الْآیَامُ نَدَاوَلْهَا بَيْنَ النَّاسِ کَیْ
 یَعْلَمَ مَا تَعْمَلُونَ۔ اس میں کبھی ایک فریق غالب آتا اور کبھی دوسرا۔ اور یہ وقت
 فیصلہ کا نہیں ہوتا۔ فیصلہ کا وقت آخر میں آتا ہے۔ چنانچہ پ ۳ میں فرمایا ہے۔ قُلْ یَقِیْمُوا
 اَعْمَالُا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَاَسُوْفُ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَہٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ
 اِنَّہٗ لَا یَفْلَحُ الظَّالِمُوْنَ۔ مفلح ہونے اور غالب ہونے کا یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ تو ان کو
 کہہ دے۔ کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو۔ یقیناً میں کام کرنے والا ہوں۔ آئندہ تمہیں معلوم ہو جائیگا
 کہ اس گھر کا انجام کس کے لئے ہوگا۔ یقیناً ظالم کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس انجام کی دو
 صورتیں ہیں۔ کبھی تو اس نبی کے سامنے ظالم ناکام ہو جاتے ہیں۔ اور نبی اور اس کے
 اتباع غالب اور کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی نبی کی وفات کے بعد نزدیک یا بدیر ظالم
 ناکام۔ اور نبی کے اتباع غالب اور کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم کو فرمایا۔ اَمَّا
 نَزِیْنٰکَ بِعِزِّ الذِّیْ نَعِدُہُمْ اَوْ نَنْوِیْزُکَ فَاَلِیْسَا بِرَءِیْضٍ (جو ہم کو وعید کر رہے ہیں۔ یا انہیں
 کچھ تجھے دکھائیں گے۔ یا ہم تجھے وفات دیدینگے۔ تو پھر وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے) اور
 پھر ہم خود ان کو سزا دیدینگے۔ پھر فرمایا۔ قُلْ هَلْ تَرٰی صَوْنًا اِلَّا اَحَدَیْ الْحَسَنِیْنَ وَنَحْنُ
 نَقْرُبُ بِکُمْ اِنْ یَصِیْبْکُمْ اللّٰہُ بَعْثًا مِنْ عِنْدِہٖ اَوْ یَاۤیْدِیْنَا فَتَرٰی صَوْنًا اِنَّا مَحْکَمُ
 مُتَرَبِّصُوْنَ ہ تو کہہ دے کہ تم تو ہماری نسبت دو اچھی حالتوں میں سے ایک کا ہی انتظار
 کر رہے ہو۔ اور ہم تمہارے متعلق اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ خدا اپنے پاس سے تمہیں
 عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں سے تم کو سزا دلائے۔ پس تم انتظار کرو۔ ہم بھی تمہارا ساتھ انتظار
 کرنے والے ہیں۔

باوجودیکہ مقدر یہی تھا۔ کہ کفار مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مسلمان
 کے ہاتھوں سزا دی جائے۔ اور ان کو مغلوب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مومنوں
 کو غالب اور مفلح بنایا جائے۔ اور یہی وقوع میں بھی آیا۔ لیکن قاعدہ اور سنت اللہ کے

مطابق حضور کے دشمنوں کے لئے بھی دو صورتیں بیان فرمادیں۔ کہ یا تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہی میں مومنوں کے ہاتھ سے ان کو سزا دے کر مغلوب اور خاسر بنا دیگا۔ اور یا آپ کی وفات کے بعد خدا ان کو سزا دے کر مغلوب و خاسر بنا دیگا۔

پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ اور کامیابی کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ اسی طرح ہر ایک بنی کے لئے دو صورتیں غلبہ اور کامیابی کی تھیں۔ پس بعض کا غلبہ اور کامیابی ان کی زندگی ہی میں واقع ہوگئی۔ اس طرح کہ ان کے مخالفوں کو خدا تعالیٰ نے ہلاک اور تباہ کر دیا۔ اور بنی اور اس کے اتباع کا جو بیظاہر مقصد نظر آتا تھا۔ وہ حاصل ہو گیا اور بعض کی وفات کے بعد ان کے اتباع کو مخالفوں پر غلبہ حاصل ہوا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت مسیح کی نسبت خود فرماتا ہے۔ کہ ہم نے کہہ دیا تھا۔ کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیٰ و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ آپ کا غلبہ اور کامیابی آپ کے بعد آپ کے اتباع کے ذریعے حاصل ہونگے۔ پھر بعد کا زمانہ بھی معین نہیں کبھی نبی کی وفات کے بعد قریب یا دور میں غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور مخالف مغلوب اور ناکام ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی طویل زمانہ کے بعد جتنے کہ کئی صدیاں گزر کر پھر غلبہ کا وقت آتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کے اتباع کو بہت بڑا غلبہ حاصل ہوا۔ مگر بڑا زمانہ گزرنے کے بعد حاصل ہوا۔ مگر زندگی میں ہی غلبہ اور کامیابی جس نمایاں صورت میں سید الرسلؐ فداہ ابی و امی و روحی فداہ کو حاصل ہوئے۔ اس نمایاں صورت میں اور کسی نبی کو یہ حاصل نہیں ہوئے پس مقابلہ کرتے ہوئے کبھی تو اسی قدر پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ کہ جو نمایاں غلبہ اور کامیابی سید الرسلؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ اس کی نظیر کسی نبی میں یا حضرت مسیحؑ میں نہیں پائی جاتی۔ اور کبھی زیادہ زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ تو اس لحاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ظاہر میں تو اس غلبہ اور کامیابی کو غلبہ اور کامیابی سمجھتے ہیں۔ جو کہ زندگی میں ہی حاصل ہوں۔ تو اس وقت کہا جاتا ہے۔ کہ سید الرسلؐ غالب اور کامیاب ہوئے۔ اور مسیحؑ غالب اور کامیاب نہیں ہوئے یا وہ مغلوب اور ناکام رہے۔ مگر میں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ اس کے ہرگز

ہرگز یہ معنی نہیں۔ کہ واقعہ میں حضرت مسیح مغلوب اور ناکام ہوئے۔ یا یہ کہ غالب اور کامیاب نہیں ہوئے۔ ورنہ پھر یا تو خدا تعالیٰ کے دونوں وعدوں کو جھوٹا کہنا پڑے گا۔ یا یہ کہنا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح نبی نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ منہما۔ اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔ پس اس صورت میں کمال کی نفی ہوگی نہ اصل کی۔ اور ستر الخلافہ کی بعض عبارتوں سے اگر کسی کو یہ وہم ہو۔ کہ اس میں حضورؐ نے حضرت علیؑ یا حضرت ابوبکرؓ کے بعد آنوالے خلفاء کے آنت استخلاف کے مصداق ہی ہونے کی نفی کی ہے۔ جیسا کہ شیخ صاحب کو یہ وہم ہوا ہے۔ تو اس کو ستر الخلافہ کے صفحہ ۵۱ کی یہ عبارت پڑھ لینی چاہئے۔ فہذا امر لا نجد مصداقہ علی وجه اتم واکمل الا خلافة الصدیق۔

اسی طرح بعض انبیاء کو تو زبردست دشمن سے مقابلہ پیش آتا ہے۔ اور ان کا غلبہ اور کامیابی دونوں نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کو اس قسم کا مقابلہ نہیں پیش آتا۔ بلکہ ان کو صرف اپنی قوم کو سنبھالنا پڑتا ہے۔ جو کہ ان کے معیشت ہونے سے پہلے حق کو قبول کر چکی تھی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ پہلی امتیں جو گذریں کانت تسوسھم الا نبیاء فاذا هلك بنی خلفہ نبی۔ پہلی امتوں کی سیاست اور حکومت انبیاءؑ کیا کرتے تھے۔ تو جب کوئی نبی فوت ہوتا۔ تو ان کا خلیفہ اور جانشین کوئی اور بنی ہو جاتا تھا۔ پس پہلے نبی کو اچھو کہ بانی قوم و ملت ہوتا تھا۔ (جو مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ اور اس کے بچو غلبہ اس کو ملتا۔ اور جو کامیابی اس کو حاصل ہوتی۔ اس کے جانشین کو نہ ویسا مقابلہ پیش آتا۔ اور نہ ہی ویسا غلبہ ملتا۔ اور نہ ہی ایسی کامیابی حاصل ہوتی۔ مثلاً جو مقابلہ حضرت ابراہیمؑ کو کرنا پڑا۔ وہ حضرت اسحقؑ اور حضرت یعقوبؑ کو پیش نہیں آیا۔ اور نہ ہی ویسا غلبہ اور ویسی کامیابی حاصل ہوئی۔ پس اس سے نہ یہ لازم آتا ہے۔ اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ غالب اور کامیاب نہیں تھے یقیناً وہ بھی غالب اور کامیاب تھے۔ اور ان کا غلبہ اور کامیابی یہ تھی۔ کہ بانی سلسلہ نے جو غلبہ حاصل کیا۔ اور قوم بنائی تھی۔ اس کو سنبھال رکھیں۔ اور اس کی سیاست اچھی طرح کریں۔ یہاں تک کہ جس لاش پر ان کو چلایا ہے۔ اس میں ترقی کریں جیسا کہ مذکورہ

حدیث میں صاف آیا ہے۔ کہ تسوسہم الانبیاء اذا هلك نبی خلفہ نبی۔ بانی کو تو قوم بنانے میں مقابلہ بھی کرنا پڑا۔ اور اس میں غالب ہوا۔ اور قوم بنا کر ان کی اچھی سیاست کی۔ اس کے بعد دوسرا آیا۔ اس نے اس غلبہ کو قائم رکھا۔ بلکہ اس کو تقویت دی۔ قوم کی اچھی مناسب حالات سیاست کی۔ اور انبیاء اور خلفاء کے متعلقہ خداوند تعالیٰ کے ان وعدوں کے ان الفاظ کو غور سے دیکھا جائے۔ تو خداوند تعالیٰ ہرگز ہرگز یہ وعدہ نہیں فرمایا۔ کہ فردا فردا میں ہر ایک کو غلبہ دیتا رہوں گا۔ اور ہر ایک کے لئے اس کے خوف کو امن سے بدل دوں گا۔ اگر یہ وعدہ ہوتا۔ تو پھر عبارت یوں ہوتی۔ لا غلبین انا وکل واحد من رسلی۔ اور ولیمکن لکل واحد منہم دینہ الذی ارتضیٰ لہ ولیدلنہ من بعد خوفہ امنا۔ بلکہ خداوند تعالیٰ نے تو لا غلبین انا وکل واحد من رسلی۔ ولیمکن لہم دینہم اور ولیدلنہم من بعد خوفہم امنا فرمایا کہ یہ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ یہ امور جماعتی اور مجموعی طور پر دینے کا وعدہ ہے۔ نہ شخصی اور انفرادی رنگ میں۔ خداوند تعالیٰ نے سلسلہ انبیاء کو اس طرح چلایا ہے۔ کہ پہلے ایک بانی ملت و قوم کو بھیجتا ہے۔ اور پھر کچھ عرصہ تک اسی کی تابعدار و توسیع کے لئے اور نبی بھیجتا رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک اور بانی کو مبعوث فرماتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی تابعدار و توسیع کے لئے چند انبیاء کو یکے بعد دیگرے مبعوث فرماتا ہے۔

پس ہر ایک بانی سلسلہ اور اس سلسلہ کے بعد کے انبیاء علیحدہ علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ اسی طرح خلفاء کا بھی حال ہے۔ ایک نبی جو کہ بانی سلسلہ ہوتا ہے۔ اور اس کے خلفاء ایک علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ اور دوسرا نبی اور اس کے خلفاء ایک علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ اور اگر صرف خلفاء کا ذکر ہو۔ تو ہر ایک نبی کے خلفاء علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے انبیاء کی جماعتوں کی نسبت فرماتا ہے۔ لا غلبین انا وکل واحد من رسلی۔ میں اور میرے رسول غالب ہوں کرتے ہیں۔ اور نبی کے خلفاء کی نسبت یہ عہد ہے۔ کہ ولیمکن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم الخ رسل کی ہر ایک ایسی جماعت کے لئے من حیث الجماعت غلبہ

کا وعدہ ہے نہ انفرادی اور شخصی حیثیت سے جیسا کہ رسلی کا جمع لانا اس پر اعتراض ال ہے
 اور خلفاء کی بھی ایسی ہر ایک جماعت کے لئے تمکین دین اور تبدیل خوف بالامن کا وعدہ
 ہے۔ نہ انفرادی اور شخصی رنگ میں جیسا کہ ہم منیر حج کا مرتج مفہوم ہے۔ اور جو امر
 کسی مجموعہ اور جماعت کے لئے ہو۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ کہ اس کے ہر ایک فرد
 کے لئے جدا جدا ہو۔ بلکہ اس کے لئے یہ بھی جائز ہوتا ہے۔ کہ ہر فرد کے لئے جدا جدا ہو
 اور یہ بھی جائز ہوتا ہے۔ کہ اس مجموعہ کے بعض کو حاصل ہو۔ خواہ ابتداء میں یا وسط میں
 یا آخر میں۔ مگر منسوب ساری جماعت کی طرف ہوگا۔ جیسا جماعتوں اور گروہوں اور
 قوموں کے احکام و افعال کا قاعدہ ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں یا بنی اسرائیل اذکروا
 نعمتی الی انعمت علیکم الخ کے ساتھ خطاب کر کے کبھی واذنجیثاکم من آل
 فرعون۔ وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی اور ولقد
 جاءکم موسیٰ بالبینات ثم اتخذتم العجل من بعدہ فرما کر بنی کریم کے زمانہ
 کے زمانہ کے بنی اسرائیل کی طرف رجوع کہ مخاطب ہیں حضرت موسیٰ کے زمانہ کے واقعات
 ان کی طرف منسوب فرما رہے۔ اور کبھی وایتینا عیسیٰ بن مریم البینات وایدناہ
 بروح القدس۔ اقلما جاءکم رسول بما لا تهوی انفسکم استکبرتم
 ففریقاً کذبتکم و فریقاً تقتلون۔ وقالوا قلوبنا غلفت الخ وسطی اور آخری زمانہ
 کے واقعات کو ان کی طرف منسوب فرما رہا ہے۔ اور یہ سب اسی مذکورہ قاعدہ کے
 مطابق ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وحی خفی یا علوی میں ایک امر نبی کی طرف منسوب کیا جاتا
 ہے۔ اور اس نبی کے وقت میں وہ امر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے کسی خلیفہ کے ہاتھ سے
 ہوتا ہے۔ قیصر و کسریٰ کی چابیاں حضور کے ہاتھ میں دی گئیں۔ اور وہ حضرت عمر خلیفہ
 ثانی کے ہاتھ میں آئیں۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدنی و دین الحق لیظہرہ
 علی الدین کلہ میں اطہار دین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب فرمایا۔ مگر
 یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے مقدر تھا۔ نزول مسیح عند
 منارۃ شرقی دمشق مسیح کی طرف منسوب تھا۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اس کو اپنے کسی خلیفہ کا فعل بنایا۔ اور خداوند تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
 ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات سے اس کو پورا کیا۔ اور اسی کے ماتحت بعض انبیاء
 کے وقت میں وہ موعود علیہا یں طور پر نہیں نظر آتا۔ بلکہ ان کے زمانہ کے بہت بعد ان کے
 کسی خلیفہ کے وقت میں جا کر نمایاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کے ساتھ ہوا۔

پس قوم اور جماعت اور گروہ کی طرف جو امر منسوب ہوتا ہے۔ اس کا پورا ہونا اسی
 قاعدہ کے مطابق دیکھنا چاہیئے۔ اور جو بھی ایسے امور کو اس قاعدہ کے خلاف انفرادی اور
 شخصی طور پر پورا کرتے گئے گا۔ اس کو قدم قدم پر پھٹو کر گئے گی۔ اور بہت سے صحیح اور صادق
 اور مسلم امور اور عقائد حقہ کو اُسے جھٹلانا اور غلط قرار دینا پڑے گا۔ اور اسی طرح جو لوگ
 اس غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کہ ایسی جماعتوں اور مجموعوں سے بعض کو نکال دیتے ہیں۔
 یا رونا وہ ایسا کرتے ہوئے اس جماعت سے اس حصہ کو نکال دیتے ہیں۔ کہ جس کے ذریعہ سے
 وہ امور پورے ہو کر اس جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ پس اس غلطی کے ارتکاب
 کی ان کو یہ سزا ملتی ہے۔ کہ باقی ماندہ حصہ میں وہ ان امور کو ثابت کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔
 گو ان امور کا ثابت کرنا نہایت ضروری ہو۔

چنانچہ اہل تشیع اسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پہلے تینوں خلیفوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جماعت سے خارج قرار دیدیا۔
 کہ جس کی طرف بحیثیت مجموعی اور جماعتی رنگ میں خداوند تعالیٰ نے اپنے کچھ وعدے
 منسوب کر کے بطور پیشگوئی قرآن مجید میں پہلے سے ذکر کر دیئے تھے۔ تاکہ وہ نمایاں
 طور پر پورے ہو کر اس جماعت کے بجانب اللہ ہونے پر دلیل قاطع ہوں۔ اور ان
 سب وعدوں کو خداوند تعالیٰ کی حکمت محکمہ نے اس جماعت کے پہلے فرد کے ذریعہ
 سے پورا کرادیا۔ پس جو لوگ پہلے خلیفہ کو خلیفہ برحق مانیں گے۔ اور اس کے بعد کے
 خلفاء کو اس پہلے خلیفہ کے تابع اور اس کے جانشین اور اس کے مقصد کے پورا کرنے
 والے یقین کریں گے۔ وہ تو ان خدائی وعدوں کو خلفاء کی اس ساری جماعت کی طرف
 منسوب کریں گے۔ گو وہ وعدے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر کے ہی ذریعہ پورے ہوئے

مگر قومی اور جماعتی قاعدہ کی رو سے ساری جماعت کی طرف منسوب کر کے ساری جماعت کو منجانب اللہ یقین کریں گے۔ مگر شیعہ صاحبان نے پہلے تینوں خلفاء کا انکار کر دیا اور صرف چوتھے خلیفہ (حضرت علیؓ) کو خلیفہ برحق اور منجانب اللہ مانا جس کی وجہ سے وہ خدا کے ان وعدوں میں حضرت علیؓ کو شامل نہیں کر سکتے۔ جو کہ ان سے پہلے حضرت ابو بکر کے ذریعہ پورے ہوئے تھے۔ اور شیعہ صاحبان کی اس غلطی کی وجہ سے حضرت علیؓ کی صورت وہ نقائص ہی رہ جاتے ہیں۔ جو ان کی خلافت کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے پس ان طرفدارانِ علیؓ کی اس غلطی کی وجہ سے سیدنا حضرت علیؓ علیہ السلام کو دو نقصان پہونچے۔ اول یہ کہ جماعت خلفاء میں شامل ہونے سے خدا تعالیٰ کے ان وعدوں سے جو ان کو عطا تھا جس سے ان کی خلافت ثابت ہوتی تھی۔ اور جو اپنی ذات میں اعلیٰ درجہ کی خوبیاں اور انعامات اور کمالات تھے۔ اس سے تو آپ کو بے سرو اور محروم کر دیا۔ اور صرف نقائص ہی ان کے حصہ میں رہنے دیئے۔ دوسرا نقصان اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تو علیم وخبیر اور حکیم و قدیر ہے۔ اس کو سب سے زیادہ اپنی توحید کے قیام کا لحاظ ملحوظ ہوتا ہے۔ پس اس کے ان پیارے بندوں میں سے جو کہ اس کی توحید کے قیام کو اپنی زندگی کا مقصد و حید ہونا اپنی زندگی کی ہر ایک حرکت سے ثابت کر چکے ہوتے ہیں (جب کسی کو اس کے نادان عشاق اپنے غلو سے اس کو کسی پہلو سے اس وحدہ لا شریک کا شریک بنا کر اس بندے کی عمر بھر کی کوشش کے خلاف اس کے مقصد و حید کو برباد کرنے لگتے ہیں تو وہ علیم و حکیم خدا جو کہ اپنے ان پیارے بندوں کے مقاصد کو پورا کرنے والا ہے۔ جن کے مقاصد اسی کے مقاصد ہو جاتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ اس اپنے بندے کے مقصد و حید و توحید کی حفاظت کے لئے اس کو مزید اجراء و قرب دینے کے لئے اس کی ذات کے متعلق کچھ ایسی مشکلات پیدا کر دیتا ہے جو کہ ایک طرف اس کے شریک خدا نہ ہونے پر دال ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے وفادار بندہ ہونے کا ثبوت ہوں۔ مہاراج رام جی کے متعلق خدا تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ ان کے اتباع آپ کو خدا کا شریک بنائیں گے۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کو ان کی رانی صاحبہ کے ایسے ابتلاء میں ڈال دیا۔

جو ان کے شریک خدا ہونے کے منافی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ میرے بندے مسیح کو اس کے اتباع خدا اور خدا کا بیٹا بنائیں گے۔ تو اس کو اس نے صلیب کے ایسے ابتلا میں ڈال دیا جس کی خدا ہونا تو درکنار نبی ثابیت کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ اور آج کے دن تک یہود ان کی نبوت پر اعتراض کر رہے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ میرے بندے علیؑ کی محبت کے مدعی ان کی شان میں غلو کریں گے۔ تو ان کو خلافت کے منعلق ایسے ابتلاؤں میں ڈال دیا کہ آج تک خوارج ان پر طرح طرح کے التزام عاید کر رہے ہیں۔ اگر ان کی محبت کے مدعی ان کی شان میں یہ غلو کرتے۔ تو پھر ان کی خلافت میں نقائص نہ آتے۔ اگر وہ غلو نہ کرتے۔ تو ایسے نقائص کی ضرورت نہ پڑتی۔ جو کہ یہ ثابت کرتے ہوں۔ کہ نہ تو وہ خدا کی طرح علیم وخبیر ہیں۔ اور نہ ہی وہ خدا کی طرح فعال لمبایرید ہیں۔ مگر ان کے نادان محبوبوں نے حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی خلافت کے سلسلہ سے ان کو کاٹ کر خدا کے ان وعدوں کے حصہ سے ان کو محروم کر دیا۔ جو کہ صرف حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں اپنی اعلیٰ شان میں نمایاں طور پر پورے ہوئے۔ مگر جو بھی ان کی خلافت کے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ اس وابستگی سے وہ بھی حصہ دار ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت علیؑ کے نادان دوستوں نے آپ کو اس سلسلہ سے کاٹ کر اس حصہ سے محروم کر دیا۔ جو کہ ان کی خلافت کو ثابت کرتا تھا۔ اور اس سے ان کی خلافت کا یہ قطعی ثبوت باقی نہ رہا۔ اور پھر ان کی شان میں غلو کر کے ان کی خلافت میں نقائص پیدا کرنا ضروری بنا دیا۔

اس تمہید کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ ابی و امیہ روحی فداہ) کی کتاب سر الخلافہ کی ان عبارتوں کا مفہوم سمجھنا بالکل آسان ہو گیا۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیعہ علماء کا یہ قول اپنی کتاب کے ابتداء میں نقل فرما دیا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی خلافت ثابت نہیں۔ اور علیؑ کی خلافت ثابت ہے۔ اور یہ معلوم ہو گیا۔ کہ اس ہی کا جواب اس کتاب میں دے رہے ہیں۔ تو جو بھی اس سوال کو پڑھے گا۔ فوراً اس کے ذہن میں یہی آئے گا۔ کہ حضرات اب ان کو یہ جواب دیجئے۔ کہ ان تینوں کی خلافت ثابت ہے۔ جس طرح کہ حضرت علیؑ کی خلافت

کیونکہ حضور چاروں کی خلافت کے قائل ہیں جس طرح کہ سب اہل السنۃ والجماعت کا مذہب ہے۔ کہ چاروں برحق خلیفہ ہیں۔ یا اگر حضور علماء شیعہ کو الزام دینا چاہیں گے۔ تو پھر یہ جواب دیں گے۔ کہ ان تینوں کی خلافت تو ثابت ہے مگر حضرت علیؑ کی خلافت ثابت نہیں۔ ان دو کے سوا تیسری کوئی صورت اس کے ذہن میں ہرگز نہیں آئے گی۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ حضور ان دونوں جوابوں میں سے کوئی بھی نہیں دیتے۔ دیتے ہیں۔ تو یہ کہ روایات قطعی ہیں۔ ان سے خلافت ثابت نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ وہ صرف قرآن مجید سے ثابت ہو سکتی ہے۔ اور قرآن مجید میں اس کے متعلق آیات اختلاف معیار ہیں۔ اور ان سے صرف ابوبکر کی خلافت ثابت ہے۔ اس سے یہ پتہ لگتا تھا کہ آگے فرمائیں گے۔ کہ عمر عثمان اور علیؑ کی خلافت ان سے ثابت نہیں۔ مگر حضور یہ نہیں فرماتے۔ بلکہ فرماتے ہیں۔ کہ علیؑ کی خلافت ان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور سوال کے پڑھنے سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ پس حضور کا اس طریق کو اختیار کرنا صاف دکھانا ہے۔ کہ آیات اختلاف میں اختلاف اور تمکین اور تبدیل خوف بالامن کی نسبت فقہ کی طرف مجموعی رنگ میں لی ہے۔ بتایا ہے کہ تمکین و تبدیل تو صرف ابوبکر کی خلافت میں پوری ہوئی ہیں۔ اور باقی تینوں کی طرف ان کی نسبت قومی اور جماعتی طریق پر ہے۔ پس جو ابوبکر کی جماعت میں ہوگا۔ وہ بھی ان میں حصہ دار ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے ساتھ اس کی خلافت بھی ثابت ہے اور جو بھی اس کی جماعت سے علیحدہ ہوگا۔ اس کی خلافت ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ علیؑ کی جماعت میں اس کی خلافت تب ثابت ہوگی۔ کہ تمکین و تبدیل شخصی اور فردی رنگ میں اس کی طرف منسوب ہوں۔ اور یہ تب ہو سکتا ہے۔ کہ یہ دونوں اس کی خلافت میں بھی براہ راست موجود ہوں۔ جیسی کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں یہ دونوں براہ راست موجود ہیں۔ لیکن شیعہ علماء کے مذکورہ قول سے تو صاف مفہوم ہو رہا ہے۔ کہ وہ حضرت علیؑ کی خلافت کو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے علیحدہ کرتے ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی جماعت سے حضرت علیؑ کو بالکل علیحدہ کر کے تنہا انہی کو خلیفہ مانتے ہیں۔ پس اس صورت میں اس تمکین و تبدیل کو جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں واقع ہوئی۔ جماعتی رنگ میں حضرت علیؑ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔

بلکہ علیحدگی کی صورت میں تب ہی یہ ان کی طرف منسوب ہو سکتی ہیں۔ کہ یہ دونوں براہِ راست ان کی خلافت میں واقع ہوئیں۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ براہِ راست ان دونوں میں سے کوئی بھی حضرت علیؑ کی خلافت میں واقع نہیں ہوئی۔ لہذا شیعہ علماء کے قول مذکور کی پیدا کردہ علیحدگی کی صورت میں حضرت علیؑ کی خلافت ہرگز ان آیات کے ماتحت ثابت نہیں ہوتی۔ اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت علیحدگی کی صورت میں بھی ثابت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ان کی خلافت میں یقیناً واقع ہوئی ہیں۔ پس یہ دونوں شخصی رنگ میں بھی ان کی طرف منسوب ہیں۔ لہذا ان کی خلافت شخصی رنگ میں ان آیات سے ثابت ہے۔ اب رہی خلافت عمرؓ اور خلافت عثمانؓ۔ سو ان کو نہ شیعہ علماء نے ابو بکرؓ سے علیحدہ کیا ہے۔ اور نہ ہی ہم ان دونوں کو حضرت ابو بکرؓ سے علیحدہ کرتے ہیں۔ لہذا وہ حضرت ابو بکرؓ کی جماعت میں ہیں۔ پس جو کچھ حضرت ابو بکرؓ کی طرف منسوب ہوگا۔ وہ ان کی طرف بھی منسوب ہوگا۔ پس ان دونوں حضرات کا معاملہ بالکل صاف تھا۔ شیعہ علماء بھی ان کو ابو بکرؓ کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ اور حضورؐ بھی۔ پس ابو بکرؓ کا جو حال ہے۔ وہی ان کا بھی ہے۔ کیونکہ آیت استخلاف میں جماعتی رنگ میں تمکین و تبدیل کو ہم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ پس جس کے زمانہ خلافت میں یہ واقع ہوئی ہیں۔ اس کی جماعت میں یہ دونوں ہیں۔ لہذا وہ ان کی طرف بھی منسوب ہیں۔

پس جو مفہوم میں نے حضورؐ کی عبارتوں کا لکھا ہے یہ قرآن مجید کے الفاظ کے مطابق ہے۔ قواعدِ زبان کے مطابق حضورؐ کے مذہب کے مطابق ہے۔ کہ چاروں خلیفہ ہیں۔ اور چاروں کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ ہاں ابو بکرؓ کی خلافت تو ہر حال اس کے ماتحت ہے خواہ جماعتی رنگ نہ لیا جائے۔ بلکہ شخصی اور انفرادی طور پر یعنی حضرت ابو بکرؓ کو دوسروں سے علیحدہ کر لیا جائے۔ تو بھی ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت آتی اور ثابت ہوتی ہے۔ لیکن حضرت علیؑ کو اگر ابو بکرؓ سے علیحدہ کیا جائے۔ جیسا کہ شیعہ علماء نے علیحدہ کیا ہے۔ تو پھر ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں آتی کیونکہ اس صورت میں شخصی اور انفرادی ہی طور پر نسبت ہوگی۔ اور وہ تب ہی ہوتی۔ جبکہ

تمکین و تبدیل براہ راست ان کی خلافت میں واقع ہوئیں۔ جو کہ ہرگز نہیں واقع ہوئیں۔ لیکن اگر ان کو ہماری طرح حضرت ابوبکر کی جماعت میں شامل رکھا جائے۔ جیسا کہ ہمارا اعتقاد ہے۔ تو وہ تمکین و تبدیل جو ابوبکر کی خلافت میں واقع ہوئیں۔ جماعتی اور مجموعی رنگ میں ان کی طرف بھی منسوب ہیں۔ لہذا ان کی خلافت بھی آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور اسی سے ثابت ہے۔ اور جس طرح حضرت ابوبکر کو خدا نے ہی خلیفہ بنایا۔ اسی طرح حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کو بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے۔ حیرت کا مقام ہے۔ کہ باوجودیکہ حضرت صاحب نے کسی جگہ بھی (اس کتاب میں یا کسی اور کتاب میں خلافت کی یا خلیفہ کی دو قسمیں نہیں لکھیں۔ کہ ایک وہ جس کو خدا بنائے۔ اور دوسری وہ کہ جس کو لوگ بنائیں۔ یا ایک وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت ہو۔ اور دوسری وہ جو آیت اختلاف کے ماتحت نہ ہو۔ مگر جناب شیخ صاحب اس کو حضرت صاحب کا مذہب قرار دے رہے ہیں۔ حضرت صاحب تو اس عبارت میں جو کہ شیخ صاحب نے اپنے اشتہار میں درج کی ہے۔ صرف آیت استخلاف کو معیار خلافت قرار دیتے ہیں۔ جس کا صاف اور کھلا مفہوم یہ ہے۔ کہ خلافت اس معیار پر پوری اترے۔ تو وہ خلافت ہے۔ اور جو اس معیار پر پوری نہ اترے۔ وہ خلافت ہی نہیں۔ نہ یہ کہ وہ خلافت تو ہے۔ مگر خدا کی دی ہوئی نہیں۔ بلکہ انسانوں کی دی ہوئی ہے۔ حضور نے یہ ذکر فرمانے کے بعد کہ حضرت علیؓ کی خلافت اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔ یہ نتیجہ نہیں نکالا۔ پس ان کی خلافت انسانوں کی دی ہوئی ہے حضور تو فرماتے ہیں۔ ان ادعاء ثبوت خلافة سیدنا المرتضیٰ صلف بحت ما لحقه من الصدق سنا۔ و ذرارة طیف لیس معه شہادۃ من کتاب ربنا الا علی و لیس فی ایدی الشیعة شمة علی ثبوت هذا الدعوی۔

ترجمہ: حضرت علیؓ کی خلافت کے ثبوت کا ادعاء محض حد سے بڑھا ہوا ادعاء ہے جس کو سچائی کی چمک بھی نہیں پہنچی۔ اور خیال کی زیارت ہے۔ کہ جس کے سامنے ہمارا علیؓ شانِ داسے رب کی کتاب کی کوئی شہادت نہیں ہے۔ اور شیعہ کے ماتحتوں میں اس دعویٰ کے ثبوت کا ایک شتمہ بھی نہیں۔

پس کیا کوئی دماغ میں عقل رکھتا ہوا انسان اس عبارت کو پڑھ کر یہ سمجھے گا۔ کہ حضور فرما رہے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت تو ہے۔ مگر خدا کی دی ہوئی نہیں۔ بلکہ انسانوں کی دی ہوئی ہے۔ یا یہ سمجھے گا۔ کہ حضور یہ فرما رہے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت ثابت نہیں اگر اس کے دماغ میں عقل کا کوئی ثبوت بھی ہے۔ تو یہی سمجھے گا۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت ثابت نہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جو چیز ثابت نہیں ہوتی۔ اس کی نفی کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ وہ نہیں۔ پس حضور تو فرما رہے ہیں۔ کہ ان کی خلافت ثابت نہیں۔ اور جناب شیخ صاحب اس کا مفہوم یہ بتاتے ہیں۔ کہ وہ خلیفہ تو ہیں۔ مگر انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اسی کو کہتے ہیں۔ من چہ گویم و طنبورہ من چہ میگوید۔

پھر جناب شیخ صاحب نے ایک اور ایسی بات کی ہے۔ کہ میں نے آج کے دن تک کسی جاہل کو بھی ایسا کہہ سنا نہیں دیکھا۔ دعویٰ تو جناب شیخ صاحب کا یہ ہے۔ کہ ہر ایک پہلے خلیفہ کو خدا بناتا ہے۔ اور اس کے بعد کے سب خلفاء کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ پہلا ایک خلیفہ تو آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد کے سب خلفاء آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور دلیل میں ہر الخلافہ کے وہ حوائج پیش کرتے ہیں جن کا خلاصہ مفہوم یہ ہے۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت ثابت نہیں۔ یا یہ کہ ان کی خلافت میں خوف تھا۔ امن نہیں تھا۔ اور اس وقت اشاعت اسلام اور شیطانوں کی سرزنش نہیں ہوئی۔ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ ان حوالوں سے تو حضرت علیؓ کی خلافت کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ وہ خلیفہ تو تھے۔ اور ان کی خلافت تو ثابت ہے۔ مگر انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ تھے۔ اور ان کی خلافت انسانوں کی دی ہوئی خلافت تھی۔ پس دعویٰ اور دلیل میں کوئی جوڑ نہیں۔ مگر میں اب علیؓ سبیل الفرض جناب شیخ صاحب کا ہم زبان ہو کر یہ کہتا ہوں۔ کہ ان حوالوں سے یہ ثابت ہوا۔ کہ حضرت علیؓ خلیفہ تھے۔ پر انسانوں کے بنائے ہوئے نہ کہ خدا کے بنائے ہوئے۔ پر یہ تو ایک جزئی ہے۔ اور یہ فقرہ کہ حضرت علیؓ انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ تھے۔ ایک شخصیت اور مخصوصہ تفسیر (تجلی) ہے۔ اور یہ دعویٰ (کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے سب خلفاء انسانوں کے بنائے

ہوئے خلیفہ ہوتے ہیں۔ قضیبہ کلبہ ہے۔ پس اس شخصیت سے یہ کلبہ کس طرح ثابت ہو سکتا ہے
اب میں اس سے بھی آگے بڑھ کر علی سمیع الفاضل جناب شیخ صاحب کا ہم زبان
ہو کر یہ کہنا مولیٰ کہ مسجد الحسنیہ مسجد موحود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اختلاف میں صاف
الفاظ ہیں یہ فرما دیا ہے کہ کہ آیت استخلاف کے تحت صرف اور صرف حضرت ابوبکر کی
خلافت آتی ہے۔ اور حضرت ابوبکر کے بعد کسی خلیفہ کی خلافت نہیں آتی۔ نہ عمر کی نہ عثمان
کی نہ علی کی۔ مگر اس کی وجہ حضور سے یہ نہیں بیان فرمائی۔ کہ آیت استخلاف کا خلاصہ لفظ
اس پر دال ہے۔ کہ جو پہلا خلیفہ ہوگا۔ وہی اس کا مصداق ہوگا۔ اور اسی کی خلافت اس آیت
کے ماتحت ہوگی۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کی خلافت اس کے ماتحت نہیں ہوگی۔ بلکہ
حضور نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت خوف آیا۔ اور
سخت آیا۔ مگر امن سے بدل گیا۔ اور دین اسلام کی آپ کے وقت میں تکمیل ہوئی۔ اور
حضرت علیؓ کے زمانہ میں خوف ہی رہا۔ اور امن سے نہیں بدلا۔ اور دین اسلام کی اشاعت
اور تکمیل بھی نہیں ہوئی۔ یا بقول شیخ صاحب ابوبکر صدیق کے بعد کسی خلیفہ کے وقت
نہ تکمیل ہوئی۔ نہ تبدیل خوف بالامن ہوئی۔ مگر نہ تو فی الواقعہ حضور نے یہ لکھا ہے کہ نبی کم
صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سب نبیوں کے خلفاء میں تکمیل اور تبدیل صرف پہلے ہی
خلیفہ کے وقت میں ہوئی ہے۔ اور آئندہ ہوگی۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کے زمانہ میں
تکمیل و تبدیل نہ پہلے کبھی ہوئی ہے۔ اور نہ ہی آئندہ ہوگی۔ اور نہ ہی جناب شیخ صاحب
کے ترجمہ حوالجات سے اختلاف کے لحاظ سے حضور نے یہ کلبہ فرمایا ہے۔ بلکہ صرف نبی کریم کے
خلفاء میں سے حضرت ابوبکر اور حضرت علیؓ کی نسبت یا بقول شیخ صاحب حضرت علیؓ
کے ساتھ حضرت عمر اور حضرت عثمان کی نسبت لکھا ہے کہ ابوبکر کی خلافت ایسی تھی۔ اور علیؓ
کی ایسی نہیں۔ یا بقول شیخ صاحب حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی خلافت ایسی نہیں
تھی۔

پس اس شخصیت سے جو حوالوں میں بیان ہوا ہے۔ جو کہ دو یا چار سے مخصوص ہے۔
یہ ادعا کس طرح ثابت ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب ہے۔ کہ آیت

استخلاف کے ماتحت صرف پہلے ہی خلیفہ کی خلافت ہوتی ہے۔ اور صرف پہلے ہی خلیفہ کو خدا منتخب کرتا ہے۔ اور بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ دعویٰ تو کلیہ ہے۔

پس یہ کلیہ جس کو شیخ صاحب حضرت صاحب کا عقیدہ اور مذہب کہتے ہیں۔ اور سرالخلافہ کے ان حوالوں کا وہ مفہوم جو کہ شیخ صاحب نے اپنے اشتہار میں درج کیا ہے۔ جس کی غلطیاں مفصل طور پر میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ مگر بالآخر میں نے اس کو علی سبیل الفرض تسلیم کر کے اوپر بکھریا ہے۔ اور تعین کے لئے اس پر خط کھینچ دیا ہے۔ ایک معین اور شخصی امر کے متعلق ہے کہ ابو بکر کی خلافت ایسی تھی۔ اور اس کے بعد کے تینوں خلیفوں کی ایسی نہیں تھی۔ نہ تو متحد اور مترادف ہیں۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کو مستلزم ہے۔ پس کیا کوئی انکے کھلی رکھتے ہوئے یہ جرات کر سکتا ہے۔ کہ وہ کہے۔ کہ اس شخصی اور مخصوص واقعہ کی جان کرنے سے یہ کلیہ بیان کرنا لازم آگیا۔ یا یہ شخصیت اور وہ کلیہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مترادف اور ہم معنی ہیں۔ یا لازم و ملزوم ہیں۔ آسانی فہم کے لئے میں ان دونوں کو اختصار کے ساتھ بالمقابل لکھتا ہوں۔ سرالخلافہ کے حوالوں کے مفہوم کا خلاصہ جو کہ شیخ صاحب نے ان سے سمجھا اور بیان کیا۔

خلاصہ ادعاء جو کمزورہ مفہوم سے ثابت کیا ہے۔ حضرت سید موعود کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ سب خلیفوں میں سے جن کو لوگ مقرر کرتے ہیں۔ صرف پہلا خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کو خدا منتخب کرتا ہے۔ اور اس کے بعد آنے والے خلیفوں کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

اور یہ کلیہ ہے۔

صرف ابو بکر کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور صرف اسی کو خدا نے خلیفہ منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ تمکین و تبدیل خوف بالامن اسی ہی کی خلافت میں ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد کے تینوں خلیفوں میں سے کسی کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔ اور نہ اس کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل ہے۔ اس لئے کہ ان کی خلافت میں تمکین و تبدیل نہیں ہوئی۔

اور یہ ایک شخصی اور مخصوص امر ہے۔

پس اگر بالضرع ان حوالوں کا مفہوم ہو جو شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ تو ان سے اسی قدر ثابت ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک صرف ابوبکر کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور صرف انہی کو خدا نے منتخب کیا ہے۔ اور عمر، عثمان اور علیؓ کی خلافت اس کے ماتحت نہیں۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں۔ اور ان سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کا یہ مذہب تھا۔ کہ سب خلفاء میں سے پہلے کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور اس کو خدا منتخب کرتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں ہوتا۔

پس ابوبکرؓ کی خلافت کے آیت استخلاف کے نیچے ہونے اور ان کے بعد کے تینوں کی خلافت کے آیت استخلاف کے ماتحت نہ ہونے سے یہ کس طرح لازم آجاتا ہے۔ کہ اور خلفاء میں سے بھی پہلے کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہو۔ اور اس کے بعد کے خلیفوں کی خلافت اس کے ماتحت نہ ہو یہ تو ایسا جھپٹا کوئی کہہ کہ فلاں چار بھائیوں میں سے جو چھوٹا ہے۔ وہ عالم اور مالدار ہے۔ اس لئے معزز ہے۔ اور بڑے تینوں عالم اور مالدار نہیں۔ اس لئے وہ معزز نہیں۔ تو جناب شیخ صاحب جیسا کوئی فاضل کہے۔ کہ اس قائل کا یہ عقیدہ ہے کہ جو بھی چار بھائی ہوں ان میں سے جو چھوٹا ہو۔ وہ معزز ہوتا ہے۔ اور بڑے معزز نہیں ہوتے۔ یعنی اسی طرح جناب شیخ صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض عبارتوں سے یہ سمجھ کر کہ چونکہ تمکین دین اور تبدیل خوف حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں واقع ہوئی ہیں۔ اس لئے ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور ان کے بعد کے خلفاء کی خلافت میں تمکین و تبدیل نہیں ہوئی۔ اس لئے ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں تو سمجھتے ہی جا شیخ صاحب بول اٹھے۔ کہ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سب خلیفوں سے پہلے کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی۔ ہاں مالدار اور عالم ہونا جو زید کے معزز ہونے کی علت ہیں۔ جو کہ چاروں بھائیوں میں سے چھوٹا ہے۔ اگر وہ قائل سمجھتی یہ بھی کہہ دیتا۔ کہ عالم اور مالدار چھوٹا بھائی ہی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ اور جو بھائی اس سے بڑا ہو۔ وہ کبھی عالم اور

مالدار نہیں ہوتا۔ تو پھر سنئے والا یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ فلاں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ہر چار بھائیوں میں سے چھوٹا ہی معزز ہونا ہے۔ اور کوئی بڑا بھائی معزز نہیں ہوتا پس جناب شیخ صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر کی خلافت کی آیت استخلاف کے ماتحت ہونے کی علت تو ذکر کی ہے۔ جو کہ تمکین و تبدیل ہے۔ تو اگر یہ بھی ذکر دیتے۔ کہ تمکین و تبدیل صرف پہلے کی خلافت میں ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے بعد خلیفہ بننے والوں کی خلافت میں تمکین و تبدیل ہرگز نہیں ہوتی۔ تو پھر شیخ صاحب بھی یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلے خلیفہ کی خلافت الہی مگر نہ حضرت صاحب کی محولہ عبارتوں میں یہ ہے۔ کہ تمکین و تبدیل صرف پہلے کی خلافت میں ہوتی ہے۔ اور دوسروں کی خلافت میں نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی واقعہ میں ایسا ہے۔ اور نہ ہی جناب شیخ صاحب نے ایسا لکھا ہے۔ پس اس کے سوا چارہ نہیں۔ کہ وہ ضرب المثل دہراؤں۔ کہ دو اور دو چار روٹیاں۔ چونکہ شیخ صاحب کے ذہن میں یہ خیال باطل و محال تسلط پایا ہوا ہے۔ کہ میں خلیفہ ثانی کو خلافت سے معزول کراؤں۔ اور یہ تب ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے عزل خلفاء جائز ثابت ہو اور یہ اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک یہ ثابت ہو کہ خلفاء کو خدا مقرر نہیں کرتا۔ بلکہ انسان مقرر کرتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت کی مانع آیت استخلاف تھی۔ جس میں صاف آیا ہے۔ کہ اللہ ان کو خلیفہ بنائے گا۔ تو آیت استخلاف کی روک کو ہٹانے کے لئے یہ منصوبہ گھڑا۔ کہ پہلے خلیفہ کو تو خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ مگر بعد کے خلفاء کو انسان مقرر کرتے ہیں۔ گو آیت کے الفاظ اس کو بالصرحت رد کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں لیستخلفنہ نہیں بلکہ هم ہے ولیکن لا نہیں بلکہ لهم ہے دینہ نہیں۔ دینہم ہے ارتضیٰ لا نہیں۔ لهم لیبدلنہ نہیں لیبدلنہم خوفہ نہیں خوفہم ہے جس کے معنی ایک کے یا پہلے کے ہرگز نہیں۔ مگر آپ کے دماغ پر منصوبہ اس قدر غلیبہ پا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کے مزج الفاظ کے خلاف شور کرنا شروع کر دیا۔ کہ آیت استخلاف کے ماتحت صرف پہلا خلیفہ ہی ہوتا ہے۔ بعد کے نہیں ہوتے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب کے کچھ حوالے لیکر جو کہ حضو نے علماء شیعہ کی تردید

کے لئے لکھی۔ نہ کہ بیان عقاید کے لئے اور ان حوالوں کے اپنی غرض کے مطابق غلط معانی لیکر خلاصہ مفہوم ان حوالوں کا یہ بنایا۔ کہ صرف حضرت ابو بکر ہی کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ کیونکہ تمکین اور تبدیل اسی میں واقع اور ان کے بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں تمکین اور تبدیل واقع نہیں ہوئی یہاں پر پہونچ کر ان کے ذہن نے طرفہ تدرین حرکت کی۔ کہ اپنے اس خود ساختہ مفہوم حوالہ سے وہ طفرہ لگا کر کہ جس کے محال ہونے پر فلسفہ قدیم و جدید متفق ہیں (یعنی کوئی متحرک ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جا پہونچے۔ اور درمیانی مسافت پر سے نہ گزرے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ مبدأ اور منتہا کے درمیان کوئی مسافت نہ ہو۔ جیسی آنکھ بینائی سے حرکت کے شنوائی تک پہونچ جائے۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان کوئی ایسے مدارج نہیں۔ کہ ان کو طے کرتے ہوئے بینائی شنوائی ہو جائے۔ جیسے سردی اور گرمی اور سیاہی اور سپیدی کے درمیان مدارج ہیں۔ کہ ان کو طے کرنے پر سرد چیز گرم اور سیاہ چیز پسید ہو جاتی ہے۔ یا مسافت تو ہے۔ مگر متحرک سوائے اس کے کہ اس پر سے گزرے اور اس کو طے کرے۔ دوسرے مقام پر چلا جائے۔ جیسا کہ فرش سے چھت پر اور زمین سے آسمان پر چلا جائے۔ اور درمیانی فضا کو طے نہ کرے۔ اور دونوں فلسفوں میں کوئی محال بیان کیا گیا ہے) اس پر پہونچ گئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پہلا خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت اور خدا کا منتخب کردہ ہوتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس خود اخذ کردہ مفہوم حوالہ جات میں اور مذکورہ عقیدہ کے درمیان کوئی علاقہ نہیں۔ کہ اس سے اس کی طرف ذہن کا انتقال ہو۔ مگر جناب شیخ صاحب کا ذہن اس خیال سے اس قدر متاثر ہو گیا کہ جو عبارت دیکھیں۔ اس سے ان کے ذہن میں یہی آتا ہے ع
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

اب میں چند ایک ثبوت اس کے پیش کرتا ہوں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء قیامت تک ہوتے۔ اور ان سب کو خدا ہی خلیفہ بنائے گا۔ اور وہ سب کے سب

آیت استخلاف کے ماتحت ہوئے۔ اور جو جناب شیخ صاحب نے کہا ہے۔ کہ صرف ایک ہی پہلا خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور وہی آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کو خدا تعالیٰ نہیں بناتا۔ اور نہ ہی وہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں وہ غلط ہے اور یہ جناب شیخ صاحب کا محض بہتان اور افتراء ہے۔ کہ یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب ہے۔ اور یاد رہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خلفاء ہیں۔ ہاں چونکہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء یا صحنی سلسلہ میں صرف مسیح موعود نبی ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کے خلفاء محمدیہ کو خلفاء مسیح بھی کہا جاتا ہے۔

پہلا ثبوت

خود آیت استخلاف ہے۔ سورہ نور ع ۱۳ میں ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الا ان یتوکلوا علی اللہ ثم ینزلن منہم من یرئے وہ (اللہ) ان کو خلیفہ بنایا کرے گا۔ جیسا کہ وہ (اللہ) ان لوگوں کو خلیفہ بناتا رہا ہے۔ جو ان سے پہلے (شریعت موسوی کے فتح) ہوئے ہیں۔ اس میں خلیفہ بنانے والا اللہ ہے۔ اس لئے کہ لیستخلفن کا فاعل یہاں پر وہ ضمیر ہے۔ جو اللہ کی طرف پھرتی ہے۔ پس اس آیت میں خلیفہ بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام بنایا ہے۔ اور دوسرے کسی کو خلیفہ بنانے والا نہ اس آیت میں نہ ہی قرآن مجید کی کسی اور آیت میں اور نہ ہی کسی حدیث میں بتایا گیا ہے۔

سورہ مزمل میں خداوند تعالیٰ نے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً رقیباً ہم نے تمہارے لئے نمونہ بنا کر تمہاری طرف سے ہی طرح ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک عظیم الشان رسول بھیجا تھا) فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ کے بعد خدا تعالیٰ ان کے خلفاء برابر بناتا رہا۔ اور آپ کے ہم اسو سال بعد ایک

عظیم نشان خلیفہ خدا تعالیٰ نے ان کو دیا جو کہ حضرت مسیحؑ میں مریم تھیں۔ اور اس آیت استخلاف
 کما استخلف الذین من قبلہم فرما کر مثیل موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کو حضرت
 موسیٰ کے خلفاء کا مثیل قرار دے کر وعدہ کے ایفاء کا یقین دلایا۔ کہ مومنوں کے رسول جن موسیٰؑ
 مثیل ہیں۔ ہم اس کے ماننے والوں میں اخیر تک پے درپے برابر خلیفے بناتے رہے ہیں۔ اسی طرح
 مثیل موسیٰ کے متبعین مومنوں میں بھی اخیر تک برابر خلیفے بناتے رہیں گے۔ پس اس آیت
 سے یمن باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) یہ کہ مومنوں میں ضرور خلیفے بنائے جائیں گے۔

(۲) مومنوں میں خلیفے اسی طرح بنائے جائیں گے۔ جس طرح کہ موسیٰؑ کے اتباع میں بنائے
 گئے تھے۔ اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور کتب سابقہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ
 کے اتباع میں اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے بنائے گئے تھے۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی امت میں بھی اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے بنائے جائیں گے۔

(۳) حضرت موسیٰ کے اتباع میں جو اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے بنائے گئے تھے
 ان سب کو اللہ نے ہی بتایا تھا۔ پس امت محمدیہ میں بھی جو اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے
 بنائے جائیں گے۔ ان سب کو بھی خدا ہی بنائے گا۔ اور یہ سب امور آیت استخلاف کے الفاظ سے
 صراحتاً ثابت ہیں۔

دوسرا ثبوت

سیدنا حضرت مسیحؑ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں۔ بعض حسب
 آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض
 کما استخلف الذین من قبلہم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں۔ کہ منکم سے
 صحابہ ہی مراد ہیں۔ اور خلافت راشدہ حقہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی۔ اور پھر قیامت تک اسلام
 میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف
 نہیں برس ہی دور تھا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔ شہادۃ

اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ کے خلفاء میں یہ احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ صرف پہلے خلیفہ کو خدا نے بنایا۔ اور باقیوں کو انسانوں نے بنایا۔ کیونکہ ان کے خلفاء بنی اور رسول تھے جن کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں بنا سکتا۔ اور جب سب خدا ہی نے بنائے۔ اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کی نیت فرمایا۔ اللہ ان کو خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے ان کو خلیفہ بنایا۔ جو ان سے پہلے تھے۔ تو اس سے بھی یہی لازم آیا۔ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں سے بھی کسی کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں بنائے گا۔

تیسرا ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن ص ۵ پر لکھتے ہیں۔
 ”ان آیات (آیت استخلاف وغیرہ) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے۔ تو میں کیونکر کہوں۔ کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے۔ کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی۔ تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا؟“

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت صاحب آیت استخلاف کو خلافت دائمی پر دال مانتے ہیں۔ اور علاوہ ان دلائل کے جو کہ حضورؐ نے پیش فرمائے ہیں۔ قواعد بھی اسی کے مؤید ہیں۔ لیستخلفن مزارع ہے۔ جو ایسے مقامات پر استمرار بخشدی (ایسا دوام جو اس فعل کی بار بار تجدید سے پیدا ہو) پر دال ہوتا ہے۔ اور جب خلافت دائمی کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضورؐ فرماتے ہیں۔ اور آیت میں وعدہ اللہ موجود ہے۔ تو پھر اس کا پورا کرنا اور ہمیشہ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے نہ بندوں کا ورنہ یہ وہی بات ہوگی۔ کہ کوئی اور بھرے کوئی۔ خدا نے جب دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو پھر وہ وعدوں کا سچا اور نہ ٹھکنے والا خدا دائماً خود خلیفہ بناتا رہے گا۔ ایسا کرنا اس کی شان سے بالکل بعید ہے۔ کہ آیت استخلاف میں وعدہ تو کرے دائمی خلافت کا۔ مگر صرف ایک بنا کر پھر خود نہ بنائے۔ جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ اور اپنے وعدہ کے خلاف کرے۔ بلکہ وعدہ کے ساتھ اس نے قسم جو کھائی تھی۔ اس کے بھی خلاف کرے۔ کیونکہ زیر والام حبس کو

لام تاکید کہتے ہیں۔ قائم مقام قسم ہوتا ہے۔ اور قسم کے معنی دیتا ہے۔ خدا کے برگزیدہ مسیح پر کتنا بڑا افتراء ہے وہ تو فرمائیں۔ اور اپنی کتاب میں کھول کر لکھ دیں۔ کہ آیت استخوانات میں خدا تعالیٰ نے خلافت دائمی کا وعدہ دیا ہے۔ بلکہ دوسروں پر بھی یہ حسن ظن ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جو بھی اس آیت کو غور و تامل کی نظر سے دیکھ بیگا۔ وہ ضرور سمجھ جائیگا۔ کہ اس میں خدا تعالیٰ نے خلافت دائمی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ لازم ہے۔ کہ پھر اس دائمی خلافت کے ہر ایک خلیفہ کو خدا تعالیٰ خود ہی خلیفہ بنائے۔ اور لغات عربیہ اور اس کے قواعد کی رو سے اس آیت کے کسی طرح یہ معنی ہوسکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ صرف پہلے خلیفہ کو بنائے گا۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کو انسان بنائیں گے۔ مگر جناب شیخ صاحب اس خدا کے مسیح پر جس کا حوالہ میں ابھی لکھ آیا ہوں۔ یہ افتراء کرتے ہیں۔ کہ آپ کا مذہب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ صرف پہلے خلیفہ کو بناتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء میں خدا تعالیٰ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور صرف پہلا خلیفہ آیت استخوان کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور پھر خدا کے مسیح پر افتراء کرتے ہوئے خود خدا تعالیٰ پر بھی نہایت خطرناک الزام کی بنیاد رکھ دی۔ کیونکہ آیت کریمہ کے الفاظ صفائی کے ساتھ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ان میں سے خلیفہ بنانا رہے گا۔ اور شیخ صاحب کہتے ہیں بنائے گا صرف ایک ہی۔ تو پھر ان باتوں میں سے کوئی کہنی پڑے گی۔ کہ وعدہ تو بے شک یہی کیا تھا۔ کہ ہمیشہ وہ خود ان میں خلیفہ بناتا رہے گا۔ مگر پہلا خلیفہ بنانے کے بعد اس کو اپنا وعدہ (نعود باللہ من ذالک) بھول گیا۔ یا بھولا تو نہیں مگر تھک گیا۔ یا کوئی وجہ نہ تھی۔ مگر عدا اس نے وعدہ خلافی شروع کر دی۔ (نعود باللہ من هذا البهتانات)

چوتھا ثبوت

شہادۃ القرآن ص ۶ میں حضور ﷺ کہتے ہیں۔

» اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ اس امت پر ہمیشہ

ابوابِ سعادت مفتوح رکھے۔

اس عبارت میں حضور خلیفہ کو امت کے لئے ابوابِ سعادت فرماتے ہیں۔ اور ان ابوابِ سعادت کے کھولنے اور بند کرنے کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور پھر خدا کی شان سے اس کو یقیناً قرار دیتے ہیں۔ کہ وہ امتِ محمدیہ سے ابوابِ سعادت کو بند کر دے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ کہ کوئی خلیفہ امت کے لئے نبی ہی بابِ سعادت ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو خلیفہ بنائے۔ اور اگر اس کو انسانوں نے بنایا ہو۔ تو پھر قطعاً لازم نہیں۔ کہ وہ بابِ سعادت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلیفہ کو امت کے لئے ابوابِ سعادت قرار دیا۔ اور ان ابوابِ سعادت کا کھولنا اور بند کرنا خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور یوں بھی ظاہر ہے۔ کہ انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ کب ابوابِ سعادت قوم اور ملت کے لئے ہو سکتے ہیں۔ ان کالمت کے لئے ابوابِ سعادت بننا اسی صورت میں مقصور ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے۔ اور اسی وجہ سے حضور نے تیس سال تک دورِ خلافتِ راشدہ کے ختم اور بند کر دینے پر فرمایا۔ کہ اس صورت میں لازم آئے گا۔ کہ گویا خدا نے یہ ارادہ ہی نہیں کیا۔ کہ امتِ محمدیہ پر ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت کھلے رہیں۔ پس دوامِ خلافت کے علاوہ اس حوالہ سے بھی یہی ثابت ہوا۔ کہ دائمی خلافت کے ماتحت جو خلیفہ بھی ہونگے۔ ان سب کو خدا تعالیٰ ہی خلیفہ بنائے گا۔

پانچواں ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن ص ۲۹ پر فرماتے ہیں۔
 ”اور اگر اس مماثلت سے (جو کہ آیتِ استخلاف میں کما استخلف الذین من قبلہم کے ساتھ بیان فرمائی ہے،) مماثلتِ تمامہ مراد نہیں۔ تو کلامِ عبث ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شریعتِ موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ مستدرا۔ نہ صرف تیس برس تک۔ اور صد ہا خلیفہ روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔“

اس حوالہ میں بھی حضور نے اس مماثلت سے (جو کہ آیتِ استخلاف میں کما الہ کے ساتھ بیان کی گئی ہے،) خلافت کے دوام پر استدلال فرمایا ہے۔ اور چونکہ یہ مماثلت

حضرت موسیٰ کے خلفاء کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حضور نے اس حوالہ میں بصراحت ان کو ذکر فرمایا ہے۔ اور موسیٰ خلفاء عموماً مائی تھے۔ اور نبی کو غالباً جناب شیخ صاحب بھی ابھی تک ایسا ہی سمجھتے ہوئے۔ کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی اس کو نہیں بنا سکتا۔ غالباً ابھی تک انبیاء کے سلسلہ تک وہ اپنی اس تہجدری کو (چو کہ خلفاء کے سلسلہ کے متعلق ایجاد کی ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو خدا تعالیٰ بنا تا ہے۔ اور اس کے بعد آنیوالے خلفاء کو خدا نہیں بنانا۔ بلکہ ان کو انسان بناتے ہیں، وسیع نہیں کیا۔ یعنی انہوں نے یہ نہیں کہا۔ کہ سلسلہ انبیاء میں جو پہلا نبی ہو۔ اس کو خدا ہی بناتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے انبیاء کے بنانے میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو انسان بناتے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب تک وہ اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ ہیں۔ کہ ہر ایک نبی کو خواہ پہلا ہو یا بعد کا۔ اس کو صرف خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے اور اس کے بنانے میں کسی انسان کا دخل نہیں ہوتا پس حضرت موسیٰ کے خلفاء (جو کہ مشیم ہیں) انبیاء تھے۔ جن کو صرف خدا تعالیٰ ہی بنایا کرتا ہے۔ اس لئے کما استخلف الذین من قبلہم میں سب کا خلیفہ بنانے والا خدا ہی ہے۔ اور یہ احتمال نامکن ہے۔ کہ پہلے کا بنانے والا خدا ہو۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کو انسان بنانے والے ہوں۔ اور ان کے خلیفہ بنانے میں خدا کا دخل نہ ہو۔ پس جب مشیم ہم میں یہ احتمال نہیں۔ تو پھر مشیم میں بھی اس احتمال کو نہیں لیا جاسکتا۔ پس جس طرح کما استخلف الذین من قبلہم میں سب کا بنانے والا خدا ہی ہے۔ اسی طرح لیستخلفتم میں بھی سب کا بنانے والا خدا ہی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں (جیسا میں پہلے درج کر چکا ہوں) کہ ان آیات کو اگر کوئی تامل اور غور کی نظر سے دیکھے۔ تو میں کیونکر کہوں۔ کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے۔ کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔

مگر جناب شیخ صاحب باوجود فاضل۔ مصری۔ اعلیٰ مدرس عربی و دینیات ہونے کے اور سالہا سال احمدی رہنے اور اب بھی احمدی کہلانے کے یہ سمجھنا تو درکنار کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں امت محمدیہ میں قیامت تک خلیفہ بناتا رہوں گا

بلکہ وہ بھی نہیں سمجھے جو دوسرے مسلمان سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ تیس سال تک یا چار بناؤں گا بلکہ وہ بھی نہیں سمجھے جو کہ خارجی لوگ سمجھے۔ کہ صرف دو بناؤں گا۔ بلکہ شیعہ کی طرح وہ یہ بھی نہیں سمجھے۔ کہ ایک بنا کر اس کے بعد اور گیارہ امام بناؤں گا۔ جو ایک خلیفہ کے ساتھ ملکر ۱۲ خلیفہ نہ سہی۔ مگر ۱۲ امام تو ہو جاتے ہیں۔ بلکہ سمجھے تو یہ سمجھے۔ کہ آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں صرف ایک ہی خلیفہ بناؤں گا۔ خواہ وہ اڑھائی یا چھ سال ہی خلافت کرے۔ اور اس کے بعد میں نہ کوئی خلیفہ بناؤں گا۔ اور نہ امام ہاں لوگ چاہیں۔ تو خود کسی کو خلیفہ بنا لیں۔ پھر شیخ صاحب اتنے ہی پرس نہیں کرتے۔ کہ آیت استخلاف سے مجھے یہ سمجھ آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ تم میں سے صرف ایک خلیفہ میں بناؤں گا۔ اور اس کے بعد میں کوئی بھی نہیں بناؤں گا۔ ہاں اگر تمہیں بہت شوق ہو۔ تو کسی کو خود بنا لینا۔ اگر اسی قدر کہتے۔ تو ہم کہتے کہ غور و تأمل کی نظر سے نہیں دیکھا۔ اس لئے خلافت دائمہ کا خدائی وعدہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ مگر انہوں نے غضب تو یہ کیا۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ مجھے یہ سمجھ آیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب ہے کہ خدا صرف پہلے خلیفہ کو انتخاب فرماتا ہے۔ اور وہی آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ان کو لوگ ہی انتخاب کرتے ہیں۔ گو یا حضرت صاحب کی طرف وہ بات منسوب کرتے ہیں۔ کہ جس کا حضرت صاحب کو دوسرے غور اور تأمل سے آیت استخلاف پر نظر کرنے والوں کی نسبت بھی وہم و گمان نہیں ہو سکتا۔ مگر جناب شیخ صاحب اس کو بے دھڑک خود حضور کا مذہب ظاہر کر رہے ہیں۔

چھٹا ثبوت

چھٹا ثبوت خلافت دائمی منجانب اللہ کا احکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲ والا وہ حوالہ ہے جس کو جناب شیخ صاحب نے اپنے اشتہار (کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے) میں سب حوالوں سے پہلے اپنے اس دعویٰ کے اثبات کے لئے پیش کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو تو خدا تعالیٰ منتخب کرتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور وہ حوالہ سیدنا حضرت

صبح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔
 «صوفیا نے لکھا ہے۔ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا
 ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے حق اس کے دل میں ڈالاجاتا ہے۔ جب کوئی رسول
 و مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک
 وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سر نو
 اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے
 بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو بھی خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود
 ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔
 چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا۔ اور سب سے پہلے حق انہی
 کے دل میں ڈالا۔

یہ حوالہ خلافت دائمی من اللہ کا بین ثبوت ہے۔ اس لئے کہ اس میں صرف نبی اور رسول
 ہی کی نسبت یہ نہیں فرمایا۔ کہ اس کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آجاتا ہے۔ اور بہت ہی خطرناک
 وقت ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ آپ نے مشائخ کو بھی شامل کر کے سب کی وفات پر دنیا میں زلزلہ
 آنے اور بہت خطرناک وقت ہونے اور خدا تعالیٰ کے کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹانے
 کا ذکر کیا ہے۔ پس نبی کی وفات پر خدا تعالیٰ کوئی خلیفہ منتخب فرماتا ہے۔ اور خدا کا بنایا
 ہوا خلیفہ شیخ ہوتا ہے۔ اور جیسا ہر نبی کی وفات پر ایسا وقت آتا ہے۔ اسی طرح ہر شیخ
 کی وفات پر بھی ایسا وقت آتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ اس کا خلیفہ منتخب کر کے اس کے
 ذریعے اس کو مٹاتا ہے۔ پس شیخ کی وفات پر بھی ایسا وقت ضرور آئے گا۔ اور اس کے
 مٹانے کے لئے خدا تعالیٰ ضرور کوئی خلیفہ بنائے گا۔ اور اسی طرح وہ بھی شیخ ہوگا۔ اور
 اس کی وفات پر بھی ضرور ایسا ہی ہوگا۔ پس اس ذریعے سے خلافت دائمی ہوگی۔ اور ہر نبی
 اور شیخ کی وفات پر خلیفہ خدا ہی بنائے گا۔ جیسا کہ صاف لکھا ہے۔ کہ خدا کسی خلیفہ کے
 ذریعے اس کو مٹائے گا۔

جبریت کا مقام ہے۔ کہ حضور کی یہ تحریر جو کھلے طور پر دو باتیں بتاتی ہے۔ کہ خلافت دائمی

ہے۔ جیسا کہ حضور کی تصنیفات میں اور خصوصاً شہادۃ القرآن میں ہے۔ اور اس دائمی خلافت کے ماتحت جو بھی خلیفہ ہوتا ہے اس کو خدا ہی مقرر فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے صاف لکھا ہے۔ کہ ہر ایک نبی اور مشائخ کی وفات سے دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وہ بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ اور اس کو خدا کسی خلیفہ کے ذریعے مٹاتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ صرف رسول کی وفات پر ایسا ہوتا ہے جس کے مٹانے کے لئے خدا خلیفہ مقرر کرتا ہے اور مشائخ کی وفات پر ایسا نہیں ہوتا۔ تاکہ اس کے مٹانے کے لئے خلیفہ کی ضرورت ہوتی۔ اور خدا خلیفہ مقرر کرتا۔ مگر باوجودیکہ حضرت صاحب رسول اور مشائخ دونوں کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے کی اور اس کے رفع کرنے کے لئے خدا کے خلیفہ مقرر کرنے کی صاف اور واضح الفاظ کے ساتھ تصریح کرتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب صرف نبی کی وفات پر ہی ضرورت بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ ضرورت ہی نہ رہی۔ کہ خدا خلیفہ مقرر کرتا۔ ایک نابینا سے تو ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر جناب شیخ صاحب تو آنکھیں رکھتے ہیں۔ ان کو نظر آ جانا چاہئے تھا۔ کہ حضرت صاحب مشائخ کی وفات پر بھی اس ضرورت کے پیش آنے کا ویسا ہی ذکر کر رہے ہیں جیسا کہ حضور نے رسول کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے کا ذکر کیا ہے۔ اور جس طرح رسول کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے پر خدا تعالیٰ کے کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹانے کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مشائخ کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے پر خدا تعالیٰ کے کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹانے کا ذکر کیا ہے۔ مگر شیخ صاحب مشائخ (یعنی خلفاء) کی وفات پر اس ضرورت ہی کی نفی کرتے ہیں۔ اور اس کی بناء پر خدا کے مقرر کرنے کی بھی نفی کر دیتے ہیں۔ سچ ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند

لا تعصی الابصار ولكن تعصی القلوب التي في الصدور

ساتواں ثبوت

ساتواں ثبوت اس امر کا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ پہلا ہو یا کوئی بعد کا۔ حوالہ مندرجہ بالا میں حضرت صاحب فرماتے ہیں:-

آنحضرتؐ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔
 دیکھئے کس تصریح کے ساتھ حضر کر کے آپؐ فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ (یعنی کسی) کو خلیفہ بنانا اور مقرر کرنا، خدا ہی کا کام ہے۔ تاویل میں تو آدمی جو چاہے گھر بکھڑا ہے۔ مگر خدا کے مسیحؑ نے خلیفہ بنانا صرف خدا ہی کا کام بتایا ہے۔ اور پھر اس کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ خلیفہ بنانا خدا کا ہی کام ہے۔ لہذا وہ اپنا کام ضرور کرے گا۔ اور ضرور کوئی خلیفہ بنائے گا۔

جناب شیخ صاحب کی تاویل سازی کو ہم تب مانیں۔ کہ وہ حضرت صاحب کی کوئی ایسی تصریح ہم کو دکھادیں۔ کہ خلیفہ بنانا آدمی کا بھی کام ہے۔ جیسا کہ ہم نے حضر کے ساتھ بتا دیا ہے۔ کہ خلیفہ بنانا خدا کا ہی کام ہے۔ یہاں پر پہلے دوسرے کے الفاظ نہیں۔ بلکہ صرف خلیفہ بنانا ہی ذکر ہے۔
آٹھواں ثبوت

یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ جو اصل کو مقرر کرتا ہے۔ وہی اس کے نائب اور قائم مقام کو مقرر کرتا اور کر سکتا ہے۔ اور جو اصل کو مقرر نہیں کر سکتا۔ وہ اس کے نائب اور قائم مقام کو بھی مقرر نہیں کر سکتا۔ جب عہدہ داروں اور ان کے قائم مقاموں کے مقرر کرنے کے اختیارات اسی قاعدہ کے مطابق ہیں۔ اصل نبی اور رسول ہے۔ اور خلیفہ اس کا نائب اور قائم مقام ہے۔ نبی اور رسول کو خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ اور انسانوں کے اختیار سے باہر ہے۔ کہ وہ کسی کو نبی اور رسول مقرر کریں۔ اور نبی کا نائب اور قائم مقام خلیفہ ہے۔ پس اس قاعدہ کلیہ کے مطابق جو خلیفہ کے اصل (نبی اور رسول) کو مقرر کر سکتا ہے۔ وہی اس کو بھی مقرر کر سکتا ہے۔ اور جو اس کے اصل کو مقرر نہیں کر سکتا۔ وہ اس کو بھی مقرر نہیں کر سکتا۔ اور ظاہر اور مسلمہ ہے۔ کہ اس کے اصل (نبی اور رسول) کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی مقرر نہیں کر سکتا ہے۔ پس خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحکم دے حوالہ میں فرمایا ہے۔ جو ساتویں ثبوت میں لکھا جا چکا ہے۔

یہاں پر ایک بات کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح بنیائے کوئی ضروری نہیں۔ کہ بادشاہ بھی ہو۔ بہت سے بنی ہیں۔ کہ وہ بادشاہ نہیں۔ بلکہ کسی بادشاہ کے رعیت ہیں۔ اور بعض بنی ایسے بھی ہیں۔ جو بادشاہ بھی تھے۔ اسی طرح ان کے خلفاء کے لئے بھی کوئی ضروری نہیں۔ کہ ضرور بادشاہ ہوں۔ ماں کبھی روحانی خلافت اور بادشاہی ایک شخص میں اور بعض اوقات دونوں علیحدہ علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک یہ دونوں جمع رہیں۔ اس کے بعد دونوں علیحدہ ہو گئیں۔ اور جس حدیث میں خلافت تیس سال تک بتائی گئی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ اور خود خلافت دائمی ہے۔ اور حضرت موسیٰ کے خلفاء جو ۱۲۰ سال تک ان کا دور رہا۔ ان کا بھی یہی حال رہا ہے۔ اور یہی مطلب ہے حضرت صاحب کی عبارت کا جو کہ شہادۃ القرآن ص ۲۹ سے میں نے پہلے درج کی ہے۔ جو یہ ہے۔

”اور صد ہا خلیفہ روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے ہیں۔ نہ صرف چار۔“
اور اسی طرح خلافت کا دوام ہے۔ نہ یہ کہ بادشاہ خلیفہ دائماً ہوتے رہیں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مشائخ کی وفات کے بعد بھی ضرورت پیش آنے اور پھر اس کو رفع کرنے کے لئے خدا کے خلیفہ بنانے کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وہ مشائخ روحانی خلیفہ ہیں۔ اور جس طرح ہر بنی کے بعد خلیفہ ہوتا ہے اسی طرح ہر خلیفہ کے بعد خلیفہ ہو۔ اس لئے ہر شیخ کے بعد اس کا خلیفہ ہوتا ہے۔
ان حوالوں پر ان گزشتہ ثبوت کے علاوہ اور امور بھی ثابت ہوتے ہیں۔ جن کو میں ساتھ ساتھ بیان کرتا آیا ہوں۔ اور وجہ ثبوت کی بیان کرتا رہا ہوں۔ مگر ان امور کے علاوہ ہر ایک ثبوت جناب شیخ صاحب کے ان بیانات کو بھی براہ راست باطل قرار دیتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مذہب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ صرف پہلے خلیفہ کو بناتا ہے۔ اور باقیوں کے بنانے میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو انسان بناتے ہیں۔ کیونکہ ان سے یہاں یہی ہے۔ کہ سب خلیفوں کو خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اور خلیفہ بنانا اسی کا کام ہے۔ کسی انسان کا کام نہیں۔ اور اکثر حوالے خود حضرت صاحب کے ہیں جن میں یہ ہے۔ کہ سب خلفاء کو خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے پس شیخ صاحب نے جو بات بیان کی ہے وہ بھی غلط محض ہے۔ اور اس غلط محض کو جو حضرت صاحب

کا مذہب کہا ہے۔ یہ بھی خدا کے پیچھے پر افتراء اور بہتان ہے۔

لیکن اب میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتا ہوں جو صرف شیخ صاحب کے اس غلط مذہب ہی کا ابطال کرتا ہے۔ شیخ صاحب کے اس مذہب کے دو حصے ہیں۔ (۱) پہلے خلیفہ کو خدا بنانا، (۲) اس کے بعد کے خلیفوں کو خدا نہیں بنانا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔ پہلے حصہ میں تو ہم بھی شیخ صاحب کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ جب ہمارے نزدیک سب خلیفوں کو خدا ہی بنانا ہے۔ تو ان میں ہی پہلا بھی ہے۔ اختلاف صرف دوسرے حصہ میں ہے۔ کہ شیخ صاحب کہتے ہیں کہ ان کے بنانے میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہونا۔ اور ان کو انسان بناتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ جس طرح پہلے کو خدا بنانا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد کے خلیفوں کو بھی خدا ہی بنانا ہے۔ تو اگر کوئی ایسا حوالہ ہو کہ جس میں یہ بیان ہو کہ دوسرے یا تیسرے یا چوتھے کو خدا بنایا ہے۔ تو شیخ صاحب کے مذہب کا دوسرا حصہ باطل ہو جاتا ہے۔

نواں ثبوت

نواں ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت عثمان بن عفان جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ صحیح ترمذی میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا۔ اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يَقْضِيْكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادَ وَاكْ عَلٰی خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهْمَ تَقْبِيْ اَمِيْد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تجھے (خلافت کی) قمیص پہنائے گا۔ پس اگر لوگ اس کے آثار دینے کے لئے تجھے قتل کر دینا چاہیں۔ تو تم ان کے لئے اس کو مت اتارو۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی کے طور پر جس کا علم خدا ہی نے آپ کو دیا تھا۔ حضرت عثمان کے خلیفہ بنائے جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اور ان کو خلیفہ بنانے والا خدا تعالیٰ کو بیان فرمایا ہے۔ پس جب تیسرے خلیفہ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔ اور اس کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے علم و خبر سے خبر پا کر بیان فرمایا۔ تو پھر جناب شیخ صاحب کا یہ کہنا یقیناً غلط ثابت ہو گیا۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد انہواری خلیفہ کے انتخاب میں خدا تعالیٰ کا کوئی دخل نہیں ہونا۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو انسان ہی خلیفہ بناتے ہیں۔ جناب شیخ صاحب کا اصل مقصد تو صرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے عزیز کا عزل

لیکن یہ تب ہی ممکن منصور کیا جاسکتا تھا کہ پہلے خلفاء کے عزل کا شرعی جواز ثابت ہو۔ مگر عزل خلفاء کے جواز کے راستہ میں میرا ہی ایک خطبہ جمعہ چٹان اور سدر راہ بن گیا تھا۔ جس میں میں نے انہی کے ایک ہم جہاں کی تردید میں کہا تھا کہ آیت استخلاف سے صاف صاف ثابت ہے کہ خلفاء کو خدا تعالیٰ ہی مقرر فرماتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقرر فرمودہ خلیفہ کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی معزول کرنے کا مجاز نہیں ہو سکتا۔ اور عام قاعدہ بھی یہی ہے کہ جو کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کرتا ہے۔ وہی اس کو معزول بھی کر سکتا ہے۔ اور جس کا اس کے تقرر میں دخل نہیں ہوتا وہ اس کو معزول بھی نہیں کر سکتا۔ اور علاوہ آیت استخلاف کے کہ جس میں خدا تعالیٰ مومنوں کو خطا کر کے انے وعدہ کرتا ہے۔ جو تم میں سے ایمان لائیں گے۔ اور عمل صالح بجا لائیں گے کہ میں خود ان کو ضرور ہی خلیفہ بناؤں گا الخ عقلاً بھی خلیفہ بنا نا خدا ہی کا کام ہے۔ اس لئے کہ خلیفہ نبی اور رسول کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے۔ اور قاعدہ یہی ہے کہ جو اصل کو بنا سکتا ہے۔ وہی اس کے نائب اور قائم مقام کو بھی بنا سکتا ہے۔ اور جو اصل کو نہیں بنا سکتا۔ وہ اس کے نائب اور قائم مقام کو بھی نہیں بنا سکتا۔ اور اصل نبی اور رسول ہے۔ اور خلیفہ نبی اور رسول کا نائب اور قائم مقام ہے۔ لہذا جو نبی اور رسول کو بنا سکتا ہے۔ وہی اس کے خلیفہ کو بنا سکتا ہے۔ اور جو نبی اور رسول کو نہیں بنا سکتا۔ وہ اس کے خلیفہ کو بھی نہیں بنا سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ نبی اور رسول کو صرف خدا ہی بنا تا ہے۔ اور انسان اس کو نہیں بنا سکتا۔ لہذا اس کے خلیفہ کو بھی خدا ہی بنا تا ہے۔ اور انسان اس کو نہیں بنا سکتا۔ پس جب آیت اور عقل دونوں گواہی دے رہی ہیں کہ خلیفہ کو خدا ہی بنا تا ہے۔ اور انسان اس کو نہیں بنا سکتا۔ تو پھر انسان اس کو معزول بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ خود بھی اپنے آپ کو معزول نہیں کر سکتا۔ صرف وہ خدا ہی اس کو معزول کر سکتا ہے کہ جس نے اس کو خلیفہ بنایا ہے۔ مگر جب ہم خدا تعالیٰ کی سنت پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے جس کو نبی اور رسول بنایا ہے۔ گو وہ اس کو اس عہدہ سے معزول بھی کر سکتا تھا۔ مگر کبھی اس نے کسی کو نبی اور رسول بنا کر پھر اس کو معزول نہیں کیا۔ اسی طرح جس کو اس نے خلیفہ بنایا ہے۔ گو وہ اس کو معزول کر سکتا تھا۔ مگر کبھی اس نے کسی کو خلیفہ بنا کر پھر اس کو معزول نہیں کیا۔ تو جناب شیخ صاحب نے اس سید راہ

چٹان کو جگہ سے ہلانے سے عاجز آ کر اس سے ادھر ادھر ہو کر آگے نکل جانے کے لئے ایک سیل ایجاد کر لی۔ یہ چٹان تب جگہ سے ہلتی۔ کہ یا تو آیت اور عقلی قاعدہ کے متعلق وہ یہ ثابت کرتے کہ یہ دونوں اس پر دل نہیں۔ کہ نبی اور رسول کے خلفاء کو خدا ہی بنانا ہے۔ اور انسان نہیں بنا سکتا۔ اور یا اس کو تو تسلیم کرتے۔ مگر کہتے کہ خدا کے مقرر کردہ خلفاء کو بھی حضرت انسان معزول کر سکتا ہے۔ مگر یہ دونوں ان کی طاقت سے باہر تھے۔ لہذا انہوں نے ان کو چھوڑ کر یہ سیل ایجاد کی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو خدا ہی بنانا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔ تو پھر وہ ان کو معزول بھی کر سکتے ہیں۔ اب اس ایجاد بندہ کے لئے کوئی ثبوت چاہئے۔ تو خلفاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تو ایسے ثبوت کے ملنے کی کوئی امید نہ تھی۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کی طرف جاتا پڑا۔ اور اس وجہ سے آپ نے ان پر یہ وار کیا۔ ورنہ ان کا مقصد ان پر حملہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ ان کا مقصد خلفاء مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اور ان میں سے بھی براہ راست صرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) پر ہی وار کرنا مقصود تھا۔ اس لئے اب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جو کہ گواہی دے گا اور بالیقین پہلے سب خلفاء کو متجانب اللہ ثابت کرتا ہو۔ لیکن براہ راست اور بالاصالہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ خلفاء کو قیامت تک ممتد کرتا ہو۔ اور ان میں سے ہر ایک کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ بیان کرتا ہو۔ اور اس مقصد میں ایسا واضح ہو۔ کہ اس میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہ چل سکتا ہو۔ اور وہ حوالہ رسالہ الوصیت کا ہے۔ اور اس کا پیش کرنا میرا حق بھی ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے فضل اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی مہربانی اور ذرہ نوازی سے مجھے اس کی خدمت کا موقعہ دیا ہوا ہے۔ اور وہ حوالہ یہ ہے۔

دسواں ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رسالہ الوصیت میں لکھا ہے۔
 ”غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا اظہار

دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جیسا بٹی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب کام بگڑا گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ کے دوسری مرتبہ اپنی زیر دست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ ہوا خیز ناک عبیر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرتؐ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادشہن نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مار غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہونے کا مقام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لہم دینہما الذی ارتضیٰ لہم ولیدلنہم من بعد خوفہما منّا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جا دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچائیں۔ فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے۔ کہ بنی اسرائیل اس ہی وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جانی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تشرنبرت ہو گئے۔ اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سواب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی۔ غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں۔ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضروری ہے۔ کہ تم پر میری جدائی کا دن آئے۔ تا بعد اس کے وہ دن آئے۔ جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا۔ جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں۔ اور بہت بلائیں ہیں۔ جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے۔ کہ یہ دنیا قائم رہے۔ جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں۔ جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے منظر ہوں گے۔

اب یہ حوالہ حضور کی کسی ایسی کتاب کا نہیں۔ جو مناظرہ کے رنگ میں لکھی گئی ہو۔ بلکہ یہ حضور نے اپنی جماعت کے لئے نصیحت اور وعیت کے لئے لکھی ہے۔ اس میں پہلے لکھا

کہ خدا تعالیٰ دو قسم کی قدرتیں ظاہر کرتا ہے۔ اور ان دونوں قدرتوں کو بار بار اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور ان کو انسانی قدرتیں یا مطلق قدرتیں نہیں بلکہ ان کو خدا کی قدرتیں فرمایا ہے۔ پھر ان کے ظاہر کرنے والا بھی خدا تعالیٰ کو قرار دیا ہے پھر قدرتِ ثانیہ کا مظہر خلفاء کو قرار دیا۔ اور پھر خصوصیت سے اپنے اور اپنے خلفاء کی نسبت فرمایا۔ کہ:-

”میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک محکم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔“
پس جب وہ خدا کی قدرت ہیں۔ اور خدا ہی اس قدرت کو ظاہر فرماتا ہے۔ تو پھر ان کے معجائب اللہ ہونے سے کون ہے جو عقل و ایمان اور حیا رکھنے ہوئے انکار کر سکے۔ ہاں جو حیا کا نقاب اپنے منہ سے اٹھا دیئے۔ سو وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حضور نبی کریم کا ارشاد ہے۔ اذا لم تستحي فاصنع ما شئت۔ مصرع

بے حیا باشش ہر چہ خواہی کن

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعد قدرتِ ثانیہ کا مظہر ایک یاد نہیں قرار دیتے۔ بلکہ فرماتے ہیں۔ میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کے بعد مظاہر قدرتِ ثانیہ تین سے کم نہیں۔ اور سینکڑوں اور ہزاروں کا امکان ہے۔ بلکہ فرمایا۔ یہ قدرتِ ثانیہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور فرمایا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب خلفاء کے معجائب اللہ ہونے کا اس سے بڑھکر واضح ترین حوالہ کیا ہو سکتا ہے۔ جسے کہ وہ غلبہ جو کہ رسولوں اور ان کے خلفاء کے معجائب اللہ ہونے کا اعلیٰ ترین ثبوت ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت مسیح نامری علی نبینا وعلیہ السلام کو بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ بواسطہ خلفاء حاصل ہوا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ کہ ہم نے مسیح کو پہلے سے پیغمبر دیدی تھی۔ وجاء علی الذین اتبعوك خوق الذین كفروا الی یوم القیامۃ۔ اور تیرے تابعداروں کو کافروں پر قیامت تک غالب

کر رکھوں گا۔ اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بذریعہ وحی پہلے سے بتا دیا تھا۔ کہ تیرا مخالفوں پر غلبہ تیرے ان خلفاء کے ذریعہ ہوگا۔ جو تیرے تابعدار ہوں گے اور چونکہ ان کا سلسلہ قیامت تک غیر منقطع ہوگا۔ اس لئے یہ غلبہ بھی قیامت تک رہے گا معلوم ہوتا ہے۔ جناب شیخ صاحب نصیب کے دھنی ہیں۔ معزول کرنے لگے تو ان خلفاء کو جن میں سے ہر ایک خدا کے مسیحؑ کے بیان کے مطابق خدا کی قدرت ہے۔ جس طرح خدا نے اپنے مسیحؑ کے ذریعے اپنا ایک مقتدر مانعہ دکھایا تھا۔ اسی طرح ان خلفاء میں سے ہر ایک کے ذریعے خدا اپنا دوسرا مقتدر مانعہ دکھائے گا۔ پس کون ہے جو خدا کی قدرت کا مقابلہ کرے۔ کون ہے جو اس خدا کے مقتدر مانعہ سے بچ کرے۔ جس کے دونوں مانعہ یہیں اور دست راست ہیں۔ ہاں وہی ایسا خیال کرے گا۔ جس کے دماغ میں عقل نہیں۔ یا اس کی کھوپڑی میں دماغ نہیں۔ پھر کون عقلمند ہے۔ جو ان خلفاء میں کسی پر غالب آنے کا تصور کرے۔ جن کے قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہنے کا خدا عظیم و قدیر اعلان کر چکا ہے۔ ہاں وہی جو یہود کی طرح ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة دبا و ابغضب من اللہ کا ٹائٹل حاصل کرنا چاہتا ہو۔ ثلاث عشرۃ کا ملکہ۔

بیں چونکہ اسی مضمون میں امت محمدیہ میں خلافت قائمہ دائمہ منجانب اللہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ایسے بنی طریقوں ثابت کر آیا ہوں جو کہ براہین قطعیہ ناطقہ ہیں۔ جن کی تردید اس وقت تک جناب شیخ صاحب ان کے مددگاروں کی طاقت سے باہر ہے۔ جب تک کہ وہ منہ اور قلم سے یہ ظاہر کر سچے ہیں۔ کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور الوصیت کے مذکورہ بالا حوالہ سے خصوصیت کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں خلافت قائمہ دائمہ منجانب اللہ کہ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ ثابت کر چکا ہوں۔ اور جناب شیخ صاحب اپنے دونوں اشتہاروں میں اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ جو خلفاء منجانب اللہ ہوں۔ ان کو انسان معزول نہیں کر سکتے۔ اس لئے اب میرے لئے قطعاً اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ کہ خلفاء کے معزول کر سکنے یا ان کے معزول ہو سکنے یا نہ ہو سکنے کے متعلق

کچھ لکھوں۔ گویا اس کے ثابت کرنے ہی سے کہ سب خلفاء عموماً اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء خصوصاً منجانب اللہ ہیں۔ یہ ثابت ہو گیا۔ کہ سب خلفاء عموماً اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء خصوصاً معزول نہیں کئے جاسکتے۔ اور نہ ہی وہ معزول ہو سکتے ہیں۔ مگر جناب شیخ صاحب نے اپنے زعم میں عزلِ خلفاء کے کچھ دلائل لکھے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ جناب شیخ صاحب کے مزعومہ دلائل کی قطعی بھی کھول دوں۔ اور چند ایک دلائل بھی لکھ دوں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو ان پر کچھ نظر ڈالنے کا موقع مل جائے۔
وبالله التوفیق ونعم المولیٰ ونعم الرفیق۔

مجھے تو شیخ صاحب کے ہر ایک استدلال پر اس قدر حیرت دامگیر ہوتی ہے۔ کہ مجھے اس کا تسلیم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ یہ اس شیخ مصری صاحب کا استدلال ہے۔ جو کہ ہمارے مدرسہ احمدیہ میں مدرس اعلیٰ تھے۔ مگر بعض وجوہات سے ہیڈ ماسٹر کہلاتے تھے مثال کے طور پر اسی عزلِ خلفاء کے بارے میں حضرت عثمانؓ کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کہا۔ اب ہم واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک آپؐ کو معزول نہ کر لیں۔ پس ہماری خلافت کو واپس کر دیجئے۔ اور ہمارے کام سے معزول ہو جائیئے۔ تو حضرت عثمانؓ نے ان کو جواب دیا۔ کہ میں اس قبض کو تو نہیں اتارتا۔ جس کو مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنایا ہے۔ آخر جہاں انہوں نے عزل کو منظور نہ کیا۔ تو وہ تنہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس حوالہ سے بھی صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ مسلمان خلافت کو اپنی دی ہوئی چیز سمجھتے تھے اور اگر ان کے خیال میں کوئی خلیفہ خلافت کے فرائض کو مکمل ادا کرنے کے قابل نہ رہے۔ تو اس سے وہ خلافت سے علیحدہ ہو جانے کا مطالبہ کرنا اپنا فرض یقین کرتے ہیں پھر لکھتے ہیں۔ اس میں بڑی عجیب بات یہ ہے۔ کہ صحابہ ان کو اور دلائل سے سمجھاتے رہے مگر کسی نے یہ نہ کہا۔ کہ خلیفہ کا عزل شرعاً جائز نہیں۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ عزل کو ممنوع نہیں سمجھتے تھے۔ خود حضرت عثمانؓ نے بھی یہ دلیل نہیں دی۔ کہ عزل کا مطالبہ شرعاً ناجائز ہے۔ صرف ایک حدیث کی بناء پر جو صرف انہی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ خلافت کی قبضین اتارنے سے انکار کر دیا۔ اب میں وہ حدیث بھی لکھ دیتا ہوں۔ جس کی طرف جناب

شیخ صاحب نے اشارہ کیا ہے۔

عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يا عثمان لعل الله يثمنك
قبضاً فان ارادك علي فخذ منه فلا تخذله لهما (ابن ماجہ وترمذی)

اے عثمان امید ہے کہ خدا تجھے ایک شاندار قبضہ پہناتا ہے۔ سو اگر وہ لوگ (اور دور) روایت میں ہے۔ فان اراد المعافقون اگر منافق لوگ (تجھے کو اس کے اتارنے کے لئے قتل کرنا چاہیں۔ پس تم ان کے لئے اس کو مت اتارو۔ اب آپ اندازہ کریں۔ کہ اس مصری عربی اور دنیاویات کے مدرس اعلیٰ کے دماغ یا دل کی کیا حالت ہے۔ اس حدیث میں قبضہ پہنانے والا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو بیان فرمایا ہے۔ اور قبضہ پہنانے سے مراد خلیفہ بنانا ہے۔ اور جناب شیخ صاحب اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جس کو خدا خلیفہ بنائے۔ اس کو لوگ معزول نہیں کر سکتے۔ پس حضرت عثمانؓ کو کہ جن کو خدا نے خلیفہ بنایا۔ مصری صاحب کے مسلمات کی رو سے معزول کرنے کے لوگ مجاز نہیں تھے۔ مگر باوجود اس کے شیخ مصری صاحب ان لوگوں کے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ عزل کرنے سے پہلے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ سے ان کا مطالبہ عزل جائز تھا۔ اور پھر اس جواز مطالبہ عزل سے کل خلفاء کے عزل جائز ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ جب میں خود لکھ رہا ہوں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ عثمان کو خدا اخلافت کی قبضہ پہناتا ہے گا۔ تو پھر میرے مسلمات کی رو سے لوگوں کا ان سے مطالبہ عزل کرنا ناجائز ہوگا۔ اور باوجود اس مطالبہ کے ناجائز ہونے کے پھر بھی ان لوگوں کا حضرت عثمانؓ سے اس ناجائز امر کا مطالبہ کرنا ان کی جہالت یا بے ایمانی اور منافقت کی دلیل ہوگا۔ اور ایسے جاہلوں اور بے دینوں اور منافقوں کے ناجائز افعال سے شرعی مسائل اور پھر خصوصاً عقائد ثابت نہیں کئے جاسکتے۔ مگر مصری مدرس اعلیٰ صاحب کو دیکھیں۔ کہ وہ ان کے اس ناجائز مطالبہ سے کل خلفاء کے عزل کے جواز کو ثابت کر رہے ہیں۔

پھر اس سے بالکل قطع نظر کر کے کہ حدیث بتاتی ہے۔ کہ خلافت کا قبضہ حضرت عثمانؓ کو خدا تعالیٰ پہناتا ہے گا۔ اس حدیث کا مفہوم بھی صاف بتاتا ہے۔ کہ خلفاء کا عزل ناجائز اور ممنوع

اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرما دیا۔ کہ اگر لوگ خلافت
 سے علیحدہ ہونے کے لئے غم کو تنس کرنا چاہیں۔ تو بھی خلافت کو نہ چھوڑنا۔ کیا نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی مومن کا ذہن یہ تجویز کر سکتا ہے۔ کہ ایک جائز
 امر کی نسبت حضرت عثمانؓ کو فرماتے۔ کہ موت قبول کر لینا۔ پر اس جائز بات کو ہرگز قبول
 نہ کرتا۔ پس اگر عزل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جائز ہوتا۔ تو آپ کبھی حضرت
 عثمان کو یہ نہ فرماتے۔ خان اس ادلک علیٰ خلعہ فلا تخلعہ لہم۔ اگر وہ لوگ
 قمیص خلافت کے اتار دینے پر تجھے قتل کر دینا چاہیں۔ تو بھی اس کو نہ اتارنا۔ یہ تو صریح
 خودکشی ہے۔ کہ ایک جائز امر نہ قبول کرنا اور جان دے دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی شان سے بالکل بعید ہے۔ کہ حضور خودکشی کی تعلیم دیں۔ اور پھر حضرت عثمانؓ نے یہ
 قمیص نہ اتارنے کی وجہ بیان فرمائی ہے۔ وہ بھی اس عزل کے ناجائز ہونے کی دلیل
 ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میری شان سے بعید ہے۔ کہ اس قمیص کو اتار دوں۔ جو کہ خدا
 نے مجھے پہنائی ہے۔ پھر یہ میرے بعد سنت بن جائے۔ کہ جب بھی لوگ اپنے امام کو ناپسند
 کریں۔ تو اس کو معزول کر دیں۔ گویا ایک خلیفہ کا معزول ہونا آئندہ سلسلہ خلفاء کے
 بے کار کر دینے کو مستلزم ہے۔ کیونکہ جب بھی قوم سے کام لیگا۔ تو بعض افراد قوم پر
 گراں گذرے گا۔ تو وہ اپنا پچھا چھوڑانے کے لئے قائم شدہ مثال سے تسک کر کے
 اس کو معزول کر دے گی۔ اور نیا خلیفہ پہلے کے عزل سے عبرت حاصل کر کے قوم سے کام
 نہ لے گا۔ اور اگر لیگا۔ تو پھر پہلے کی طرح وہ بھی معزول کر دیا جائے گا۔ تو اس سے یہ
 سلسلہ ہی باطل اور بے کار ہو جائے گا۔ پس یہ وجہ باوازی بلند عزل کو ناجائز قرار دیتی
 ہے۔ پھر صحابہؓ مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ اور بڑے جلیل القدر موجود تھے۔ حتیٰ کہ حضرت
 علیؓ بھی موجود تھے۔ مگر وہ مطالبہ عزل میں شریک نہ تھے۔ پس ان کا اس مطالبہ میں
 شریک نہ ہونا صاف دکھاتا ہے۔ کہ وہ اس کو ناجائز سمجھتے تھے۔ اور کسی امر کا اپنے فعل کے
 ساتھ ظاہر کر دینا قول کے ساتھ ظاہر کرنے سے زیادہ واضح اور زیادہ مؤکد ہوتا ہے
 بلکہ اگر وہ جلیل القدر صحابہؓ حضرت عثمانؓ کے عزل کو جائز سمجھتے۔ یا بقول شیخ صاحب خلافت

سے علیحدہ ہو جانے کا مطالبہ کرتا اپنا فرض یقین کرتے۔ تو پھر اس مطالبہ عزل کے لیڈر
 حبیل القدر صحابہ ہوتے۔ اور اس فرض کے ادا کرنے میں سب سے پیش میں بلکہ پیش امام
 دہی ہوتے اور شیخ صاحب کے لئے اس کی ضرورت نہ ہوتی۔ کہ ان کے سکوت سے یہ نتیجہ نکالیں
 کہ ان کے نزدیک عزل جائز تھا۔ اور ممنوع نہ تھا۔ ورنہ وہ مطالبہ عزل کرنے والوں کے
 سامنے ضرور اس کو پیش کرتے۔ کہ عزل شرعاً ناجائز ہے۔ بلکہ شیخ صاحب کو یہ لکھنے کا
 موقع حاصل ہوتا۔ کہ سب حبیل القدر صحابہ نے مطالبہ عزل کیا۔ یا سب مسلمانوں نے فلاں
 حبیل القدر صحابی یا فلاں فلاں حبیل القدر صحابہ کی سرکردگی میں عزل کا مطالبہ کیا۔ مگر ان
 رضوان اللہ علیہم نے اپنے عمل سے شیخ صاحب کے ہاتھ سے اس کا موقع چھین لیا۔
 بلکہ انہوں نے جناب شیخ صاحب کو مجبور کر دیا۔ کہ خلیفہ کے عزل کے بارے میں اپنے ان
 غیر تعلیم و تربیت یافتہ باہر کے دور و دراز ملکوں سے آئے ہوئے حدیث العہد بالکفر
 باغی نو مسلم بھائیوں کو لبیک کہ مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرام کے مقابلہ میں کھڑے
 ہو جائیں۔ اور اپنے قلم سے لکھ دیں۔ کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ان نو مسلموں
 کے ساتھ نہیں تھے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ تھے۔ اور عزل کے خلاف دلائل پیش
 کر کے ان کو سمجھاتے تھے۔ چنانچہ جناب شیخ صاحب اپنے اشتہار عزل خلفاء کے صفحہ ۲
 کالم ۲ سطر ۲ پر لکھتے ہیں:-

”صحابہ کرام دیگر دلائل سے تو سمجھاتے رہے۔ مگر عزل کے ممنوع ہونے کی دلیل
 جو سارے جھگڑے کو یکدم ختم کر دینے والی تھی۔ کسی ایک صحابی نے بھی نہ دی“
 خبر یہ تو ہم بعد میں بتائیں گے۔ انشاء اللہ کہ کسی صحابی نے عزل کا ممنوع ہونا ان کو
 بتایا تھا یا نہیں۔ سر دست تو میں یہ بتا رہا ہوں۔ کہ جن مسلمانوں کے مطالبہ عزل سے جناب
 شیخ صاحب استدلال کر رہے ہیں۔ وہ کس پائے کے لوگ تھے۔ یہ جناب شیخ صاحب کے
 وہ نو مسلم بھائی تھے جن کے منافق ہونے کی خبر پہلے سے مخبر صادقؑ دے چکے تھے۔ اور ان منافقوں
 کا نشان ہی یہ بتایا تھا۔ کہ حضرت ذی النورین عثمانؓ بن عفان خلیفہ رسول اللہ کو کہیں گے
 کہ خلافت سے معزول ہو۔ ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے چنانچہ شیخ صاحب کے ان نو مسلم بھائیوں

نے حضرت عثمانؓ کو یہ کہہ کر اپنے نفاق پر ہم لگا دی۔ مگر ہمارے شیخ صاحب ان سے بھی آگے
 بڑھ گئے۔ کہ مخبر صادقؓ سے اللہ علیہ وسلم نے ان منافقوں کے جس منافقانہ قول کو ان کے
 نفاق کا نشان قرار دیا۔ شیخ صاحب ان منافقوں کے اسی منافقانہ قول کو جس کو نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نفاق کا نشان قرار دیا تھا۔ عزل خلیفہ ابوطور شرعی حجت کے
 پیش کر کے۔ بالحدیث۔

بہر ان منافقوں کے اس منافقانہ قول کو جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 کے نفاق کا نشان قرار دیا ہوا ہے۔ حجت شرعی بھی قرار دے ہیں۔ صحابہ اور ان کے امام خلیفہ
 رسول اللہ کے مقابل۔ خود لکھتے ہیں: کہ صحابہ کرام دیگر دلائل سے کھانسنے لگے۔ اور یہ
 بھی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ نے عزل کے متعلق ان کو یہ جواب دیا تھا۔

”تمہاری یہ بات کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں۔ تو میں اس قبض کو تو نہیں ہٹاتا جس کو
 مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنایا ہے۔ اور جس کے ساتھ اس نے مجھے عزت دی ہے۔“ اور جس
 کے ساتھ مجھے غیروں پر خاص کیا ہے۔“

پس جس طرح ان منافقوں نے صحابہ کرامؓ اور ان کے امام خلیفہ رسول اللہ کے
 دلائل کے مقابل اپنے اس منافقانہ قول کی رٹ لگائی تھی۔ اسی طرح جناب شیخ صاحب نے
 صحابہ کرامؓ اور ان کے امام خلیفہ رسول اللہ کے پیش کردہ دلائل کے مقابل ان منافقوں
 کے اس منافقانہ قول کو حجت کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور صحابہ کرامؓ اور ان کے امام
 خلیفہ رسول اللہ کے دلائل کو اس کے مقابل پس پشت ڈال دیا ہے۔ خیر یہ تو جناب
 شیخ صاحب کر سکتے تھے۔ آخر وہ ان کے نو مسلم بھائی تھے۔ المجلس بمیل الی المجلس
 کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کیونتر یا کیونتر باز یا باز

مگر غضب تو یہ کیا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے ان کے اس قول کو جو صحابہ کرامؓ اور ان
 کے امام خلیفہ خیر الانامؓ کے دلائل قاطعہ کے مقابل تھا۔ ہم پر بطور حجت پیش کیا ہے۔
 حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ پہلے ان فتنہ پرداز باغیوں کی ہماری نظریں کوئی وقعت
 نہیں۔ اور پھر صحابہ کرامؓ اور ان کے امام خلیفہ خیر الانامؓ کے ارشادات کے مقابلہ میں تو ہم ایسے

مردود دل کے مردود اقوال کا تذکرہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر شیخ صاحب کی تو اچکل جو حالت ہے وہ اس کی مصداق ہے۔

کس بشنود یا نشنود من مائے ہوئے میکنم
 آج کل تو جناب شیخ صاحب کے دماغ اور ان کے حواس کی کچھ عجیب سی حالت ہے
 ایک چیز نہیں ہوتی۔ اور ان کو دکھائی دینے لگتی ہے۔ حوالہ خود لکھیں گے۔ اور اس میں
 ایک بات کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ اور وہ شور مچا دیں گے۔ کہ یہ حوالہ پکار پکار کر کہہ
 رہا ہے۔ اور بعض حوالے لکھیں گے۔ ان میں ایک چیز ہر ایک کو صفائی کے ساتھ نظر آتی
 ہوگی۔ اور وہ شور مچا دیں گے۔ دیکھو اس میں فلاں چیز نہیں۔ مثلاً حضرت عثمانؓ جو کہ
 ایک حبیل القدر صحابی ہیں۔ بلکہ صحابہ کے وہ امام ہیں لہذا ان کی بات سب صحابہ کی بات ہے
 انہی کا میندرجہ بالا حوالہ کہ تمہاری یہ بات کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں۔ تو میں اس قبض کو تو
 نہیں اتارتا۔ جس کو مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنایا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ اس میں
 حضرت عثمانؓ نے عزل (خلافت چھوڑ دینے) کے شرعاً ممنوع ہونے کی وہ زبردست دلیل
 بیان کی ہے۔ جس کی صحت اور قوت کے آگے شیخ صاحب کو بھی ہتھیار ڈالنے پڑے
 ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بنائے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی
 معزول کرنے کا مجاز نہیں۔ گویا وہ یہ فرما رہے ہیں۔ کہ میرا اپنے آپ کو معزول کرنا شرعاً
 ممنوع ہے۔ کیونکہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنائے ہوئے
 کو معزول کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ پس جناب شیخ صاحب کا درج کیا ہوا حوالہ صاف بتاتا
 ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ نے ان کے آگے یہ دلیل پیش کی۔ کہ میرا عزل اس لئے ممنوع ہے
 کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔ اور ظاہر ہے کہ جب مسلمانوں میں کسی دینی معاملہ کے
 جواز اور عدم جواز کی بحث ہو۔ تو خواہ جواز و عدم جواز کے ساتھ شرعی کے لفظ کو ذکر
 کریں یا نہ کریں۔ اس سے مراد شرعی ہی جواز اور شرعی عدم جواز ہوتا ہے۔ عزل کا
 جواز اور عدم جواز ایک دینی معاملہ ہے۔ لہذا اس کے جواز اور عدم جواز سے شرعی ہی
 جواز اور شرعی ہی عدم جواز مراد ہوگا۔ اور پھر حضرت عثمانؓ نے صرف عدم جواز پر ہی اکتفاء

نہیں کی۔ بلکہ اس کی دلیل بھی بیان فرمادی ہے۔ پس باوجودیکہ عدم جواز شرعی کا ذکر حضرت عثمانؓ نے خود کر دیا۔ اور شیخ صاحب نے اس کو درج بھی کر دیا لیکن لکھتے ہیں:-
مگر عزل کے ممنوع ہونے کی دلیل جو سارے جھگڑے کو یکدم ختم کر دینے والی تھی کسی ایک صحابی نے بھی نہ دی۔“

حضرت عثمانؓ نے عزل کے ناجائز ہونے کو مدلل بیان کر دیا۔ اور آپ کا بیان کرنا گویا سب صحابہ کا بیان کرنا ہے۔ مگر شیخ صاحب کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ صحابہؓ موجود تھے۔ مگر کسی نے یہ نہ کہا کہ عزل کا مطالبہ ناجائز ہے جس سے جلد فیصلہ ہو سکتا تھا کیا صحابہؓ نے اپنی عدم شرکت سے اس مطالبہ کے ناجائز ہونے کا اعلان نہیں کر دیا حالانکہ جن شکایتوں کی وجہ سے وہ لوگ مطالبہ عزل کر رہے تھے۔ ان شکایتوں کو بار بار صحابہؓ خود حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کر چکے تھے۔ پھر کیا وجہ تھی کہ اس مطالبہ میں شریک نہ ہوئے اور ان کی عدم شرکت اس کی بین دلیل تھی کہ وہ اس کو ناجائز سمجھتے تھے۔ پھر اس سے بڑھکر شیخ صاحب غضب یہ کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے بھی یہ دلیل پیش نہیں کی کہ عزل ناجائز ہے۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ نے تین وجوہ سے ان کے سامنے عزل کو ناجائز فرما دیا تھا۔ اول یہ کہ یہ قبیس مجھے خدا نے پہنائی ہے۔ اس لئے میں اس کو نہیں اتار سکتا۔ اور یہ وہ وجہ ہے جس کو شیخ صاحب بھی مانتے ہیں کہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ انسانوں کے اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ اور اس کے عزل کا اختیار انسانوں کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ اور اسی کو عزل ناجائز اور ممنوع کہا جاتا ہے۔ اور باوجودیکہ شیخ صاحب حضرت عثمانؓ کا یہ جواب اشتہار میں نقل کرتے ہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اس عزل کو ناجائز نہیں کہا۔ غرض یہ ایک سلسلہ ہے جس کا ہر ایک جز و اس عزل کو ناجائز دکھا رہا ہے۔ مگر شیخ صاحب کو کوئی جز و بھی نظر نہیں آتا۔ مگر عزل کا مطالبہ کرتے والے باوجودیکہ وہ ہرگز ان لوگوں میں سے نہیں کہ جن کے قول یا فعل سے کوئی شرعی حکم خصوصاً کوئی عقیدہ ثابت کیا جاسکتا ہو۔ ان کے ابراہیم یا ثرید بنی نے ان کی پیشانیوں پر حلی حروف کے ساتھ لکھ دیا ہو اسے کہ یہ خدا کے وہ مجرم ہیں جن کا

قول و فعل کسی مسلمان کے لئے حجت نہیں کیا۔ شیخ صاحب اپنے ان مسلمانوں کے فعل سے کہ جنہوں نے اس حرم مدینہ منورہ میں کہ جس کو خاتم النبیین ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرم قرار دیا تھا۔ اس مومن صحابی کو کہ جس کو نبی کریم ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اپنی ایک بیٹی بیاہ دی۔ وہ فوت ہو گئی۔ تو آپ نے اپنی دوسری بیٹی بیاہ دی۔ اور جب وہ بھی فوت ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر میری اور بیٹی ہوتی۔ تو میں وہ بھی اس کو بیاہ دیتا۔ اور جس نے حدیث عشرت کی تیاری میں تین سو اونٹ اور ایک ہزار دینار دیا۔ تو آنحضرت ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ما علی عثمان ما عمل بعد ہذا اور ما ضر عثمان ما عمل بعد ہذا الیوم۔ اور جس کی نیت نبی کریم ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سے خردی ہوئی تھی۔ کہ یقتل مظلوماً جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ اس کے قاتل ظالم لوگ ہوں گے۔ عمداً قتل کر کے قرآن مجید کے فتوے ومن یقتل مومنًا متعمدًا فجزاؤہ جہنم خالدًا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنه واعد له عذاباً عظیماً کے علاوہ مصداق بن چکے ہیں۔ جواز قتل ثابت کریں گے جس طرح کہ آپ نے اپنے ان نو مسلم بھائیوں کے مطالبہ عزل سے جواز عزل خلفاء کو ثابت کیا ہے۔

جناب شیخ صاحب کو وہ عدم جواز عزل خلفاء سید الرسل خاتم النبیین محمد رسول اللہ کے پہلے نہیں دوسرے نہیں تیسرے خلیفہ کو لعل اللہ یقیمک (امید ہے۔ کہ تجھے خدا خلیفہ بنائے گا الخ) نظر نہ آیا۔ پھر حضور کے فان ارادک علی خلعه فلا تخلعه لہم را اگر تجھے اس سے معزول ہونے پر قتل کرنا چاہیں۔ تو بھی معزول نہ ہونا سے بھی عدم جواز عزل خلفاء نظر نہ آیا۔ پھر حضرت عثمان ذی النورین جو کہ السابقتون اکاد لون من المهاجرین والذین اتبعواہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا مصداق جو نبی کریم ﷺ اللہ علیہ وسلم کے ان خلفاء راشدین میں سے ہیں۔ جن کی نسبت حضور کا ارشاد ہے۔ علیکم بسنتی وسنة خلفائی الراشدین المہدیین ان کے معزول نہ ہونے کی یہ وجہ بیان کرنے سے کہ ما کنت لاخلع سربا لک سربلنی اللہ فتکون سنة بعدی کما کرہ القوم امامہم خلعهو میری شان سے بعید ہے۔ کہ میں وہ پیرا ہن آثاروں

جو کہ خدا نے مجھے پہنایا ہے۔ تاکہ میرے بعد یہ سنت نہ بن جائے۔ کہ جب کوئی قوم اپنے خلیفہ کو ناپسند کرے تو اس کو معزول کر دے، سے بھی شیخ صاحب کو عدم جواز عزل خفاء نظر نہ آیا۔ بلکہ اپنے نو مسلم بھائیوں کی اس حرکت سے بھی عدم جواز عزل خفاء نظر نہ آیا۔ کہ خود حضرت عثمانؓ کو معزول نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو کہتے ہیں۔ کہ تو معزول ہو جا۔ کیا مرد کے طلاق دینے سے عورت طلاق نہیں ہوتی۔ بلکہ ضرورت ہوتی ہے۔ کہ عورت اپنے آپ کو خود طلاق دے۔ بادشاہ کے لئے اپنے کسی عہدہ دار کو معزول کرنا جائز تو ہے۔ مگر بادشاہ کے لئے اس جائز حق کے استعمال کے وقت عہدہ دار کو یہ کہنا پڑتا ہو۔ کہ تو اپنے عہدہ سے خود معزول ہو جا۔ پس اگر عزل خفاء جائز ہوتا تو ان نو مسلموں کو قطعاً اس بات کی ضرورت نہ ہوتی۔ کہ حضرت عثمانؓ کو کہیں۔ کہ تو معزول ہو جا۔ بلکہ یہ خود ان کو معزول کر کے ان کو اپنا فیصلہ سنا دیتے۔ اور اگر خدا اور رسول نے ان نو مسلموں کو یہ حق دیا ہوتا۔ کہ تم جس خلیفہ کو چاہو۔ معزول کر سکتے ہو۔ تو ان کے فیصلہ عزل کو سنکر حضرت عثمانؓ کے لئے سرسبز خم کر نیکی سوا اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مگر یہ نو مسلم خود تو ان کو معزول نہیں کرتے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کو کہتے ہیں۔ آپ خود اپنے آپ کو معزول کر دیں۔ تو حضرت عثمانؓ ان کو جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ تو میرے اختیار کی چیز ہی نہیں۔ اس لئے کہ مجھے تو خدا نے خلافت کا پیرا پہنایا ہے۔ پس میں کون ہوں کہ اس کو اتارنے کا مجاز ہوں۔

دوم اس لئے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الی عہداً وانا صابر علیہ ردواہ الترمی وقال ہذا حدیث حسن صحیح ابی سہل سے روایت ہے جس دن حضرت عثمانؓ اپنے دار میں محصور تھے۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خاص وصیت فرمائی تھی (اور یہ وصیت وہی ہے جو میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا۔ امیر ہے۔ کہ اللہ مجھے ایک فیصہ پہنائے گا۔ پس اگر لوگ اس کے اتار دینے پر مجھے قتل کرنا چاہیں۔ تو بھی اس کو نہ اتارتا۔ یعنی قتل ہو جاتا پیر۔ اس فیصہ خلافت کو نہ اتارتا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے سیدہ ارسولؓ کی اس وصیت کو پورا کر دیا۔) اور میں اس پر صبر کرنے والا ہوں (

سوم اس لئے کہ فتکون سنہ بعدی کما کرہ القوم امامہم خلعہ و۔
 اگر میں خلافت کی قمیص اتار دوں۔ تو میرے بعد بیسنت ہو جائے گی۔ کہ جب بھی
 کوئی قوم اپنے خلیفہ کو نا پسند کرے گی۔ تو اس کو معزول کر دے گی، پس گویا نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی قربانی دے کر عزل خلفاء کی لعنت سے
 اپنی امت کو بچا نا چاہا۔ اور حضرت عثمانؓ نے قربان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی امت کو اس لعنت سے بچا لیا جس سے وہ سلسلہ خلافت بالکل بیکار اور ناکارہ
 ہو جاتا تھا۔ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ کا شیرازہ باندھے رکھے
 اور اس کی اصلاح اور اس کی قوت و طاقت اور غلبہ اور اظہار دین اسلام علی الدین
 کلمہ کا واحد ذریعہ تھا۔ پس اس مقصد عظیم کو رسول اعظم نے اس ذبح عظیم کے
 ساتھ حاصل کرنا چاہا۔ اور اس بہادر اور سچے فرمانبردار عثمانؓ نے ذبح ہو کر اپنے
 محبوب رسول کے مقصد کو پورا کر دیا۔

پس بغیر کسی مبالغہ کے حضرت عثمانؓ کا واقعہ خلفاء کے عزل کے عدم جواز کا قول
 اور فعلی اعلان تھا۔ روایات کو جو کہ ظن کے درجہ میں ہوتی ہیں۔ اس ہولناک منظر نے
 ان کو اپنے ساتھ ملا کر ان کو وہ توانہر دیا ہے۔ کہ جس کی وسیع گویا دنیا کے ہر دور کے
 مومنوں کے کان اپنے پر عظمت رسول کے پر ہیبت ارشادات کو سن رہے ہیں۔ کہ جن
 کے ساتھ وہ اپنے جلیل القدر عزیز ترین داماد اور آئندہ جانشین ہونے والے کو دین
 کے اس اہم ترین مسئلہ کی اہمیت کو مومنوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے کہ جس پر
 آپ کی امت کی فلاح اس کے غلبہ اور اظہار دین کا دار و مدار ہے۔ اور وہ خلفاء کے
 معزول نہ کر سکتے اور معزول نہ ہو سکتے کا مسئلہ ہے۔ قربان ہونے کے متعلق اپنے
 حیدر مجد سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح خا نظر ماذاتوی پس ذبح ہونے
 کے متعلق تو اپنی رائے دیکھ لے، فرما کر استمراج نہیں کرتے۔ بلکہ تعجیل کا تیقن رکھتے
 ہوئے قربان ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ اور گو ہر دور کے مومنوں کی آنکھیں اس
 بہادر وفادار ملک فراغہ اور اکثر حصہ ملاک قیصر و کسریٰ۔ و بلاد عرب کے سالہا سال
 کے حکمران کے بالارادہ ملک عاجز اور بے کس بھیڑ کی طرح قربان ہونے کو دیکھ رہی
 ہیں۔ حضرت امیر معاویہ جو بڑے دور بین اور مدبر اور بڑی طاقت رکھنے والے تھے۔

مدینہ منورہ میں آکر اس فتنہ کے سب پہلوؤں پر نظر ڈال کر حفاظت اور بچاؤ کی سب ممکنہ اور یقینی اور سہل الحصول تدابیر آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ ان کو معمولی عذر پیش کر کے رد کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ سمجھ جاتے ہیں۔ کہ اب یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو پورا کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ اب ہماری کوئی تدبیر پیش کرنا لا حاصل ہے۔ تب وہ یہ کہتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔ کہ غالباً یہ میری آخری زیارت ہے۔ پر جناب شیخ صاحب کو نہ تو اس ہیبت ناک قربانی سے وہ عدم جواز عزل خلفاء نظر آیا۔ جس کی اہمیت دلوں میں مستحکم کرنے کے لئے یہ نہیب منظر پیش کیا گیا تھا۔ جس کا ہر ایک حصہ اس اہم مسئلہ کو آنکھوں کے سامنے لارہا اور نہ ہی ان کو اپنے ان گستاخ گمراہ اور من یقتل مومنًا متعمداً فجزاۃ جہنم کے وعید کے مصداق نو مسلموں کی اس کارروائی سے خلفاء کے عزل کا عدم جواز معلوم ہو سکا۔ کہ جب وہ جانتے تھے۔ کہ خلافت ہماری دی ہوئی چیز ہے۔ اور شرعاً ہمیں یہ حق حاصل ہے۔ کہ ہم خلیفہ کو معزول کر دیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ۔ ”اب ہم واپس نہیں جائیگے جب تک آپ نے کو معزول نہ کر دیں“ تو پھر وہ کیوں خود معزول نہیں کرتے۔ اور بلا ضرورت بار بار خلیفہ کو کہتے ہیں۔ کہ تم خود معزول ہو جاؤ۔ اگر غلطی سے پہلی دفعہ ان میں سے کسی کم علم والے نے خلیفہ کو یہ کہہ دیا تھا۔ تو جو ان میں سے عالم اور بڑے ماہر شریعت تھے۔ ان کا فرض تھا۔ کہ فوراً یوں پڑتے۔ اور اپنے ان جاہل ساتھیوں کو کہتے۔ کہ اگر یہ خود معزول نہیں ہوتا۔ تو ہزار دفعہ نہ ہو یہیں خود اس کو معزول کرنے کا شرعاً اختیار حاصل ہے۔ اور اس کے بعد خود معزول کر دیتے۔ مگر وہ بار بار خلیفہ ہی سے تقاضا کرتے رہے کہ تو خود معزول ہو جا۔ پس ان کا ایسا کرنا صاف دکھاتا ہے۔ کہ وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ ہم تو شرعاً اس کے مجاز نہیں۔ کہ خلیفہ کو معزول کریں۔ اور کہ اس کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ کہ وہ خود خلافت سے معزول ہو جائے۔ مگر شیخ صاحب کو ان کی اس کارروائی سے یہ نظر آتا ہے۔ کہ وہ خلیفہ کا معزول کر دینا شرعاً جائز سمجھتے تھے۔ اور پھر ان کے جائز سمجھنے کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوا۔ کہ مسلمان خلیفہ کے عزل کو جائز سمجھتے تھے۔ لیکن میں بتا آیا ہوں۔ کہ وہ ایسے مسلمان نہیں تھے جن کے قول و فعل سے کوئی شرعی مسئلہ عموماً اور عقیدہ خصوصاً ثابت کیا جاسکتا ہو۔ اور

ان کا قول و فعل ایک شرعی حجت ہو سکتا ہو۔ اب میں بتاتا ہوں۔ کہ یہی نہیں ان کی بدکرداری کی وجہ سے میں نے ان کو برا ظاہر کیا ہے۔ بلکہ وہی حدیث جو کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ یہ حدیث مختلف راویوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ اور ایک روایت میں اس کے الفاظ یوں ہیں۔ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا عثمان لعل اللہ یقمصک قمیصاً فان ادادک المنافقون علی خلعه فلا تخلعه حتی تلقانی (اے عثمان امید ہے کہ اللہ تجھے ایک قمیص پہنائے۔ پس اگر منافق اس کے اتارنے پر تجھے قتل کرنا چاہیں۔ تو بھی اس کو نہ اتارنا یہاں تک کہ تم مجھے ملو۔ یعنی شہید ہو کر میرے پاس آ جاؤ) پس جناب شیخ صاحب ان لوگوں کے مطالبہ عزل کو ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ جن کو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق فرمایا ہے۔ اور پھر ان منافقوں کو آپ مسلمان لکھ کر نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ مسلمان عزل خلیفہ کو جائز سمجھتے تھے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ مطالبہ کسی ایک مسلمان نے بھی نہیں کیا۔ بلکہ مطالبہ کرنے والے سب منافق تھے۔ جیسا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے بتا دیا ہوا تھا۔ اور ان منافقوں نے بھی خود معزول نہیں کیا۔ کہ شخص صاحب کہہ سکیں۔ کہ مسلمان خلیفہ کو معزول کرنا شرعاً جائز سمجھتے تھے۔ بلکہ انہوں نے حضرت عثمان سے مطالبہ کیا۔ کہ تو معزول ہو جا۔ پس ان منافقوں کی اس کارروائی سے کوئی بات معلوم ہوئی۔ تو یہ معلوم ہوئی۔ کہ ان کا یہ خیال تھا۔ کہ ہم تو خلیفہ کو معزول نہیں کر سکتے ہاں ہم اس سے اعتزال کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اور اس سے امکان عزل نہیں۔ بلکہ امکان مطالبہ اعتزال یا یہ کہ ان منافقوں کے نزدیک امکان اعتزال ہے۔ یعنی خود معزول ہو جائے۔ اور منافقوں کے نزدیک اس لئے کہ وہ مطالبہ اعتزال اسی وجہ سے کرتے تھے۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ خلیفہ خود معزول ہو سکتا ہے۔ مگر یہ امکان اعتزال ان منافقوں ہی کے نزدیک ہے نہ واقعہ میں۔ کیونکہ مسلمانوں کے امام نے کہہ دیا۔ کہ میں معزول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مجھے خدا نے بنایا ہے۔ اور خدا کا بنایا ہوا خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا پس سب اہل اسلام کے نزدیک امکان اعتزال نہیں۔ کیونکہ خدا خلیفہ بناتا ہے۔ لہذا وہ خود معزول نہیں ہو سکتا۔ اور جب معزول نہیں ہو سکتا۔ تو پھر ان کے نزدیک مطالبہ اعتزال بھی نہیں ہو سکتا۔ پس امکان عزل نہ تو مسلمانوں کے نزدیک ہے۔ اور نہ ان

منافقوں کے نزدیک۔ اور امکانِ اعتزال مسلمانوں کے نزدیک نہیں۔ اور منافقوں کے نزدیک ہے۔

عزلِ خلفاء و اے اشتہار سے یہ میں نے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اب میں سلسلہ ان کے پیش کردہ حوالوں کی نسبت اختصار کے ساتھ کچھ لکھتا ہوں۔ جناب شیخ صاحب پہلے اپنا دعوے ان الفاظ میں لکھتے ہیں:-

”خليفة کا عزل ایک ایسی بات ہے جس کے امکان پر قریباً قریباً تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو یہ دہم بھی نہ تھا کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ خود خلفاء اربعہ کو بھی یہ خیال نہ تھا کہ وہ معزول نہیں کئے جاسکتے۔“

جناب شیخ صاحب کا دعوے تو یہ ہے۔ اور اپنے مقابل عدم امکانِ عزلِ خلفاء کا قائل ہو بدیں الفاظ مطالبہ کرتے ہیں۔

”اب جو احباب عدم امکان کے قائل ہیں۔ وہ بھی شریعتِ اسلامی سے صریح نصوص پیش کریں۔“

اس عبارت میں بھی کالفاظ بتاتا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ میں نے تو امکانِ عزل پر صریح نصوص پیش کر دیئے ہیں۔ اب عدم امکان کے قائل صریح نصوص پیش کریں۔ اس میں دو لفظ ہیں۔ ایک نصوص کا دوسرا صریح کا لفظ۔ نص کہتے ہیں۔ آیت کو اور نبی کریم کے قول اور فعل کو۔

اور صریح اس کو کہتے ہیں۔ جو کہ واضح طور پر کسی بات پر دلالت کرے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ جناب شیخ صاحب نے امکانِ عزل پر غیر صریح طور پر دلالت کرنیوالی آیت یا نبی کریم کی حدیث (آپ کا کوئی قول یا فعل) اپنے سارے اشتہار میں نہیں درج کی۔ مگر عدم امکان کے قائلین سے مطالبہ کرتے ہوئے بھی لکھ کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں نے تو امکان کے لئے صریح نصوص پیش کر دی ہیں۔ نصوص نص کی جمع ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نین سے کم نہیں اور زائد کی کوئی حد نہیں۔ مگر میں نے بتایا ہے کہ نین یا اس سے زائد تو کجا ایک نص بھی سارے اشتہار میں نہیں۔ اب راجح تو سارے اشتہار میں جو اقوال درج کئے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن میں امکانِ عزل کا

غیر صریح ذکر بھی نہیں۔
شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ۔

”سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ نے کرسی خلافت پر متمکن ہوتے ہی جو سب سے پہلا خطبہ دیا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں۔ اے مسلمانو! میں صرف تمہارے جیسا امت کا ایک فرد ہوں۔ میں۔ شریعت کی پیردی کرنے والا ہوں۔ میں اس میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس شریعت پر سیدھا چلتا رہا۔ تو تم میری اتباع کرنا۔ اور اگر میں اس سے ادھر ادھر ہو جاؤں۔ تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔“

اس میں تو عزل کے امکان و عدم امکان کا اشارہ تک نہیں۔ اس کے بعد جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں۔

”پھر فرماتے ہیں۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں۔ تم میری اطاعت کرتے رہو۔ اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں۔ تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔“
اس کے بعد جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں۔

”اس خطبہ نے اصولی طور پر دو باتوں کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اول یہ کہ خلیفہ بالکل آزاد نہیں۔ شریعت کی اطاعت کا جو اس کی گردن پر ہے۔ اور وہ شریعت سے سر مودا دھر نہیں ہو سکتا۔ دوسری یہ کہ جس طرح امت کا یہ فرض ہے کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کرے۔ اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کرے۔ کہ کہیں وہ شریعت سے منحرف تو نہیں ہو رہا۔ اور اگر اُسے شریعت سے منحرف ہوتا دیکھے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس وقت تک اس کی اطاعت نہ کرے۔ جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کر رہا ہے۔ اور اگر وہ باز نہ آئے۔ تو اسے اس کے خمدہ سے الگ کر دے۔ کیونکہ خمدہ پر قائم رکھنا یا اس سے معزول کر دینا اسی جماعت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جس کے سامنے وہ جوابدہ ہے۔“

اس کے بعد جناب شیخ صاحب اور لکھتے ہیں۔ کہ:-

”اس خطیب نے خلیفہ اور امت کے درمیان جو باہمی تعلق شریعت نے قائم کیا ہے اس کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے۔ یعنی یہ کہ جس طرح خلیفہ کا فرض ہے کہ افراد امت کے اعمال کی نگرانی کرے۔ اور انتظام و انصرام قائم رکھے۔ اسی طرح افراد امت کا بھی فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کریں۔ اور دیکھتے رہیں۔ کہ وہ احکام شریعت کے خلاف تو نہیں چلتا“

فارسی کی ایک ضرب المثل ہے۔ کہ

”ابن خانہ ہمہ آفتابست“

جناب شیخ صاحب کی تحریر کا ہر ایک حصہ عجائبات کا مجموعہ ہونے کے علاوہ دوا اور دوا روٹیاں کا پورا مصداق ہوتا ہے۔ اور اگر وہ حوالہ غربی کا ہے۔ تو پھر اس کے ترجمہ میں اپنی مطلب برآری کے لئے ناجائز تصرف کیا جاتا ہے۔

اب اس حوالہ میں پہلا عجوبہ تو یہ ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ پہلے خلیفہ کو خدا بناتا ہے۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ کی نسبت خصوصیت سے بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ ان کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ اور ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور پھر یہ بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ انسانوں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ کہ اس کو معزول کر سکیں۔ اور پھر جناب شیخ صاحب دوسرے اشتہار میں یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ:-

”معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی اس قانون الہی کا کہ صرف پہلے خلیفہ کا تقرر ہی خدا تعالیٰ پر چھوڑا جاسکتا ہے۔ خوب علم تھا“

آپ پہلے خلیفہ تھے۔ اور پہلے خلیفہ کا تقرر خدا ہی کیا کرتا ہے۔ اور اس قانون کا آپ کو خوب علم تھا۔ اور یہ بدیہہ اور مسلم ہے۔ کہ جس کو خدا خلیفہ مقرر کرے۔ اس کو معزول کرنے کے انسان مجاز نہیں۔ لہذا حضرت ابوبکرؓ وہ خلیفہ تھے۔ جس کو انسان معزول نہیں کر سکتے مگر شیخ صاحب کی تحریر بالا کی رو سے انہوں نے اپنے خطبہ میں فرما دیا۔ کہ اگر میں خداؤں اس کے رسول کی نافرمانی کروں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ کیا یہ عجیب اور حیران کن بات نہیں کہ وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ تھے۔ اور اس کو بھی خوب جانتے تھے۔ کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنے کے انسان مجاز نہیں۔ مگر باوجود اس کے حضرت ابوبکرؓ اپنے خطبہ میں لوگوں کو کہہ رہے ہیں۔ کہ فلاں حالت میں مجھے معزول کر دینا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ

حضرت ابو بکرؓ نے ہرگز یہ نہیں کہا۔ آپؓ یہ افتراء کرتے وقت کہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ جب میں سیدھا نہ ہوں۔ تو مجھ کو معزول کر دو۔ جناب شیخ صاحب کو یہ یاد نہ رہا۔ کہ حضرت ابو بکرؓ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ اور ان کو اس کا خوب علم ہے۔ اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو انسان معزول نہیں کر سکتے۔

شیخ صاحب کا دشواری میں پہلے نقل کر چکا ہوں جس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ”حتیٰ کہ خو و خلفاء اربعہ کو بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ وہ معزول نہیں کئے جاسکتے۔“ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ چاروں خلیفوں میں سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ کا بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ میں معزول نہیں کیا جاسکتا۔ اس دعوے کے بعد متصل بلا فصل لکھتے ہیں ”چنانچہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ نے کرسی خلافت پر متمکن ہوتے ہی جرب سے پہلا خطبہ دیا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں ”خ“ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کی نسبت جو شیخ صاحب نے یہ دعوے کیا ہے۔ کہ ان کا یہ خیال نہیں تھا۔ کہ میں معزول نہیں کیا جاسکتا۔ اس دعویٰ کا ثبوت اور دلیل ان کا یہ خطبہ ہے۔ اور اس دعوے کا ثبوت اور اس کی دلیل یہ خطبہ تب بن سکتا ہے۔ کہ اس خطبہ میں یہ ہو۔ کہ میں معزول کیا جاسکتا ہوں۔ یا یوں کہ مجھے معزول کر دینا۔ چنانچہ شیخ صاحب خطبہ کا ترجمہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:- ”جو کہ مکمل میں پہلے درج کر آیا ہوں“ کہ:-

”اس خطبہ نے اصولی طور پر دو باتوں کا فیصلہ کر دیا۔“

دوسری بات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”اور اگر وہ باز نہ آئے۔ تو اسے اس کے عہدہ سے الگ کر دے۔“

اور ہر ایک انسان اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ فیصلہ کہ اگر وہ خلیفہ باز نہ آئے۔ تو اسے اس کے عہدہ سے الگ کر دے۔ تب ہی یہ خطبہ اس پر دلالت کر سکتا ہے۔ کہ اس میں یہ ہو۔ کہ اگر میں باز نہ آؤں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ اب میں جناب شیخ صاحب اور سناظرین سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کے خطبہ کے اشتہار میں درج شدہ ترجمہ کو پڑھیں اور غور سے پڑھیں۔ اور بار بار پڑھیں۔ اور پھر بتائیں۔ کہ اس میں کہیں بھی حضرت ابو بکرؓ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ میں باز نہ آؤں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ مجھ کو میرے عہدہ خلافت سے الگ کر دینا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ نہ یہ آپؓ نے فرمایا ہے۔ اور نہ آپؓ بنا سکتے ہیں

پھر یہ حضرت ابوبکرؓ پر کیا صریح افتراء نہیں۔ یقیناً یہ ان پر صریح افتراء اور محض جھوٹا الزام ہے۔ پہلے اشتہار کے حوالوں میں بھی میں نے بتایا ہے۔ کہ حوالہ میں ایک بات ہرگز نہیں ہوتی مگر اس حوالہ کا مفہوم اور مطالب بیان کرتے ہوئے اپنے پاس سے جناب شیخ صاحب ایک بات اس کے ساتھ ملا کر سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس حوالہ سے فلاں بات ثابت ہوگئی۔ حالانکہ وہ فلاں بات اس حوالہ میں نہیں ہوتی۔ بلکہ شیخ صاحب نے خود ذکر کی ہوتی ہے۔ اور اس حوالہ میں بھی آپ نے یہی کیا ہے۔ خطبہ میں اس کا قطعاً ذکر نہیں۔ کہ اگر میں باز نہ آؤں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ لیکن از خود اس کو ذکر کر کے کہ اگر وہ باز نہ آوے تو اس کو اس کے عہدہ سے الگ کر دینا۔ ظاہر یہ کر دیا۔ کہ گویا اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کا خیال نہ تھا۔ کہ میں معزول نہیں کیا جاسکتا۔ اس خطبہ کا اگر وہی مفہوم اور مطلب لیا جائے۔ جو جناب شیخ صاحب نے لیا ہے۔ (گویا حضرت ابوبکرؓ خود اطاعتی مامور اطاعت اللہ ورسولہ و اذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعت لی فرما کر اپنے مابین کو یہ سمجھا رہے ہیں۔ کہ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اس وقت تک تم بھی میرے احکام کی تعمیل کرتے رہو۔ اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی کوئی نافرمانی کروں۔ تو پھر تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔ پس اس وقت میرے حکم کی تعمیل نہ کرنا تو اس سے گو تعطل اور سیاسی بحران لازم آتا ہے۔ مگر یہ کہنا پھر بھی قلط ہے۔ کہ اس عبارت کا یہ مفہوم ہے۔ کہ پھر مجھے معزول کر دینا۔ غرض اس تعطل کے رفع کرنے کی کوئی صورت اس خطبہ میں بیان نہیں ہوئی۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ اس تعطل کے بعد مجھے معزول کر کے اور خلیفہ بنا لینا۔ اور تعطل عزل نہیں۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ اس کا کہنا عزل کا حکم دینا ہے۔

اس کے بعد میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ خطبہ مذکورہ کے عربی فقرہ مندرجہ بالا کا ہرگز وہ مفہوم نہیں۔ جو کہ جناب شیخ صاحب نے لیا ہے۔ اور جس کو واضح کرنے کے لئے میں نے اپنی عبارت میں سمجھ دیا ہے۔ جس سے تعطل لازم آتا ہے۔ یعنی میرے احکام کی تعمیل اس وقت تک تم پر لازم ہے۔ کہ جس وقت تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں۔ اور جب میں ان کی کوئی نافرمانی کروں۔ تو پھر تم پر میرے احکام کی تعمیل لازم نہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم نبی کریم کے اس ارشاد کے مطابق ہے۔ کہ لا طاعت لمخلوق فی معصیۃ اللہ

اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہیں) مثلاً ماں باپ کے حکم کے ماننے اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے پیٹے کو حکم دیں۔ کہ شراب پی یا حرام چیز کھا یا جھوٹی شہادت دے۔ اور ان میں سے ہر ایک فعل خدا کی معصیت ہے۔ تو لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ اللہ فرما کر حضور نے بتا دیا ہے۔ کہ والدین کے احکام کی تعمیل کرنی چاہیے۔ لیکن جب وہ ایسا حکم دیں۔ کہ جس کا کرنا معصیۃ اللہ ہے تو ان کے ایسے حکم کی اطاعت اور تعمیل نہ کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ ووصینا الانسان لبوالدیه حسناً رہم نے انسان کو تائید ہی حکم دیا ہے۔ کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اچھے سلوک میں سب سے اول یہ داخل ہے۔ کہ ان کی فرمانبرداری کرے وان جاهدک لتشرک بی مالیس لک بہ علمہ فلا تطعہما (اور اگر تجھے سے کوشش کر کے یہ چاہیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے۔ کہ جس کا تجھے علم نہیں پس چونکہ یہ خدا کی معصیت ہے) اس لئے تو ان کی فرمانبرداری نہ کر (یعنی اس حکم کو نہ مان۔ نہ یہ کہ پھر تو ان کا کوئی حکم بھی نہ مان۔ اسی طرح امیر کے حکم کی تعمیل کرنے کی سخت تائید ہے لیکن اگر وہ کوئی ایسا حکم دے۔ جس کے کرنے سے خدا کی معصیت ہوتی ہو۔ تو اس کے ایسے حکم کی اطاعت نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ یہ حکم اس قدر وسیع ہے۔ کہ باوجودیکہ رسول کے کسی حکم میں اس کا احتمال نہیں۔ کہ معصیۃ اللہ اور منکر اور ممنوع کام کا حکم دیگا۔ اور جو حکم دے گا۔ وہ یقیناً معروف اور اچھا اور خدا کے منشاء کے مطابق ہو گا۔ مگر رسول بھی بیعت لیتے ہوئے معروف میں اطاعت کی بیعت لیتا ہے۔ عام فرمانبرداری کی بیعت نہیں لیتا۔ چنانچہ سورۃ ممتحنہ میں ہے۔ یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یتابعنک علی ان لا یشترکن باللہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادہن ولا یتابعن بہتان یفتربہ بین یدہن وارجلہن ولا یعصینک فی معروف فبايعهن۔

پس لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ اللہ کا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے لا یعصینک کو فی معروف کے ساتھ مقید فرمایا ہے۔ ورنہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اس سے ارفع ہے۔ کہ آپ منکر کا حکم دیں۔ اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ جب تک میں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہوں۔ جو کہ اطاعت اللہ و اطاعت رسول ہے تو میرے ان احکام کی تعم اطاعت کرو۔ اور جب میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں۔ جو کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے۔ تو پھر کلام طاعتہ لمخوف فی معصیۃ اللہ کے ماتحت میرے ایسے احکام کی اطاعت تم پر لازم نہیں صحابہ خود مقتن قانون شریعت اسلام نہیں تھے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے خطبہ میں ہی ایک نیا قانون بنا کر سب سے پہلے اپنے پر نافذ کرتے۔ قانون یہ بناتے ہیں۔ کہ جب تک خلیفہ اطاعت اللہ و اطاعت رسول کرتا رہے۔ قوم کو اس کے احکام کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اور جب کوئی اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کر بیٹھے۔ تو پھر قوم پر اس کے کسی حکم کی بھی اطاعت نہیں رہے گی۔ بلکہ اس وقت قوم کو چاہیے کہ اس کے سب احکام کی رسول نافرمانی شروع کر دے۔ اور سب سے پہلے اس قانون کو مجھ پر جاری کر دے۔ حضرت ابوبکرؓ کو قانون شریعت بنانے کا کوئی اختیار حاصل نہیں تھا۔ بلکہ اسی خطبہ میں ان کا ایک فقرہ یہ ہے۔ ایہا الناس انما انا متبع ولست بمبتدع میں تو صرف اتباع کرنے والا ہوں۔ اور کوئی نئی باتیں بنانے والا نہیں ہوں۔ پس اگر یہ کوئی قانون ہے۔ تو پھر ضروری ہے۔ کہ یہ کلام الہی یا کلام رسولؐ میں ہو۔ جیسا کہ میں نے جو مفہوم حضرت ابوبکرؓ کے اس فقرہ کا لیا ہے۔ میں نے قرآن مجید میں اور نبی کریمؐ کے کلام میں وہ بنا دیا ہے۔ ایسا ہی یہ قانون جو کہ شیخ صاحب کا لیا ہوا ہے۔ کلام الہی یا کلام رسولؐ میں بتائیں۔ مگر قیامت تک جناب شیخ صاحب اس کو کلام الہی یا کلام رسولؐ میں نہیں بتا سکتے۔ پس یہ ان کا صرف ابوبکرؓ پر ہی افتراء نہیں۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر بھی افتراء ہے۔

پہلے تو مجھے اس سے حیرت ہوتی تھی۔ کہ ان کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اثنانی کے حالات سے پوری طرح واقف ہونے کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ مواقع اس زمانہ سے لیکر کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہاں آئے تھے۔ اب تک حاصل رہے ہیں۔ اور اس طویل زمانہ میں حضورؐ کی زندگی کے مختلف دوروں میں انہوں نے حضورؐ کی نسبت کوئی شکایت نہیں کی۔ اور نہ ہی اب یہ کہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بعض قابل اعتراض امور میرے مشاہدہ میں آئے تھے۔ یا شہداء عدول سے مجھے معلوم ہوئے تھے۔ مگر میں نے

دل ہی میں ان کو رکھا۔ اور کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود کہتے ہیں۔ کہ دو سال سے میں ایسے امور سننے لگا۔ پس آخری دو سالوں کو نکال کر ان سے پہلے بہت سے سوالوں میں آپ حضور کے وہ اعلیٰ حالات و کمالات دیکھتے رہے۔ کہ جن کی وجہ سے آپ کو خلیفہ اور امام مانتے رہے۔ اور ایسے حالات و کمالات والوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اَدْلٰتُکَ مَبْرُوْنٌ مَّعَ اَیْفُوْلُوْنِ یہ لوگ ان سب الزاموں سے بری ہیں جو کہ لوگ ان کی نسبت کہتے ہیں یا کہیں گے) فرما کر ان کی ہمیشہ کے لئے بریت فرمادی ہوئی ہے۔ اور فرمادیا ہے۔ وَلَوْ لَا اِذَا سَمِعُوْهُ قُلْنٰ مَا یٰکُوْنُ لَنَا اِنْ تَتَّکَلَمُ بِهٰذَا سُبْحٰنَکَ هٰذَا بَهْتَانٌ عَظِیْمٌ اور کیوں ایسا نہ ہو کہ جو پہنی تم نے یہ الزام سنا تھا۔ کہہ دیتے۔ کہ ہمارے لئے جائز نہیں۔ کہ اس کو زبان پر لائیں۔ (کیونکہ اس سے تو خدا کی پاکی پر الزام آتا ہے۔ خداوند! تو پاک ہے (لہذا) یہ بڑا بہتان ہے)

مگر شیخ صاحب اس کے خلاف خود الزام لگانے لگ پڑے۔ تو ان کی حالت کو دیکھ کر کبھی خیال آتا۔ کہ باوجود اعلیٰ مواقع ملنے کے کہ حضور کے ان حالات و کمالات سے نواقض و لاعلم ہیں۔ یا کہ ضد و تعصب میں اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ سب کچھ جانتے ہوئے ناجائز طور پر خدا کے بری کئے ہوئے پر الزام لگا رہے ہیں لیکن ان اشتہاروں میں ان کی تحریریں پڑھ کر اب میں اس میں حیران ہوں کہ کیا وہ باوجود عالم و فاضل کہلانے کے دینیات سے بے بہرہ اور کلام الہی اور کلام رسول سے لاعلم ہیں۔ یا باوجود جاننے کے اس کے خلاف لکھتے اور خدا اور اس کے رسول اور خلفاء راشدین پر افتراء کرتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف ایسی بات کو منسوب کر دیا۔ جس کو آپ از خود تو کہنے کے مجاز نہیں۔ ہاں اس کے کہنے کے اسی وقت مجاز ہو سکتے تھے۔ کہ کلام اللہ با کلام الرسول میں یہ ہو۔ اور آپ اس کو اپنے پر نافذ اور جاری کر رہے ہوں۔ مگر نہ کلام اللہ میں ہے۔ اور نہ کلام رسول میں۔ کہ جب تک خلیفہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہے۔ تب تک قوم کو اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی کوئی نافرمانی کر بیٹھے۔ تو پھر اس کے کسی حکم کی بھی تعمیل نہ کرے۔ بلکہ اس کے سارے حکموں کے متعلق سول نافرمانی کر دے۔ بلکہ کلام رسول میں اس کے خلاف موجود ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یشکون بعدی ائمة

لا يهتدون بهدای ولا يستنون بسننہ وسيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب
الشياطين في جثمان انس قال حذيفة قلت كيف اصنع يا رسول الله ان
احدك ذلك قال تسمع وتطيع الا مبردا ان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسم
واطم -

صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے بعد
ایسے امام ہونگے۔ جو نہ میری ہدایت پر چلتے ہونگے۔ اور نہ ہی میری سنت کو اختیار کریں گے
اور ان میں ایسے لوگ کھڑے ہونگے۔ کہ ان کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے۔ جو انسانوں
کے جسموں میں ہیں۔ حذیفہ نے کہا۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر میں اس کو پاؤں۔
تو میں کیا کروں۔ تو نبی کریم نے فرمایا۔ تو امیر کا حکم مان اور اس کی اطاعت کر۔ اگر وہ تیری
پیٹھ کو مارے اور تیرے مال کو چھین لے۔ تو بھی اس کے حکم کو مان۔ اور اطاعت کر۔
ابوداؤد میں حضرت حذیفہ سے ایک طویل حدیث روایت کی گئی ہے۔ جس میں فتنوں کا
ذکر ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ قال (یعنی رسول اللہ) فان كان الله في الارض
خليفة جلد ظهرك واخذ مالك فاطعه (نبی کریم نے فرمایا۔ پس اگر زمین میں
اللہ کے لئے کوئی خلیفہ ہو۔ تو اگر اس نے تیری پیٹھ پر کوڑے مارے ہوں۔ اور تیرا مال
اس نے چھین لیا ہو تو بھی تو اس کی اطاعت کر) پس ان حدیثوں میں ان ائمہ کی مذمت
موجود ہے۔ اور ان کے حد سے بڑھے ہوئے عصیان کو خود آنحضرت نے بیان فرمایا ہے۔
مگر جب حضور سے دریافت کیا گیا۔ کہ اگر میں اس وقت کو پاؤں۔ تو کیا کروں۔ تو حضور نے
جواب دیا۔ کہ عصیان مذکور کے علاوہ اگر خود تم پر بھی ظلم کریں۔ کہ کچھ پیٹیں۔ اور تیرا مال
بھی ظلم سے غصب کر لیں۔ تو بھی تم ان کے حکموں کو مانو۔ اور ان کی اطاعت کرو۔ اور فتنوں
کے زمانہ کے متعلق فرمایا۔ کہ اگر اس وقت روئے زمین پر خدا کا کوئی خلیفہ ہو۔ خواہ وہ تجھے کوڑے
لگائے۔ اور تیرا مال چھین لے۔ تو باوجود اس ظلم و غصب کے پھر بھی اس کی اطاعت کر۔ کیا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مزید ارشادات کے باوجود حضرت ابو بکرؓ کی نسبت یہ خیال
ہو سکتا ہے۔ کہ آپ پہلے ہی خطبہ میں ان کے بالکل خلاف یہ کہیں۔ کہ اگر مجھے کوئی نافرمانی ہو
جائے۔ تو پھر تم میرا کوئی حکم نہ مانو۔ نحو ذی اللہ من ذالک -

پس جناب شیخ صاحب نے آپ کے خطبہ کے اس فقرہ کا جو مفہوم اور مطلب لیا ہے۔ وہ

یقیناً غلط ہے۔ اور اس کا وہی مفہوم ہے۔ جو کہ میں لکھ آیا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معروف میں میری اطاعت کرو۔ اور منکر میں میری اطاعت تم پر لازم نہیں۔ جناب شیخ صاحب نے اپنے اس غلط مفہوم کو لیکر اس کے نتیجہ کے طور پر جو یہ لکھا ہے کہ اس خطبہ نے دو باتوں کا فیصلہ کر دیا۔ اور دوسری بات یہ لکھی ہے کہ امت کا یہ بھی فرض ہے کہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کرے۔ اور اگر وہ دیکھے کہ خلیفہ شریعت سے منحرف ہے۔ تو پہلے اس کی اطاعت چھوڑ دے۔ اور کوشش کرے کہ وہ سیدھا ہو جائے لیکن اگر وہ باز نہ آئے۔ تو اس کو معزول کر دے۔ اس میں شیخ صاحب نے نگرانی کو ملت کا فرض بتایا ہے۔ نہ کسی ایک دو افراد کا جو کہ ملت کے نمائندہ نہیں۔ اور اس کے سیدھا کرنے کی کوشش کرنا بھی ملت کا فرض قرار دیا ہے۔ نہ ایسے چند افراد کا جو کہ قوم کے نمائندہ نہیں۔ اور اس کے باز نہ آنے پر اس کا معزول کرنا بھی ملت کا فرض بتایا ہے۔ نہ چند افراد کا جو کہ نمائندہ ملت نہیں۔ مگر پھر خود ہی جناب شیخ صاحب نے ملت کے فرض اور کاموں کو نہایت خود کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس بارہ میں قوم نے ان کو اپنا نمائندہ مقرر نہیں کیا۔ شیخ صاحب نے تو یہ ساری افترا پر دازی اور غلط بیانی تو اپنے کروت کو درست بنانے کے لئے کی ہے۔ مگر باوجود اس قدر غلط بیانیوں کے یہ تینوں خود ساختہ فرائض (خلیفہ کے اعمال کی نگرانی۔ شریعت سے منحرف ہونے کی صورت میں اس کے سیدھا کرینگی کوشش۔ باز نہ آئے تو معزول کر دینا) ملت کے فرائض بتائے ہیں۔ نہ کہ غیر نمائندہ فرد یا چند افراد کے کہ پھر خود ان فرائض کو بجالانا شروع کر دیں۔ شیخ صاحب مع ان کے ساتھ تینوں کے ملت احمدیہ ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی ملت احمدیہ نے ان کو اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے۔ پس ان کو تو اپنے ان مفتریات کی رد سے بھی ان کاموں کے کرنے کا ہرگز کوئی استحقاق نہ تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا۔ وہ جیسا کہ فی الحقیقت اور اصول اسلام کی رو سے باغیانہ اور ناجائز کا رد الی ہے۔ اسی طرح وہ اپنے ان مفتریات سے بھی اس باغیانہ اور منافقانہ کارروائی کے جواز کے لئے کوئی سہارا حاصل نہیں کر سکے۔ کچھ عجیب نہیں۔ کہ جناب شیخ صاحب کو یہاں تک پہنچ کر یہ بات محسوس ہو گئی ہو۔ کہ جس کے لئے باجماعہ سیاتھاہ ننگی ہی رہ گئی۔ جائز تو ہیں اپنی کارروائی کو کر رہا تھا۔ اور حوالہ مذکور کا جو میں نے نتیجہ نکالا ہے۔ یہ ہے کہ ملت اس کی نگرانی ہے۔ ملت اس کو سیدھا کرے۔

اور سب بھانہ ہو۔ تو ملت اس کو معزول کر دے۔ اور کام تم بنتا۔ کہ فرد اور افراد کے لئے
 یہ تینوں استحقاق ثابت ہوتے۔ تو تھوڑے سے غور کے پور نتیجہ میں آگیا۔ کہ یہ کچھ مشکل
 نہیں۔ ایک ہی پتھرہ بدلنے کی کسر رہ گئی ہے۔ اور وہ یوں ہے۔ کہ اب ملت کی جگہ افراد
 ملت بکھریا جائے۔ مگر خطبہ کا نتیجہ تو لکھا جا چکا ہے۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ اس خطبہ نے اصولی
 طور پر دو باتوں کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تو خیال آیا۔ کہ جلد نتیجہ در نتیجہ بکھرتے ہیں۔ کہ۔
 اس خطبہ نے خلیفہ اور امت کے درمیان جو باہمی تعلق شریعت نے قائم کیا ہے۔
 اس کو اچھیں طرح سے واضح کر دیا ہے۔ یعنی یہ کہ جس طرح خلیفہ کا فرض ہے۔ کہ افراد امت
 کے اعمال کی نگرانی کرے۔ اور انتظام اور انصرام قائم رکھے۔ اسی طرح افراد امت کا بھی
 فرض ہے۔ کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کریں۔ اور دیکھتے رہیں۔ کہ وہ احکام شریعت کے
 خلاف تو نہیں چلتا۔

پس اب کام بن گیا۔ میں اور میرے ہمراہی گو بیخ سواہی سہی۔ افراد ملت تو
 ضرور ہیں۔ مگر اب تو جو بھی خلیفہ ہوگا۔ یقیناً مصحح
 اگر ماند شے ماند شے دیگر نہ مے ماند

کا پارٹ ادا کرنے کے لئے ہوگا۔ کیونکہ اس کا فرض ہے کہ افراد کی نگرانی کرے۔ صبح ہوتی
 ہے۔ اس کے پاس شکایت ہوتی ہے۔ کہ فلاں نے میری جیب تراش لی ہے جیب تراش
 پیش ہوتے سے پہلے شور مچا دیتا ہے۔ کہ گزشتہ رات جب نئے خلیفہ صاحب مقرر ہوئے
 تو میں خوفِ خدا سے ڈر کر کہ رات ہی میں مرجاؤں۔ تو بغیر بیعت کے مر کر جہنمی نہ ہو جاؤں
 تو میں اندھیرے میں خلیفہ صاحب کے پاس گیا۔ مگر دائیں ہاتھ سے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بیعت
 دیتے رہے۔ اور بائیں ہاتھ کے کرتب میں وہ ایسے استاد نکلتے۔ کہ اس کے ساتھ میری جیب تراش
 لی جس میں بڑے قیمتی ہیرے والی انگشتری تھی۔ ایک دوسری رپورٹ ہوتی ہے۔ کہ فلاں
 نے فلاں عورت سے ناجائز حرکت کی ہے۔ مجرم کو اس کی خیر فوراً مل جاتی ہے۔ گھر میں آکر
 اپنی عورت کو تیار کر کے لوگوں کو سنا نا شرخ کر دیتا ہے۔ نئے خلیفہ صاحب کے نظروں
 اور بیعت میں مجھے دیر ہو گئی۔ میں عشاء کی نماز کے بعد گھر گیا۔ تو آپ کی بھادج پیچھے پڑ گئی۔
 کہ تم تو بیعت کا ثواب حاصل کر چکے۔ اور میں رہ گئی۔ میں بھی ابھی جاتی ہوں۔ ایسا نہ ہو
 کہ بیعت کے بغیر رات ہی کو مرجاؤں۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ اس کے مجبور کرنے پر میں نے

اجازت دیدی تاکہ میں مناع الخیر بن جاؤں۔ چنانچہ وہ گئی۔ اور بڑی دیر بعد روتی ہوئی واپس آئی۔ اور نئے خلیفہ کو گالیاں دے رہی تھی۔ اور باوجود منع کرنے کے جب وہ نہ رکی۔ تو میں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو اس نے نئے خلیفہ صاحب کا سارا چٹھا کھول کر سنا دیا۔ غرض دس بجے تک دس مختلف جرموں کی شکائیں ہوئیں۔ تو دس ہی نے اپنا بچاؤ اسی میں پایا۔ کہ فیصلہ کرنے سے پہلے خلیفہ صاحب ہی کا فیصلہ کر دینا چاہیے۔ آخر وہ کون رانڑی خاں ہے۔ اور کس باغ کی مولیٰ ہے۔ اگر وہ ہمارا نگران ہے۔ تو ہم کون سے اس سے کم ہیں۔ ہم بھی تو اس کے نگران ہیں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے خلیفہ پر فرمایا جائیں۔ اس نے پہلے ہی خطبہ میں ہم غریبوں کا بچاؤ کر دیا ہوا ہے۔ ورنہ یہ نیت نیت کے خلیفے ہمیں زندہ نہ چھوڑتے۔ گیارہ بجے دس ہی اکٹھے ہو گئے۔ اور مشورہ کے بعد ہر مدعی کے حصہ میں کم از کم مگواہ آگئے۔ اب لوگ ان میں سے ہر ایک سے اسکے جرم کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ تو ہر ایک جواب دیتا ہے۔ کہ ایک جرم والے سے پوچھا جاتا ہے۔ اور جو ایک رات میں دس جرائم کا ارتکاب کرنے والا ہے۔ اس سے کوئی نہیں پوچھتا۔ اب دس مدعی بھی موجود ہیں۔ اور ہر ایک کا انصاب شہادت بھی حاضر ہے۔ ہزاروں کا مجمع ہے۔ سب کانوں میں دعاوی اور شہادتوں کا تکرار ہو رہا ہے۔ اکثر تو سبحانک ہذا بقتان عظیم کا ورد کر رہے ہیں۔ مگر کچھ گوشن زدہ اثر سے وارد کی تصدیق کر کے اس کو بار بار پڑھ رہے ہیں۔ کہ تانا بشت چیز۔ کے مردم نہ گویند چیز ہا۔ اور وہ شریہ دستہ ان سادہ دلوں کو نیم مرصق پاکر مزید کوشش میں لگ جاتا ہے۔ آخر جو بندہ یا بندہ من جد و جد کے مطابق ان جو شیدہ جموں کا ایک دستہ مل جاتا ہے جو بکارتا ہے۔ کہ اب دیکر کیا ہے کیا شیخا الا زہری آفتدی کا یہ فتوے کس وقت کے لئے ہے۔ کہ افراد ملت نگران اعمال خلیفہ ہیں۔ اور جو کسی عہدہ دار کا نگران ہوتا ہے۔ اس کا عزل و نصب اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور کہ جب خلیفہ اللہ کی کوئی معیت کرے۔ تو پھر اس کا کوئی حکم نہیں مانتا۔ اور جب حکم نہیں مانتا۔ تو پھر اس کا رکھنا بے کار و بے سود ہے۔ کہ وہ ایشم رات پھر آرہی ہے اچھا خلیفہ صاحب معزول۔ مگر پھر بار بار کون آئیگا۔ عزل کے ساتھ ہی نصب بھی ہوگا پس یہ نرالا طریق جو دنیا میں کہیں اور کبھی اور کسی امر میں نہیں پایا جاتا کہ دور کی طرح کہ یہ اس کا نگران اور وہ اس کا نگران۔ خلیفہ افراد کا داروغہ۔ اور افراد خلیفہ

کے داروغہ اگر جاری کیا جائے۔ تو پھر ہر خلیفہ اگر مانند شبے مانند شبے دیکر نہ مے ماند کا مصداق ہوگا۔ نبی کریم کے وقت میں خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ نگرانوں کے نگرانوں کا داد اپنا ہوا۔ جس نے تقسیم اموال کی نگرانی شروع کر کے نبی کریم سے خطاب حاصل کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں اس کا ذہ بیٹا پیدا ہوا۔ جس نے حضرت عمرؓ کے پیچھے ہی خطبہ میں تلوار دکھا کر اپنی ڈیوٹی کا یقین دلایا تھا۔ اور دوسرا صاحبزادہ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پیدا ہو کر حضرت عمرؓ پر جبہ کے متعلق اعتراض کر کے اپنی نگرانی کا پتہ دیا تھا۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں تو ان دونوں صاحبزادوں کی ذریت حشرات الارض کی طرح پھیل گئی۔ اور پھر ان منحوس نگرانوں کی منحوس نگرانی سے اسلام کو جو نقصان پہونچا۔ وہ سب پھروشن ہے۔ محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ میں بھی ان منحوس نگرانوں کا داد اپنا ہوا۔ اس نے تقسیم اموال پر اعتراض کیا اب عمر ثانی کا زمانہ ہے جس میں اس کے فرزندوں نے اپنی ڈیوٹی کا ثبوت دینا ہے۔ مگر عمر اول کے وقت جب انہوں نے اپنی ڈیوٹی کا ثبوت دیا۔ تو مسلمانوں نے خاموشی اختیار کر کے خلافت کی ناشکری کی۔ اور ناشکری کے بدلہ میں ان کی نسلیں برکات خلافت سے محروم کر دی گئیں لیکن بعثت ثانیہ میں خداوند تعالیٰ جانتا تھا کہ مسلمان ناشکری کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے بعثت ثانیہ کے خلفاء کو خدا کی قدرت ثانیہ کا خطاب دیکر ان منحوس نگرانوں کی شرارتوں پر غالب رہنے کی پیشگوئی کا اعلان کر دیا ہوا ہے۔

پھر جناب شیخ صاحب امکان عزل خلیفہ کے ثابت کرنے کے لئے حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ پیش کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ۔

اے مسلمانوں! تم میں سے جو کوئی بھی میرے اندر کسی قسم کی کوئی کجی دیکھے۔ تو اس پر فرض ہے۔ کہ اس کجی کو سیدھا کر دے۔ ان الفاظ کو فرمانے پر ایک صحابی اٹھا۔ تو اس نے کمال آزدادی کے ساتھ حقیقی اسلامی روح سے کام لیتے ہوئے کہا۔ ہم اس کجی کو تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔ یہ کسی منافق کے الفاظ نہ تھے۔ بلکہ اس شخص کے الفاظ تھے۔ جو شریعت اسلامی کی صحیح روح کو سمجھنے والا اور تمام مسلمانوں کے خیالات کی صحیح ترجمانی کرنے والا تھا۔ کیونکہ تمام مجمع میں سے کسی مسلمان نے بھی اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ آواز نہیں اٹھائی۔ بلکہ اپنی خاموشی سے اس بات پر تصدیق ثبت کر دی۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ فی الحقیقت ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر اس مسئلہ

پڑھا یہ کرامت کا اس طرح اجتماع ہو گیا۔ جس طرح وفات مسیح کے مسئلہ پر اجماع ہو گیا تھا۔
حضرت عمرؓ کے خطبہ میں تو صرف یہ ہے کہ جو کجی دیکھے اس کو سیدھا کر دے۔ اور
ہر ایک انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ کجی کا سیدھا کرنا عزل نہیں۔ اور نہ عزل کو مستلزم ہے
بلکہ استحکام کو مستلزم ہے۔ کیونکہ جب کجی نہ رہی۔ تو خلیفہ میں جو کجی کی وجہ سے کمزوری تھی
وہ دور ہو گئی۔ اور وہ کمزوری نہ رہی۔ پس اس کو مذکورہ دعوئے سے کوئی تعلق
نہیں۔

رہا شیخ صاحب کا اس شخص کے قول سے استدلال کہ جس نے حضرت عمرؓ کے ان
الفاظ پر یہ کہا تھا کہ ہسم اس کجی کو تلوار کے ساتھ سیدھا کر دیں گے۔ تو پہلے تو اس
میں سوائے کجی کے سیدھا کرنے کے جس کا ذکر خود حضرت عمرؓ کے خطبہ میں موجود ہے۔
اور کوئی ایسی چیز نہیں جس سے امکان عزل ثابت ہوتا ہو۔ ہاں حضرت عمرؓ کے خطبہ
سے اگر اس میں کوئی زائد چیز ہے۔ تو وہ یہ ہے کہ ہم تلوار کے ساتھ اس کو سیدھا کریں گے۔ اور
ظاہر ہے کہ جب کجی کو دور کرنے سے عزل ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر خواہ زبان کے ساتھ کجی رفع
کی جائے۔ یا تلوار کے ساتھ اس سے عزل ثابت نہیں ہوتا۔ رہا یہ کہ یہ صحابی کا قول تھا۔ یا منافق
کا۔ سو اس پر انشاء اللہ میں ایک جامع فیصلہ بعد میں لکھوں گا۔ پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔
کہ اگر یہ صحابی کا ہی قول ہو۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عزل جائز اور مسکن ہے بلکہ
اس کے یہ معنی ہیں کہ کجی کو دور کرنا جائز ہے۔ اور اس کا جواز عزل کو مستلزم نہیں ہے۔
اور بغرض محال اگر اس کے معنی یہ ہوتے۔ کہ عزل جائز اور ممکن ہے۔ تو پھر بھی اس صحابی
کا یہ قول رد کے قابل ہوتا۔ نہ کہ قبول کے۔ اس لئے کہ صحابی اول تو شارح نہیں۔ کہ وہ
از خود کوئی شرعی حکم ایجاد کرے۔ اور جب قرآن مجید صفائی کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔ کہ
خدا ہی مومنوں کو خلیفہ بنائے گا۔ اور خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی معزول کرنے کا
مجاز نہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک حضرت عثمان کو فرما دیا۔
قتل ہو جانا۔ مگر معزول نہ ہونا۔ اگر معزول ہوتا جائز ہوتا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کبھی ایسا نہ فرماتے۔ پس خدا اور اس کے رسول کے عزل کو ممنوع اور ناجائز قرار دیتے
کے بعد کسی صحابی کا قول اس کو جائز نہیں کر سکتا۔ ہاں اسکا قول جو کہ خدا اور اس کے رسول
کے قول کے خلاف ہو۔ خود اس کے متفق یا دین سے جاہل ہونے کا یقیناً ثبوت ہو گا۔

اب میں جناب شیخ صاحب کے صحابی کی نسبت اور اس کی اسلامی روح کی نسبت کچھ لکھنا چاہتا ہوں مگر جناب شیخ صاحب نے آگے چل کر حضرت عمرؓ ہی کی نسبت ایک اور صحابی کا کارنامہ لکھا ہے۔ اور اس کو اسی قول صحابی پر عمل کرتا لکھا ہے جناب لکھتے ہیں:-

”ان کے خلیفہ ہوتے ہی صحابہؓ نے جو یہ کہا تھا کہ ہم آپ کی کچی کو تلواریں سے سیدھا کر دیں گے۔ اس پر ان کو ایک دفعہ عمل کی ضرورت پیش آئی۔ اور انہوں نے محض الفاظ پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ان پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مال غنیمت تقسیم ہونے پر ہر مسلمان کے حصہ میں ایک ایک چادر آئی۔ لیکن حضرت عمرؓ اس تقسیم کے بعد ایک دفعہ منبر پر تشریف لائے آپ ایک چغہ پیئے ہوئے تھے جو اس مال غنیمت کی دو چادروں کا بنا ہوا تھا۔ یہ دیکھتے ہی فوراً ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ہم آپ کی بات نہیں سیں گے۔ جب تک آپ ہمیں یہ نہ بتائیں کہ آپ کے حصہ میں تو ایک چادر آئی تھی۔ آپ نے یہ دوسری چادر کہاں سے حاصل کی۔ کہ چغہ تیار کروایا حضرت عمرؓ نے یہاں صحابہ میں سے کسی نے اس صحابی کو یہ نہیں کہا تم منافق ہو۔ خلیفہ پر کیوں اعتراض کرتے ہو۔ نہ ہی اس کو بھلا دینے کی کوشش کی گئی بلکہ اس کی تسلی کے لئے فوراً حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔ اس کا جواب دو۔ عبد اللہ اٹھ اور کہا۔ کہ ایک چادر میرے باپ کے حصہ میں آئی تھی۔ اور ایک چادر میرے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اپنی چادر اپنے باپ کو دے دی۔ اور انہوں نے ان دو چادروں سے اپنا چغہ تیار کروایا۔ اس پر اس صحابی نے کہا۔ اب ہماری تسلی ہو گئی ہے۔ اب فرمائیے ہم سننے کو تیار ہیں۔“

اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ بولنے والے صحابی اور ان پر عمل کرنے والے صحابی کے متعلق ایک ہی جگہ لکھوں۔ پس واضح ہو۔ صحابہ رسول اللہ وہ اعلیٰ پائے کے لوگ ہیں جن کی نسبت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”اللہ فی اصحابی (خدا اسے ڈرو اپنے اصحاب پر نکتہ چینی کرنے میں) کبھی فرماتے ہیں۔ کہ اصحابی کا لفظ یا یہم انتد یا یہم انتد یا یہم انتد یا یہم انتد میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں۔ جس کی کبھی کوئی کوڑے۔ تو ہدایت پاؤ گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضور نے یہ بھی فرمایا ہے

اور آپ کا یہ ارشاد صحیح بخاری میں موجود ہے۔ کہ جب میں جوش کوثر پہنوں گا۔ تو کچھ لوگ میری
 طرف آئیں گے۔ تو فرشتے ان کو میری طرف آنے سے روکیں گے۔ تو میں کہوں گا۔ اے صاحب
 اصحاب! ان کو آنے دو۔ یہ میرے پیارے صحابہ ہیں، تو فرشتے کہیں گے۔ انکے لاتندی ما
 احد ثوابك له يذا لوامر تدین منذ فارقتهم فاقول كما قال العبد الصالح
 عیسیٰ بن مریم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب
 علیہم آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے
 ہیں۔ تو پھر یہ ہمیشہ مرتد رہے۔ تو حضور فرماتے ہیں۔ تب میں بھی وہ کہوں گا۔ جو کہ خدا کے صالح
 بندے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا۔ کہ میں ان پر نگراں رہا جب تک کہ میں ان میں رہا۔ لیکن جب
 تو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر تو ہی ان کا نگراں تھا۔ انسان کا عمل خود ہی پتہ دیدیتا ہے کہ
 یہ کون ہے۔ اب ہم جناب شیخ صاحب کے ان اسلامی روح کے مطابق عمل کرنے والے
 صحابیوں کے عمل کو دیکھتے ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک صحابی نے
 شیخ صاحب کے صحابیوں والا عمل کیا تھا۔ اور حضور نے اس کے متعلق کچھ فرمایا تھا۔ پس حضور
 کا وہ ارشاد اس موقع پر ہمارے لئے مشعل ماہ ہو سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر کچھ مال تقسیم کیا۔ تو جناب شیخ صاحب کے صحابہ
 جیسا ایک شخص بولا کہ اے محمد خدا سے ڈر۔ یہ تقسیم جو تو نے کی ہے۔ اس میں خدا اور اس
 کے حکم کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔ تب حضور نے فرمایا کہ اگر میں تقویٰ اللہ نہیں اختیار کروں
 تو پھر اور کون کرے گا۔ پھر فرمایا کہ اس کی ذریت میں سے ایسے لوگ نکلیں گے جو دین سے
 ایسے خالی ہوں گے۔ جیسا کہ تیرا نشانہ سے گزر جائے۔ اور اس پر اس کا اثر اور نشان نہ ہو۔
 چنانچہ یہی وہ شخص ہے جس سے خوارج پیدا ہوئے۔ اور یہی وہ شخص ہے کہ جس کی ذریت
 کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہوا تھا۔ کہ علی بن ابی طالب پر کچھ لوگ مارے
 جائیں گے اور فلاں جگہ مارے جائیں گے۔ اور ان کے سردار کے شانہ پر ایک گوشت کا ٹوٹھا ہوگا۔
 یہ بھی صحابی تھا۔ اس نے بھی وہی جرأت کی تھی۔ جس کو شیخ صاحب اسلامی روح بتاتے ہیں۔
 اس نے بھی وہی بدظنی اور گستاخی اور بے ادبی اور مادر پدر آزادی دکھائی تھی۔ جس کو شیخ
 صاحب کمال آزادی اور اسلامی روح کہہ رہے ہیں۔ بے شک آزادی اور ولایت اور
 جرأت اسلامی روح اور قابل تعریف ہیں۔ مگر موقع شناسی بھی ضروری ہے۔ ولایت

نہ ہر جگہ مرکب تو ان تاخستن کہ جاہا سپر باید انداختن
 انسان اگر موقع شناسی نہ کرے۔ تو پھر وہ بارہا "بازی بازی باریش با باہم بازی" کا بھی
 مصداق ہو جاتا ہے۔ جس بد بخت انسان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم
 مال پر مذکورہ بات کہی۔ اس کا قصور اور جرم یہی تھا۔ کہ اس نے ایک ایسے راست بازی پر
 بدظنی کی جس کی طہارت اور بریت پر خدا اور سب انسان شہادت دے کر اس کو ہر بدظنی
 اور الزام سے بالاثبات کر چکے تھے۔ اور اس کا یہ بھی قصور اور جرم تھا۔ کہ اس نے اس کی گستاخی
 اور بے ادبی کی تھی جس کی تعلیم اور توفیر لازم و واجب تھی۔ اب جناب شیخ صاحب کے
 صحابیوں کے عمل کو دیکھا جائے۔ تو بعینہ اس بد بخت انسان کے عمل کی طرح ہے۔ کہ جس نے
 اپنی بدظنی اور گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ اپنے آپ کو صحابیت سے گرا کر بدترین انسان
 بنا دیا تھا۔ ایک ایسے راست بازی پر بدظنی کی۔ اور اس کی بے ادبی اور گستاخی کی۔ جو کہ
 یقیناً اولئک مبرؤن مما تقولون کے زمرہ میں داخل ہے۔ اور جس کو خدا اور
 مومنوں کی جماعت کے نمائندے خلافت راشدہ کے لئے چن کر اس کی بریت اور طہارت
 کی شہادت دیدی ہوئی ہے۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اس کی
 شان میں فرمایا ہوا ہے۔ وہ اس کی بہت بلند کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ نبی کریم نے
 فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بدظنی کرنے
 والا اور آپ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے والا جس گروہ میں ہے جسکو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی بیان فرما دیا ہوا ہے۔ جناب شیخ صاحب کے یہ صحابی
 بھی یقیناً اسی گروہ کے ہیں۔ حیرت کا مقام ہے۔ خدا کے برگزیدہ رسول کا خلیفہ اور خسر
 خود فرماتا ہے کہ مجھ میں اگر کوئی گجی دیکھو۔ تو اس کو سیدھا کر دو۔ اور ایک نادان
 گستاخ اور بے ادب کہتا ہے۔ ہم تلوار سے سیدھا کر گئے۔ پہلے تو دغط و خطیہ میں جوتا
 کہی جاتی ہے۔ سامعین سے نہ اس کا جواب مطلوب ہوتا ہے۔ اور نہ ہی بلا طلب کوئی اس
 کا جواب دیتا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی سامعین میں سے سوائے اس گستاخ کے اور
 کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر اگر اپنی نادانی سے جواب دیتا اس نے ضروری سمجھا تھا۔ تو
 کہہ دیتا۔ بہت اچھا۔ مگر اس کا کونسا موقع یا کونسی چیز اس کی محرک تھی۔ کہ ہم تلوار سے سیدھا
 کریں گے۔ اس جواب ہی سے خیانت و شرارت اور بغض و کینہ ٹپک رہا ہے۔ کیونکہ باہر سی

اور خارجیوں کا فتنہ مقدر تھا۔ اس لئے ان کی ابتدائی کڑیاں ابتدا ہی میں پیدا ہوئی شروع ہوئیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم پر اعراس کرنے والا تو خارج کا دادا تھا۔ اور اس کی شہریت نہ پیداؤں حضور ہی کے زمانہ میں ہو گئی اور علوج والا فتنہ جو کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کا موجب ہوا۔ یہ شخص اگر اس کا بانی نہیں۔ تو کارکن ضرور ہے۔ جیسا کہ فارسی کا شاہ عر کسی ایسے ہی کہے لئے کہتا ہے۔ مصرعہ
اصل شیطان گرنہ گوئم نسل شیطانست ولس۔

خدا کے لئے غور تو فرمائیں حضرت مغیرہ کے غلام کا وہ فقرہ جو اس نے حضرت عمرؓ کو کہا تھا۔ کہ میں تیرے لئے ایسی چکی بناؤں گا۔ جو ہوا سے چلیگی۔ اور حضرت عمرؓ اس کے اشارے کو سمجھ گئے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے صحابہؓ کو کہا کہ مغیرہ کے غلام نے مجھے دھکی دی ہے اور وعیدنا یہ ہے۔ چونکہ علوجوں کی ایک کمیٹی جس کا بعد میں پتہ چلتا ہے، مدینہ منورہ میں موجود تھی جس کا ایک ممبر حضرت مغیرہ کا غلام تھا۔ کچھ عجب نہیں۔ کہ جناب شیخ صاحب کا پہلا صحابی اس کا بانی اور دوسرا ممبر ہو۔ میں نے بہت ہی سوچا ہے کہ اس بندہ خدا نے کیوں یہ کہا۔ کہ ہم تلوار سے سیدھا کرینگے۔ مجھے اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ سوا اس کے کہ حضرت مغیرہ کے خبیث غلام کی طرح حضرت عمرؓ کو قتل کی دھمکی دیتا ہوا اور وعید کرتا ہو۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ کسی کو اس کی صحیح اور وجہ نہیں معلوم ہوگی۔ جناب شیخ صاحب آجکل آزاد ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو بزرگوں کو دھمکی دینی ان پر کمینہ بدظنی کر کے عام مجلس میں گندی سے گندی بدظنی کی تشہیر کرنا اسلامی روح نظر آرہی ہے۔ ورنہ جن کے دلوں میں اپنے بزرگوں کی محبت اور عزت و عظمت ہوتی ہے۔ وہ اپنے بزرگوں کے حضور میں ایسے بیٹھتے ہیں۔ کہ انما علی رؤسہم الطیور گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا معروف صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفاء کی عام مجالس میں یا ان کے خطبوں میں اس طرح کی باتیں کیا کرتے۔ یا خطبہ میں بیجا بات کرنے والے سے بحث یا لڑائی کیا کرتے تھے۔ جناب شیخ صاحب کی ہر بات نرالی ہے۔ کیا حضرات عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ میں اسلامی روح نہیں تھی۔ کہ وہ خاموش رہے۔ اور اس سارے مجمع میں صرف اسی ایک شخص میں اسلامی روح تھی کہ جس نے اس کو بلا دیا۔ بلکہ باقی سب کا

خاموش رہنا اور صرف اس کا یوں بتانا ہے۔ کہ جو روح جس نے ان کو خاموش رکھا۔ وہ روح اس میں نہ تھی۔ یا یہ کہ صرف اس میں ہی وہ گندی روح تھی۔ جس نے اس کے منہ سے خطبہ میں ہی یہ فقرہ کہلا یا۔ اور صحابہ کا اس فقرہ کو سنکر خاموش ہو جانا ان کی رضا اور اتفاق کی دلیل نہیں۔ کیونکہ ہر سکوت رضا کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ السکوت فی معرض البیان بیان (بیان کرنے کے موقع پر سکوت بیان ہوتا ہے)۔ یہ بیان کا موقع ہی نہ تھا۔ خطبہ اور خلیفہ کی موجودگی بولنے سے مانع تھی۔ پس ان کا سکوت اس وجہ سے تھا۔ نہ کہ اظہار رضا کیلئے۔

* الغرض اول تو ایسے تاریخی حوالوں سے دینی اور شرعی مسائل اور خصوصاً عقائد ثابت نہیں کئے جاسکتے۔ اس لئے ائمہ دین نے کبھی کسی مسئلہ کی بناء تاریخی حوالوں پر نہیں رکھی۔ پھر قائل ایک مجہول شخص ہے جس کے قول کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسکا یہ قول ہی بتاتا ہے۔ کہ وہ ایسے لوگوں میں سے نہیں جن کے اقوال بطور حجت پیش کئے جاسکتے ہیں۔ پھر اس میں صرت تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے کا ذکر ہے۔ نہ عزل کا۔ پھر اگر یہ سب موافق بھی ہوتے۔ اور یہ حوالہ بخاری مسلم کا ہوتا۔ اور اس کا قائل معروف اور قابل اعتماد بھی ہوتا۔ اور اس کا قول تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے کے بجائے یہ ہوتا۔ کہ ہم آپ کو معزول کر دیں گے۔ تو پھر بھی جواز عزل اس سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اول قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خلفاء کو خدا ہی مقرر فرماتا ہے۔ اور خدا کا مقرر کردہ انسانوں کے اختیار سے بالا ہوتا ہے۔ اس کو وہ معزول کرنے کے مجاز نہیں۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ موجود ہے۔ کہ خلیفہ قتل منظور کر لینا چاہیے۔ پر معزول نہ ہونا چاہیے اور خدا اور رسول کے کلام کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمر کے دو خطبوں کو اور دونوں خطبوں کے وقت دو مجہول الاسم والی مجاہد والنبل آدمیوں کے کلام کرنے کو تو حنیف شیخ صاحب نے یونہی عزل خلفاء کے اشتہار میں درج کر دیا ہے۔ نہ ان خطبوں میں عزل کے جواز یا عدم جواز کا کوئی ذکر ہے۔ اور نہ ہی ان مجہولوں کے کلام میں اس کا کوئی نام و نشان ہے۔ اور نہ ہی صحابہ کے ترجمان ہو سکتے ہیں۔ اگر ان ہزار ہا صحابہ کے دل و دماغ میں ایسے خیالات ہوتے۔ تو ان میں سے کوئی تو اس کی تائید کرتا۔ نیز اگر کسی صحابی کے دل میں ایسا خیال ہوتا۔ تو اس وقت نہ سہی کسی اور

وقت پر ہی کسی خلیفہ کو تلوار نہ سہی ڈنڈا ہی دکھا کر کہتا۔ کہ ہم تم کو اس ڈنڈے سے سیدھا کر دیا
یا خلیفہ کے پاس کوئی چیز دیکھ کر اس کو کہہ دینا کہ ہم تمہاری بات اس وقت تک ہرگز نہیں
منیں گے جب تک تم یہ نہ ثابت کرو کہ یہ چیز تم نے بیت المال یا مال زکوٰۃ یا مال غنیمت سے
یا کسی شریف ہمسائے کے گھر سے تو نہیں اڑائی۔ اور اگر کسی ایک صحابی یا کسی معروف لائبر
واجب والنسب غیر صحابی کی بھی کوئی ایک مثال موجود ہوتی۔ تو جناب شیخ صاحب کو
ان مجہول الکھنہ و گنواروں کا محتاج نہ ہونا پڑتا جن کو صحابی یا مسلم کہنا بھی دعویٰ بلا دلیل
ہے۔ میرے نزدیک تو کسی صحابی کی طرف اپنے واجب الاطاعت نائب رسول کی شان میں
ایسی بے باکانہ اور گستاخانہ حرکت کو منسوب کرنا بھی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جیسا
سب صحابہ خود یا ان سب کا ابو بکرؓ جب نمائندہ اپنے سالہا سال کے تجربہ اور مشاہدہ کی
بناء پر ایک شخص کو اس عہدہ جلیلہ کے لئے منتخب کرتے ہیں جس کے سپرد ان سب کی جانیں
اور ان کے اموال اور عزتیں اور سب مفاد ہونگے۔ وہ ایسا ہوگا۔ کہ اس کے بدن پر کوئی
نیا کپڑا یا اس کے قبضہ میں کوئی نئی چیز دیکھ کر ان کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ اس نے
ضرور یہ کہیں سے چرایا ہے۔ اور پھر اس کی نسبت ان کو یہ بھی خوف ہو۔ کہ اگر فوراً اس کو
اسی وقت نہ پکڑا گیا۔ تو پھر یہ اپنی چالاکی سے قابو نہیں آئے گا۔ اس لئے اس کو خطبہ میں ہی
پکڑا جائے۔

میرے نزدیک ان فی دماغ میں یہ تصور ہی نہیں سکتا۔ کہ صحابہؓ محمد رسول اللہ
(رضوان اللہ علیہم) تو کجا دنیا میں کوئی ایسی قوم ہو۔ کہ اس شخص کو ایسے عہدہ جلیلہ
کے لئے منتخب کرے۔ کہ جس کی نسبت ایسے بد اور بدناما افعال کا عام طور پر خیال
آسکتا ہو۔

پھر حضرت عمرؓ کی شخصیت تو صحابہؓ میں ایسی نمایاں تھی۔ کہ اس انتخاب سے قطع نظر کر کے
بھی وہ ایسی رکیک بدظنیوں سے بہت ارفع تھی۔ کیا اس عہدہ خلافت سے پہلے حضرت
ابو بکرؓ کی خلافت میں صحابہؓ عمرؓ کی نسبت یہ گمان کر سکتے تھے۔ کہ اس نے مال غنیمت
وغیرہ سے یہ کپڑا چرایا ہے۔ پس صحابہؓ پر یہ محض افتراء ہے کہ وہ گستاخ مجہول لکنہ شخص
ان کی نمائندگی اور ترجمانی کر رہا تھا۔ بلکہ یہ گستاخ سائل یا منجوط العقل ہے۔ اور یہ
کوئی شریر مخافت ہے۔ جو کہ اپنی اس شیطانی حرکت سے خلیفہ کی شان کی عظمت کو مسلمانوں

دلوں میں متزلزل کر رہا ہے۔ کہ جس پر ان کی ساری ترقی اور کامیابی کی بنیاد ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اذ اخرج الامام خلاصاً صلوٰۃً ولا کلاماً (جب امام خطبہ کیلئے نکلے تو پھر نہ نماز ہے) (سوائے جمعہ کی دوستوں کے) اور نہ کلام ہے) اور یہ شخص اس ممنوع وقت میں ہی اپنی اس گندی بدظنی پر مبنی سوال کو پیش کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ دوسرے علیحدگی کے وقت میں بھی پیش ہو سکتا تھا۔ بلکہ اگر اس کا پیش کرنا جائز بھی ہوتا تو پھر اس کا مناسب وقت وہی تھا۔ پس اس ممنوع وقت میں پیش کرنا دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو پیش کرنے والا پاگل ہے جو کہ مناسب غیر مناسب اور جائز و ناجائز کے سمجھنے سے قاصر و معذور ہے۔ اور یا وہ شریعت مخالف ہے۔ اور اس کی شریعت غرض کے حصول کا سب سے زیادہ مناسب وقت یہی تھا۔

اسی طرح تلوار دکھلانے والے کو دیکھیں۔ سیدنا حضرت عمرؓ خود فرماتے ہیں۔ کہ تم میں سے کوئی اگر مجھ میں کوئی کجی دیکھے۔ تو مجھے سیدھا کر دے۔ اور اس کا مطلب صرف اس قدر تھا۔ کہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے جو خدمت اسلام و المسلمین مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ اس کو بجالاتے ہوئے اگر تم میں سے کسی کو معلوم ہو۔ کہ کسی کام کے کرنے کے لئے میں نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ اس سے وہ مقصد نہیں حاصل ہوگا۔ یا عمدگی سے نہیں ہوگا۔ یا حیلہ حاصل نہیں ہوگا۔ یا آسانی سے حاصل نہیں ہوگا۔ اور اس کو اس سے کوئی بہتر طریق اس کام کے لئے معلوم ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ ضرور بتائے۔ کہ جو طریق فلاں مقصد کے لئے آپ نے اختیار کیا ہے۔ اس میں یہ نقص ہے۔ اور اس کے مقابل فلاں طریق بہتر ہے۔ اور اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں۔ کہ تم میری شخصی زندگی کے عیب بین اور نکتہ چین بن کر میرے کرام الکاتبین کے ساتھ خالی تمام الکاتبین ہی نہ بنو۔ بلکہ تمام الکاتبین کے علاوہ دنیا اور تلوار لیکر میرے داروغہ صاحب بھی بن جاؤ۔ پس جب تم کو میری شخصی زندگی کی کوئی کجی معلوم ہو جائے۔ اور تم اپنے اس نئے فرض منصبی کے پہلے فرض کی ادائیگی میں کامیاب ہو جاؤ۔ اور معلوم کر لو۔ کہ میں فلاں بدکاری۔ فلاں بد معاشرت۔ فلاں بد مشاشی۔ فلاں صغیرے۔ فلاں کبیرے۔ فلاں بد عادت میں مبتلا ہوں۔ تو اس فرض کی ادائیگی کی توفیق عطا ہونے پر خدا کا سجدہ شکر بجالا کر دوسرے فرض کو ادا کرو۔ اور مجھے زبانی سمجھاؤ کہ تم میں فلاں بدکاری ہے۔ تم اس کو چھوڑ دو۔ لیکن باوجود

تہارے زبانی کہنے اور بار بار کہنے کے اگر میں باز نہ آؤں۔ تو تم اس دوسرے فرض کی ادائیگی کا شکر بجا لا کر تیسرے فرض کے ادا کرنے کے لئے بے شکم بھکڑ ڈنڈا ہاتھ میں لے لو۔ اور اس کے ساتھ مجھے سیدھا کرو۔ اس کے ساتھ بھی اگر میں سیدھا نہ ہوں۔ تو پھر اس پر ڈبل شکر بجا لاؤ۔ کہ تم کو ان انوکھے فرائض کے انتہائی نمبر کے حاصل کرنے کا بھی موقعہ حاصل ہونے والا ہے۔ اور اس کے بعد آستیں چڑھا کر تلوار ہاتھ میں لے کر مجھے اس کے ساتھ سیدھا کرو۔ کہ سب سامعین سے ایمان و اخلاص و تعمیل نشانہ امام میں آگے بڑھا ہوا یہ نوجوان میان سے تلوار سونٹ کر جس طرح فوجی سپاہی اپنے افسر کے آگے سلامی ادا کرتے ہو۔ سیکھ تلوار کو ہلکا کر اٹھا کر تا ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں اس طرح دشمن کے سر کو اس تلوار سے قلم کروں گا۔ اسی طرح اس نوجوان نے تلوار کے اشارہ سے یہ ظاہر کیا ہو۔ کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں میں اسی طرح (نحو ذی اللہ من ذالک نصیب دشمن باد) آپ کا سر قلم کروں گا۔ کیونکہ تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے کی بجائے اس کے اور کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ اسی تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے والے کے گروہ پہلے خلیفہ ثانی ثالث اور رابع کو خنجر دوں اور تلواروں سے انہی معنوں کے ساتھ اخیر میں سیدھا کر دیا۔ جن کا یہ مرتب عمل اس کی بتیں دیں ہے۔ کہ یہ لوگ تو مسلمانوں کے لباس میں دشمنان اسلام و مسلمین تھے۔ اور حقیقت میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن مجید نے پہلے مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا۔ کہ جب یہ شرارت میں بڑھتے بڑھتے محاربین کی حد تک پہنچ جائیں اور مفسدین کو اس سرزمین میں فساد پھیلانے لگیں۔ تو پھر ان سے درگزر کی روش نہ کر کے ان کی مفسدانہ حرکات پر باز پرس کرنی چاہیے۔ اور پھر بھی باز نہ آئیں۔ تو ان کو اس سرزمین سے جلا وطن کر دینا چاہیے۔

منافقین کی ابتداء میں بین بین حالت تھی۔ مذہب بین بین ذالک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء۔ اور درمیان میں بعض اوقات ان میں سے بعض کفر کی نسیبت ایمان کی طرف زیادہ قریب ہو جاتے۔ اور بعض کفر کی طرف زیادہ قریب ہو جاتے۔ ہم للکفر یومئذ اقرب منهم للإیمان۔ اور اخیر میں اس آخری گروہ کا مسلمانوں کے ساتھ کینہ اور بغض بت نمایاں ہو گیا تھا۔ اور حسب الذین فی قلوبہم مرض ان لیں۔ واللہ اصغافہم ولو شاء اللہ لاریناکھم فلعرقتہم سیماہم۔ ولتعرفنہم

ثُمَّ لَتَسْمَعَنَّ الْقَوْلَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ (کیا وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں ہمبازی ہے
(منافقین) یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ ان کے کینوں کو باہر نہیں نکالے گا۔ (ضروران کو نمایاں
کر دے گا) اور اگر اللہ چاہے تو ان کو تمہیں دکھا دے۔ پس تم ضروران کو ان کی علامت
سے پہچان لو گے۔ اور تم ضروران کو ان کے لب و لہجہ سے پہچانو گے۔ اور اللہ تمہارے
اعمال کو جانتا ہے)

پس آخری وقت میں وہ اسلام کا لباس پہن کر جمہولی میں بیٹھ کر اڑھی نوچنے والے
بن گئے تھے۔ اور اس وقت وہ سختی گرفت و سزا تھے۔ اور چشم پوشی اور درگزر کے قابل
نہ تھے۔ مگر پہلے اور دوسرے زمانہ میں ان سے درگزر کا حکم تھا۔ اور اسی کے مطابق عمل بھی
ہوتا رہا۔ اور حالات کا تقاضا بھی یہی تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے تشدد
ممنوع قرار دیا گیا۔ کیونکہ اسلام پر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ تلوار اور تشدد سے پھیلا یا گیا
ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ارادہ کر لیا کہ اسلام کو مسیح موعودؑ کے ذریعہ بغیر تلوار اور
تشدد کے سارے روئے زمین پر پھیلا کر دکھا دے۔ اور اس نئے مسیح موعودؑ اور اس کی
جماعت کو دوسری گورنمنٹ کے ماتحت رکھا۔ تاکہ جائز طور پر ان کے لئے تشدد کا کوئی موقع
ہی باقی نہ رہے۔ لیکن صحابہؓ کے وقت اپنی اسلامی حکومت تھی۔ اور جزیرہ عرب کو شریعہ
سے پاک کرنے کا حکم تھا۔ اور اس مہلت سے یہ تو ثمرات اور گستاخی میں بڑھتے گئے اور صحابہؓ
ان سے درگزر کر نیکی عادی ہوتے گئے۔ پھر آخری وقت میں جبکہ ان کی سزا کا وقت تھا۔ صحابہؓ
نے اپنی عادت کے مطابق پھر بھی ان سے درگزر ہی کرتے رہے۔ اور اسی درگزر کا یہ نتیجہ ہوا
کہ خلفاء قتل ہوتے رہے۔

یہ موقع بھی صحابہؓ کے سکوت اور درگزر کا نہ تھا۔ اسی کردہ کا ایک گستاخ خلیفہ کے
اس ارشاد پر کہ اگر خلافت کے کام میں تم مجھ میں کسی امر کے بارہ میں کجی دیکھو۔ تو مجھے اپنے
مشورہ سے بیدار رہنا اور دینا اعلیٰ اور دھمکی دینے کے لئے ان کے سامنے
خلیفہ کو تلوار دکھا کر کہتا ہے کہ ہم اس سے تم کو سیدھا کرینگے۔ تو وہ خاموش رہتے
ہیں۔ یہ ان کی اس درگزر کی عادت کا نتیجہ تھا۔ اور اس کے بعد کے فتنے ان کی اس فردگذاشت
کا خمیازہ تھے۔

پس یہ شخص صحابہ کا ترجمان نہیں۔ بلکہ ان کا اور ان کے امام کا مخالف اور دشمن ہے

اور اس کی گستاخانہ حرکت قابل تمسک نہیں۔ بلکہ مستحق ہزار نفریں ہے۔ مگر چونکہ یہ فتنہ کہ جس کے یہ ابتدائی اسباب و مراحل ہیں۔ مقدر ہو چکا تھا۔ جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے خبر دیدی ہوئی تھی۔ اس لئے کسی مرحلہ پر اس کی روک تھام نہ ہوئی۔ اور وہ اندھا ہی اندر نشوونما پاتا رہا۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے واقعہ سے جناب شیخ صاحب نے استدلال کیا ہے جس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں۔

اس کے بعد جناب شیخ صاحب نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ کی خلافت کے دو واقعات سے عزل خلفاء پر استدلال کیا ہے۔

اول اس سے کہ امیر معاویہ صاحب کے لشکر سے جب جنگ ہو رہی تھی۔ تو امیر معاویہ صاحب کے لشکر نے نینروں پر قرآن مجید بلند کر دیئے۔ تو حضرت علیؓ کی فوج نے کہا۔ کہ چونکہ یہ لوگ ہمیں کتاب اللہ کی طرف بلارہے ہیں۔ اب جنگ کرنا گناہ ہے۔ پس آپ جنگ بند کر دیں حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو بہت سمجھایا۔ کہ یہ ایک چال اور فریب ہے۔ مگر آپ کی بات کا فوج پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور بالآخر مسلمانوں نے حضرت علیؓ کو صاف کہہ دیا۔ کہ اگر آپ جنگ بند نہیں کریں گے۔ تو ہم آپ کو یا امیر معاویہ کے سپرد کر دیں گے۔ یا آپ سے وہ معاملہ کریں گے۔ جو کہ ہم نے عثمان کے ساتھ کیا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے ان کے مطالبہ کو فوراً مان لیا۔

اس سے جناب شیخ صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ اب اگر حضرت علیؓ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے تبر سلیم خم نہ کرتے۔ تو ان کو عزل کی دھمکی مل ہی چکی تھی۔ عیسیٰ معزول کر دیئے جاتے۔

الجواب یہ غلط ہے۔ کہ عزل کی دھمکی مل چکی تھی۔ یہ لوگ وہی قاتلین عثمانؓ تھے۔ جیسا کہ جناب شیخ صاحب نے خود لکھا ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ یا تو ہم آپ کے ساتھ وہی کریں گے جو کہ ہم نے عثمان کے ساتھ کیا ہے۔ اور قاتلین عثمانؓ دیکھ چکے تھے۔ کہ غلیفہ قتل منظور کرتا ہے۔ مگر عزل منظور نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔ جیسا کہ عثمانؓ نے بیان کیا تھا۔ کہ اس کے مقابل اعتزال تھا۔ جو شرعاً ان کے اختیار سے باہر تھا۔ اور حضرت علیؓ نے قتل کو اس لئے اختیار نہ کیا۔ کہ اس کے مقابل دو چیزیں تھیں۔

۱۔ اس لئے انہوں نے قتل کی دھمکی دی تھی۔ اور حضرت عثمانؓ نے قتل کو اس لئے منظور کیا تھا۔

(۱) امیر معاویہ کے سپرد کرنا جو کہ اس وقت باغی تھے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ اور حضرت علیؑ ان کو باغی یقین کر کے ان سے جنگ رڑ رہے تھے۔

(۲) جنگ بند کر دینا۔ حضرت علیؑ پر حضرت عثمانؓ کی طرح جبر و اکراہ کی حالت طاری تھی جبر اس کو کہتے ہیں۔ کہ کہا جائے۔ کہ فلاں کام کرو۔ ورنہ تجھے قتل کر دیں گے۔ یا کوئی اور خطرناک نقصان پہونچا دیں گے۔ حضرت عثمانؓ کو یہی کہا گیا۔ کہ اعتزال اختیار کرو۔ ورنہ ہم قتل کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ کو بھی یہی کہا گیا۔ جیسا کہ جناب شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ جنگ بند کر ورنہ تجھے قتل کرتے ہیں۔ یا امیر معاویہ کے حوالہ کرتے ہیں۔ اور خلیفہ کے لئے باغی کے سپرد ہو جانا قتل سے بھی زیادہ خطرناک نقصان ہے۔

پس اس مجبوری اور اکراہی حالت میں حضرت علیؑ نے جنگ کو بند کرنے کا حکم دیا جو شرعاً ان کے لئے جائز تھا۔ نہ کہ اس لئے کہ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے خلیفہ کو تسلیم ختم کرنا چاہیے۔ جیسا کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔

”بلکہ ایک سچے اسلامی خلیفہ کی طرح مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ اور اپنے عمل سے بتا دیا۔ کہ خلیفہ کو مسلمانوں کے فیصلہ کو توڑنے کا کوئی حق حاصل نہیں“
شیخ صاحب کو تمکک کیلئے ان مفسد باغیوں کے مفسدانہ حرکات کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ جنہوں نے حرم مدینہ منورہ پر حملہ کر کے سرور کائناتؐ کے مزار مبارک کے سامنے حضورؐ کے داماد اور حضورؐ کے خلیفہ کو قتل کیا۔ اور اب دوسرے داماد اور خلیفہ کو قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔

میری سمجھ سے بالکل بالا ہو گیا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب کس طرح یہ استدلال کر کے اٹھ نتائج نکالتے ہیں۔ تاہم عثمانؓ باغی ہیں۔ ایسے جرم کے مرتکب ہیں۔ جس کی سزا قرآن مجید نے خلود فی النار بتائی ہے۔ جو کہ کفار سے مختص ہے۔ پھر خود ان کے جبر و اکراہ کو لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت علیؑ کی بات کو نہ مانا۔ اور کہہ دیا کہ جنگ بند کرو۔ ورنہ ہم تم سے عثمانؓ والا معاملہ کرینگے یعنی قتل کر دیں گے۔ یا امیر معاویہ کے سپرد کر دیں گے۔ اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے حضرت علیؑ نے تسلیم ختم کر کے ثابت کر دیا۔ کہ خلیفہ کو مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے تسلیم ختم کر دینا چاہیے۔ حالانکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔

کہ حضرت علیؓ پر جب باغیوں نے جبر کیا کہ تجھے قتل کر دیں گے۔ ورنہ جنگ بند کر۔ تو حضرت علیؓ نے جنگ بند کر دی۔ اس لئے ثابت خلیفہ کو جب باغی قتل کی دھمکی دیکر کسی شرعاً جائز امر پر مجبور کریں۔ تو اس کو وہ جائز امر مجبوراً کر لینا چاہیے۔ اور باغیوں کے ہاتھ سے قتل نہ ہونا چاہیے۔ کیا صحابہ کی کسی جماعت کی ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ کہ جس کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی ہو۔ پھر اس کے فیصلہ کے بعد انہوں نے اس کی تعمیل سے انکار کیا ہو۔ یا انہوں نے اپنی بات اس کو منوانے کے لئے اسکو قتل وغیرہ کی دھمکی دی ہو۔ جناب شیخ صاحب کی ایسی رکیک باتوں پر کچھ لکھتے ہوئے بھی شرم دامگیر ہوتی ہے اور دل کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت علیؓ رضی کی خلافت کا۔ کہ جس سے عزل خلفاء پر استدلال کیا ہے وہ جناب شیخ صاحب ہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ :-

”آخر دوحلیل القدر صحابی یعنی ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص بطور حکم مقرر ہوئے تاکہ حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کریں۔ اور ان دونوں صحابیوں کے متفقہ فیصلہ حضرت علیؓ رضی کے متعلق صادر ہوا۔ اور اس فیصلہ پر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

الجواب۔ بسبب عقل بانجا کہ اس چہ بواجبیت۔ امیر معاویہ اور حضرت علیؓ کے درمیان یہ نزاع ہرگز نہیں تھا۔ کہ امیر معاویہ کہتے تھے۔ کہ میں خلیفہ ہوں اور علیؓ اس کے قابل نہیں۔ اور حضرت علیؓ کہتے تھے۔ کہ میں خلیفہ ہوں اور امیر معاویہ خلافت کے قابل نہیں۔ بلکہ نزاع یہ تھا۔ کہ امیر معاویہ کہتے تھے۔ کہ خلیفہ عثمان مدینہ میں قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کے قاتل سے نہ اب تک قصاص لیا گیا ہے۔ اور نہ ہی اب تک گرفتار ہوا ہے۔ تم (علیؓ) خلیفہ ہو۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ خلیفہ کا قصاص لو۔ حضرت علیؓ فرماتے تھے۔ تمہیں فتنہ کا علم ہے۔ اس وقت تک وہ لوگ مدینہ پر مسلط ہیں اور اس حالت میں قاتل کا پکڑنا اور اس کو سزا دینا ناممکن ہے۔ پہلے آپ لوگ خلافت کو مضبوط کرو۔ پھر میں قاتل کے گرفتار کرنے اور قصاص لینے کے قابل ہو جاؤں گا۔ پس اس منزع کے فیصلہ کے لئے ان دونوں کو حکم بنایا گیا تھا۔ اور حکم کہ یہ قلعاً اذلتا نہیں۔ کہ جس متنازع فیہ امر میں اس کو حکم بنایا جائے۔ وہ اسکو چھوڑ کر کسی اور امر

کے متعلق فیصلہ دیدے۔ ان کے اختیار سے یہ بالکل باہر تھا۔ کہ وہ حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق کوئی فیصلہ کریں۔ کیونکہ اس میں نہ نزاع تھا۔ نہ اس میں کوئی حکم بنایا گیا تھا۔ دوم شرعی مسائل میں حکم مقرر کرنے اور ان کے فیصلہ کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں۔

سوم ان کے فیصلہ پر عمل ہوا ہی نہیں۔ کیا حضرت علیؓ اس فیصلہ کے بعد خلافت سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ کیا جو صحابہ آپؐ کی بیعت میں داخل ہوئے تھے۔ ان حکموں کے اس فیصلہ کے بعد ان میں سے کسی ایک نے اس فیصلہ کی وجہ سے حضرت علیؓ کی بیعت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خود یہ حکم صاحبان بھی اپنے اس غلط فیصلہ پر قائم نہ رہے۔ پس اس فیصلہ کی ایسی عام اور نمایاں تخلیط اس کی دلیل ہے۔ کہ عزل خلفاء ناجائز ہے۔

میں پھر اس بات کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ صحابہؓ کوئی شارع نہیں۔ ان کا فیصلہ اسی وقت حجت ہو سکتا ہے۔ کہ جب وہ کلام اللہ اور کلام الرسولؐ اپنے فیصلہ کی تائید میں لائیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ اشعریؓ اور عمرو بن العاصؓ نے کونسی آیت یا حدیث رسول اللہؐ عزل خلیفہ کی تائید میں پیش کی۔ امام شافعیؒ صحابہؓ کے اقوال کے حجت ہونے کی نسبت فرماتے ہیں۔ ہم رجال ونحن رجال۔ کلام اللہ اور کلام الرسولؐ کی تائید تو درکنار۔ ان کا یہ فیصلہ تو دونوں کے خلاف ہے۔ میں لکھ آیا ہوں۔ کہ قرآن مجید اور حدیث سے عزل خلفاء ناجائز ثابت ہے۔

جناب شیخ صاحب نے حضرت حسنؓ کی نسبت بھی لکھا ہے۔ کہ وہ خود معزول ہو گئے تھے۔

الجواب۔ افسوس یہ ہے کہ جناب شیخ صاحب پر عزل خلفاء کا خیال اس قدر مستولی ہو گیا ہے۔ کہ آپ کو اس کے سوا دوسری کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ حضرت حسنؓ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ جب چند ماہ ان کی خلافت پر گزرے۔ تو انہوں نے پہلے چاروں خلیفوں کی مدت خلافت کے ساتھ اپنی خلافت کے مہینوں کو ملا کر دیکھا۔ کہ پورے تیس سال ہو جاتے ہیں۔ تو آپ نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلافت راشدہ تیس سال ہوگی۔ اور اس کے بعد سلطنت پھر ظلم والی سلطنت

ہو جائے گی۔ اور میں بادشاہ بننا نہیں چاہتا۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خلافت سے اعتزال نہیں کیا۔ یعنی یوں نہیں۔ کہ خلافت راشدہ تو ہے۔ مگر یہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ بلکہ خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اور سلطنت کا زمانہ شروع ہونے والا تھا۔ تو انہوں نے خلافت کا زمانہ تو ختم کر دیا۔ اور اسمیں خلیفہ رہنے پر جب سلطنت کا زمانہ شروع ہونے لگا۔ تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ پس یہ انہوں نے اعتزال عن الخلافت راشدہ نہیں کیا۔ بلکہ خلافت کو انتہا تک پہنچانے کے بعد سلطنت کو شروع نہیں کیا۔ پس اس سے معزول ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ یہ تب ثابت ہوتا کہ ان کے نزدیک خلافت باقی ہوتی۔ اور وہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے۔ لیکن ان کے نزدیک خلافت راشدہ اب باقی نہیں۔ اس کی جگہ سلطنت آرہی ہے۔ تو انہوں نے اس کو لینے ہی سے انکار کر دیا۔ ۱۷

جناب شیخ صاحب نے جو خلفاء کے خطبوں وغیرہ سے استدلال کیا تھا۔ اس کا جواب ہو چکا۔ اب صرف دو صحابیوں کے دو قولوں سے جو انہوں نے استدلال کیا ہے۔ اس کا جواب باقی ہے۔

ان دو صحابہ میں سے ایک حضرت خالد ہیں۔ جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمان رومیوں سے جنگ کر رہے تھے۔ تو اس جنگ کے دوران میں ان کے ایک سردار باہان نامی سے حضرت خالد بن ولید کی ایک فہ گفتگو ہوئی۔ جس کے دوران میں باہان نے فخر سے کہا۔ کہ ہمارا بادشاہ تمام بادشاہوں کا شہنشاہ ہے۔ مترجم ان الفاظ کا پورا ترجمہ نہیں کر چکا تھا۔ کہ خالد نے باہان کو روک دیا۔ اور کہا۔ تمہارا بادشاہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم نے جس کو سردار بنا رکھا ہے اس کو اگر ایک سوطہ کے لئے بادشاہی کا خیال آئے۔ تو ہم فوراً اسے معزول کر دیں۔" میں پہلے بتا آیا ہوں۔ کہ جناب شیخ صاحب ان تاریخی حواجات کی نسبت نصو صریحہ کا ادا کر رہے ہیں۔ حالانکہ تاریخی حواجات اس قابل نہیں ہوتے۔ کہ ان سے شرعی مسائل اور پھر خصوصاً عقائد ثابت کئے جائیں۔ پھر ائمہ دین میں سے صرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صحابی کے قول کو اتنی وقعت دیتے ہیں۔ کہ فرماتے ہیں۔ اشرکوا فتولوا يقول الصدحابی۔ اور دوسرے اتنی بھی وقعت نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ امام شافعیؒ

یہ سب کچھ سن کر بادشاہ بننا نہیں چاہتا۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خلافت سے اعتزال نہیں کیا۔ یعنی یوں نہیں۔ کہ خلافت راشدہ تو ہے۔ مگر یہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ بلکہ خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اور سلطنت کا زمانہ شروع ہونے والا تھا۔ تو انہوں نے خلافت کا زمانہ تو ختم کر دیا۔ اور اسمیں خلیفہ رہنے پر جب سلطنت کا زمانہ شروع ہونے لگا۔ تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ پس یہ انہوں نے اعتزال عن الخلافت راشدہ نہیں کیا۔ بلکہ خلافت کو انتہا تک پہنچانے کے بعد سلطنت کو شروع نہیں کیا۔ پس اس سے معزول ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ یہ تب ثابت ہوتا کہ ان کے نزدیک خلافت باقی ہوتی۔ اور وہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے۔ لیکن ان کے نزدیک خلافت راشدہ اب باقی نہیں۔ اس کی جگہ سلطنت آرہی ہے۔ تو انہوں نے اس کو لینے ہی سے انکار کر دیا۔ ۱۷

یہ سب کچھ سن کر بادشاہ بننا نہیں چاہتا۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خلافت سے اعتزال نہیں کیا۔ یعنی یوں نہیں۔ کہ خلافت راشدہ تو ہے۔ مگر یہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ بلکہ خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اور سلطنت کا زمانہ شروع ہونے والا تھا۔ تو انہوں نے خلافت کا زمانہ تو ختم کر دیا۔ اور اسمیں خلیفہ رہنے پر جب سلطنت کا زمانہ شروع ہونے لگا۔ تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ پس یہ انہوں نے اعتزال عن الخلافت راشدہ نہیں کیا۔ بلکہ خلافت کو انتہا تک پہنچانے کے بعد سلطنت کو شروع نہیں کیا۔ پس اس سے معزول ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ یہ تب ثابت ہوتا کہ ان کے نزدیک خلافت باقی ہوتی۔ اور وہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے۔ لیکن ان کے نزدیک خلافت راشدہ اب باقی نہیں۔ اس کی جگہ سلطنت آرہی ہے۔ تو انہوں نے اس کو لینے ہی سے انکار کر دیا۔ ۱۷

یہ سب کچھ سن کر بادشاہ بننا نہیں چاہتا۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خلافت سے اعتزال نہیں کیا۔ یعنی یوں نہیں۔ کہ خلافت راشدہ تو ہے۔ مگر یہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ بلکہ خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اور سلطنت کا زمانہ شروع ہونے والا تھا۔ تو انہوں نے خلافت کا زمانہ تو ختم کر دیا۔ اور اسمیں خلیفہ رہنے پر جب سلطنت کا زمانہ شروع ہونے لگا۔ تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ پس یہ انہوں نے اعتزال عن الخلافت راشدہ نہیں کیا۔ بلکہ خلافت کو انتہا تک پہنچانے کے بعد سلطنت کو شروع نہیں کیا۔ پس اس سے معزول ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ یہ تب ثابت ہوتا کہ ان کے نزدیک خلافت باقی ہوتی۔ اور وہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے۔ لیکن ان کے نزدیک خلافت راشدہ اب باقی نہیں۔ اس کی جگہ سلطنت آرہی ہے۔ تو انہوں نے اس کو لینے ہی سے انکار کر دیا۔ ۱۷

راستہ ہیں۔ صدر رجال و نحن رجال۔ پھر صحابیت اس کو مستلزم نہیں کہ دین کے سب
 امور و قروع کا وہ شخص حافظ ہو جائے جس کو خدا تعالیٰ نے صحابیت کے شرف سے
 مشرف فرما دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل نے اپنے پیغمبر موعود کو اس زمانہ میں مبعوث فرما کر
 بہت سے لوگوں کو ان کی صحابیت کا شرف بخشا ہے۔ پر کیا وہ سب کے سب دین کے ماہر
 ہو گئے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کے فضل نے جن صحابہ کو دین کے علم سے مشرف کیا ہے۔
 ان کے لئے بھی یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ کہ انہوں نے دین کا ہر ایک مسئلہ نبی کریم سے
 سنا ہے۔ پھر عزل خلفاء کا مسئلہ نماز اور بیع و شرا کے مسائل کی طرح کثیر الاستلاء
 والوقوع نہیں۔ اور ایسے نادار الوقوع مسائل کا نبی کریم سے سننے کا موقع عام صحابہ پر
 کو بہت ہی کم حاصل ہوتا ہے۔ بے شک حضرت خالد بن ولیدؓ بے باور جنگ کے ماہر تھے مگر
 دین کے ماہرین حاملین میں ان کا نام نہیں۔ اور نہ ہی ائمہ نے ان کے اقوال کو اختلاف
 مذاہب کے بیان کرنے میں لیا ہے۔ غرض یہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ مگر انکی سپاہیانہ
 زندگی تھی۔ نہ حاملان دین والوں کی۔ پس اگر روایتی طریق پر پائیدہ ثبوت کو بھی یہ بات
 پہنچ جائے۔ کہ انہوں نے باہان کو یہ بات کہی تھی۔ تو بھی محض صحابی کا قول ہونے
 کی وجہ سے یہ دینی مسئلہ ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت نہیں۔ اور نہ حجت سے اتر کر
 عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے اقوال کی طرح طاقت و
 اعتماد کا حامل ہو سکتا ہے۔ پھر خصوصاً کلام اللہ اور کلام الرسول جب عزل خلفاء کو
 ممنوع قرار دے رہے ہیں۔ تو ان کے مقابلہ پر یہ کس طرح قابل التفات ہو سکتا ہے۔
 پھر ان کے اس قول میں گویا دشاہی کا خیال ایک لحظہ کے لئے آنے پر معذرت
 کرنے کا ذکر ہے۔ مگر یہ مبالغہ کے طور پر کہا گیا ہے۔ ورنہ ایک لحظہ میں جو بادشاہی کا
 خیال آئے گا۔ اس کا علم کسی کو کیا ہو گا۔ بلکہ اس کا صحیح یہ ہے۔ کہ اگر وہ خلیفہ نہ ہو یعنی
 خلافت کی شان اور لوازم والا سردار نہ ہو۔ بادشاہت کی شان اور لوازم والا سردار
 ہو۔ تو ہم اس کو کبھی اپنا سردار نہ رکھیں۔ یا بلفظ دیگر گویا وہ اہل اسلام کی مساوات
 اور آزادی اور بے تکلفانہ زندگی کی شان کو باہان پر ظاہر کرتے ہوئے اس کو کہہ رہے
 ہیں۔ کہ اس ذلیلانہ زندگی کو تم برداشت کرتے ہو۔ ہم تو اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔
 ہم تو ایک لحظہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارا سردار ہم پر بادشاہی کرے۔ اگر ہمارا

سردار بادشاہ ہو تو ہم فوراً اس کو معزول کر دیں۔ پس وہ خلیفہ کو فوراً معزول نہیں کر رہے بلکہ بادشاہ کو معزول کر رہے ہیں۔ اور بادشاہ کے جواز عزل کی نسبت تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ دریں چہ شک۔ اور فوجی افسر ہونے کی حیثیت سے دوسری حکومت کے سردار سے جس سیاسی انداز میں ان کو کلام کرنا چاہیے تھا۔ اس کا تقاضا بھی یہی تھا کہ بادشاہت کو قابل نفرت اور خلافت کو قابل قبول اور مرغوب ظاہر کریں۔ دوسرے صحابی کی نسبت جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ :-

حضرت عثمانؓ نے ایک دفعہ اپنے گورنروں سے مشورہ لیا۔ اور ہر ایک نے اپنا مشورہ پیش کیا۔ لیکن حضرت عمرو بن العاص جیسے جلیل القدر صحابی نے اپنا مشورہ ان الفاظ میں دیا۔ زغت وزاغوا فاعتدل او اعتزل یعنی آپ سے بھی کچی ہوئی ہے۔ اور آپ کے گورنروں سے بھی کچی ضرور ہوئی ہے۔ پس یا تو سیدھے ہو جائیے۔ یا معزول ہو جائیے۔

عمرو بن العاص کوئی سابق الاسلام صحابہ میں سے نہیں۔ اور نہ ہی حاملین دین صحابہ میں سے تھے۔ ایک سیاسی دماغ کے صحابی تھے۔ پس جو امور حضرت خالدؓ کے قول کے متعلق میں نے لکھے ہیں سوائے ان کے قول کے ان معنوں کے جو میں نے اخیر میں لکھے ہیں۔ سب امور ان کے قول کے متعلق بھی ہیں۔ ان کے علاوہ ان کے قول کی تردید کے لئے یہ امر کافی سے بھی زائد ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو حضرت عثمانؓ کو معزول ہونے سے منع کرتے ہیں۔ اور اس پر اس قدر زور دیتے ہیں۔ کہ ان کو فرماتے ہیں۔ کہ اگر لوگ تجھے معزول ہونے کے لئے قتل کرنا چاہیں تو قتل ہو جانا۔ مگر معزول نہ ہونا۔ پس نبی کریمؐ کے ارشاد کے مقابل ان کا اعتدل کہنا ان کی لاعلمی اور ان کے قول کے ناقابل التفات ہونے کے لئے کافی ہے۔ جو دھوکے مناظرات اور خصوصاً مذہبی مناظرات میں دیئے جاتے ہیں۔ ان کی بہت سی لائنوں کو جناب شیخ صاحب نے ان اشتہاروں میں استعمال کیا ہے۔ اور اکثر مقامات پر میں نے ان کو بتایا ہے۔ مثلاً ان کی بڑی وسیع الطرق لائن یہ ہے۔ کہ دعوتے یا دہیل میں سے چپکے سے کوئی چیز نکال دی یا ڈال دی جائے۔ یعنی وغیرہ کے ساتھ تفسیر کرتے ہوئے اپنے مطلب کا تغیر کر دیا۔ چنانچہ پہلے حوالہ سے استدلال کرتے ہوئے ”مشائخ“ کے لفظ کو نکالا تھا۔ اور سر الخلافہ کے اصل حوالہ میں بھی ”کے لفظ کو از خود ڈال دیا تھا۔ اور حضرت علیؓ کے مخالف حضرت عثمانؓ والے معاملہ کی دھمکی دے کر قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔ مگر اسکو عزل

کی دھمکی سے تعبیر کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ کا عزل ان کے قاتل نہیں کر سکے تھے بلکہ ان کو انہوں نے قتل کیا تھا۔ اور وہ حضرت علیؓ کو قتل ہی کی دھمکی دے رہے ہیں۔ مگر اب میں ایک نئی قسم کے دھوکا اور مغالطہ کا پتہ دیتا ہوں۔ جس کو بڑی کثرت سے ان اشتہاروں میں استعمال کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مغالطہ بعض اوقات مقابل کے اصل دعویٰ کی تردید سے عاجز آ کر کسی اور بات کی تردید شروع کر دیتا ہے۔ اور اندازاً یہ رکھتا ہے کہ سامعین کو ایسا محسوس ہو کہ یہ مقابل کے دعوئے ہی کی تردید ہے اور بعض اوقات یہ دھوکا ایسی ہوشیاری سے دیا جاتا ہے کہ خود مقابل بھی اس سے دھوکا میں آجاتا ہے۔ اور وہ بھی اس کو اپنے دعویٰ ہی کی تردید یقین کر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقتاً اس کے دعوئے کی تردید نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی اور ہی بات کی تردید ہوتی ہے چنانچہ شیخ صاحب نے اس سے بہت کام لیا ہے۔ بلکہ عزل خلفاء والے اشتہار میں تو زیادہ تر اسی کو استعمال کیا بلکہ بالکل اسی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ ہمارا دعوئے یہ نہیں کہ فلاں شخص یا فلاں جماعت کا خیال یہ ہے کہ عزل خلفاء ناجائز اور ناممکن ہے۔ اگر یہ دعوئے ہوتا۔ تو بے شک اس کی تردید اس سے ہو جاتی۔ کہ تاریخ کی کتاب یا کسی واقعہ سے یہ ثابت کیا جاتا۔ کہ فلاں شخص یا فلاں جماعت کا یہ خیال ہے کہ عزل خلفاء ہو سکتا۔ یا جائز اور ممکن ہے جیسا کہ جناب شیخ صاحب نے عزل خلفاء والے اشتہار میں عموماً ایسا ہی کیا ہے کوئی تاریخی حوالہ یا کوئی واقعہ یا روایت نقل کر کے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان عزل خلفاء کو جائز سمجھتے تھے۔ اور پھر اس کو ایسے انداز سے بیان کرتے ہیں۔ اور اس پر زور دیتے ہیں۔ گویا ہمارا دعوئے یہی تھا کہ ان مسلمانوں کے نزدیک عزل خلفاء ناجائز ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ نہ ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ اور نہ ہی اس دعویٰ کے پیش کرنے اور اس کے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ دعوئے ہمارا تو یہ ہے کہ عزل خلفاء شرعاً ناجائز ہے۔ اور اس کی تردید اس سے نہیں ہو سکتی۔ کہ فلاں مسلمان کے نزدیک جائز ہے بلکہ اس کی تردید صرف اور صرف اس سے ہو سکتی ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت یا نبی کریمؐ کی کوئی حدیث پیش کی جائے۔ جس کا مفہوم یہ ہو کہ عزل خلفاء جائز ہے۔ اور جناب شیخ صاحب نے کوئی بھی ایسی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ اب میں اختصار کے ساتھ عدم جواز عزل کے کچھ دلائل یہاں پر لکھ دیتا ہوں۔

پہلا ثبوت

آیت استخلاف صاف اور واضح طور پر بتاتی ہے کہ مومنوں میں سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ خلیفہ بناتا رہیگا۔ پس جب اس سے یہ ثابت ہے کہ ہمیشہ خدا خلیفہ بنائے گا۔ تو پھر ہر ایک خلیفہ کی خلافت ایسی خدا کا دیا ہوا ایک عمدہ ہوگی۔ جس طرح کہ رسول۔ نبی۔ مجدد خدا ہی بناتا ہے۔ تو ہر ایک رسول اور نبی اور مجدد کی رسالت نبوت۔ مجددیت خدا کا دیا ہوا عمدہ ہے۔ اور خدا کے دیئے ہوئے عمدہ سے اور کوئی بھی معزول نہیں کر سکتا۔ پس جس طرح خدا کی دی ہوئی رسالت۔ نبوت۔ مجددیت سے اور کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا کی دی ہوئی خلافت سے بھی کوئی معزول نہیں کر سکتا۔

دوسرا ثبوت

آیت استخلاف میں لیست خلفہم کما استخلف الذین من قبلہم صاف بتا رہا ہے کہ جس طرح پہلوں میں اللہ خلیفہ بناتا رہا۔ اسی طرح مومنوں میں سے بھی بناتا رہیگا لیکن پہلوں میں جو اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا رہا ہے۔ وہ تو معزول نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ وہ عموماً نبی اور رسول تھے جن کو دوسرا کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ پس مومنوں میں جو ان پہلے خلفاء جیسے خلیفہ خدا نے بنائے یا بنائے گا۔ ان کو بھی دوسرا کوئی معزول نہیں کر سکتا۔

تیسرا ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں پہلے خلفاء کو بھی اور اپنے خلفاء کو بھی خدا کی قدرت فرمایا ہے۔ اور دوسرا کون ہے۔ جو خدا کی قدرت کو چھین سکے

چوتھا ثبوت

حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ یكون في امتي بعدى ائمة لا يهتدون يهداي ولا يستنون بسنتي۔ وسيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب الشياطين في جحيمان انس قال خذيفة قلت كيف۔ اصنع يا رسول الله ان ادركت۔ قال تسمع وقطيع الامير وان ضرب ظمرك واخذ مالك ربي کریمؐ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں ایسے امام ہونگے کہ میری ہدایتوں کو نہیں چلیں گے۔ اور نہ ہی میری سنت کو اختیار کریں گے۔ اور انہیں ایسے مرد کھڑے ہونگے جنکے دل شیطانوں کے دل ہونگے۔ ان انوں کے جسموں میں خذیفہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں سکو پاؤں۔ تو

پھر کیا کروں۔ تو حضور نے فرمایا کہ امیر کی مان اور اطاعت کر۔ اگرچہ وہ تیری بیٹی کو مائے
اور تیرا مال چھین لے۔ پس اس کا حکم مان اور اس کی اطاعت کر۔ رواہ مسلم۔ پس باوجود
ایسی بُری حالت کے حضور پھر بھی ماننے اور اطاعت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ پس اگر عزل
ائمہ جائز ہوتا۔ تو پھر سمع اور اطاعت کے بجائے فرماتے سب مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ
ایسوں کو معزول کر کے کسی اور کو امام اور امیر بنالیں۔

پانچواں ثبوت

اگر عزل جائز ہوتا۔ تو پھر نبی کریم حضرت عثمانؓ کو کبھی یہ نہ فرماتے۔ کہ اگر معزول ہونے
کے لئے مجھے قتل کرنے لگیں۔ تو قتل ہو جانا اور معزول نہ ہونا۔

چھٹا ثبوت

خلیفہ نبی اور رسول کا جانشین اور قائم مقام ہوتا ہے۔ اور قائم مقام اور اصل
میں اس حصہ میں اشتراک اور یکسانیت ہوتی ہے۔ کہ جس میں وہ اس کا قائم مقام ہے۔
پس اس حصہ میں جو اصل کا حکم ہوتا ہے۔ وہی قائم مقام ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر جو اصل
ہے۔ وہ کسی حصہ میں قابل عزل نہیں۔ اس لئے اس کا قائم مقام بھی قابل عزل نہیں۔

ساتواں ثبوت

اسلامی خلافت اور دنیوی لیڈری میں یہی ایک امتیاز ہے۔ کہ لیڈری قوم
کی دی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ جس کا واپس لینا ممکن ہوتا ہے۔ اور اس امکان سے فتنہ کا دروازہ
کھلا رہتا ہے۔ اور اس لئے لیڈر ہمیشہ اندرونی فتنوں میں مبتلا رہتا ہے۔ اور تعمیری امور اور
قوم کی ترقی میں روک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لیڈر گردی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اسلامی خلافت
میں عزل کا دروازہ بند ہونے سے اندرونی فتنوں کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ اور خلیفہ تعمیری امور
اور قوم کی ترقی کے لئے فارغ رہتا ہے۔ اور خلافت گردی کی نوبت نہیں آتی۔ اور اس کا ثبوت
تاریخ اسلام ہے۔ جب تک غیر تعلیم و تربیت یافتہ نو مسلموں کی کثرت نہیں ہوئی تھی۔ اور
عزل کے امکان کے گند سے مسلمانوں کے دماغ پاک تھے۔ تب تک غیر معمولی تعمیر اور ترقی
بیش تیزی سے ہوتی رہی۔ مگر جب خلیفہ ثانی کے زمانہ میں ساری قوم جہاد میں مشغول
ہو گئی۔ اور تعلیم و تربیت بند ہو گئی۔ اور غیر معمولی تیزی کے ساتھ دوسرے بلاد اسلام میں داخل
ہو گئے۔ تو ان غیر تعلیم و تربیت یافتہ نو مسلموں کی کثرت ہو گئی۔ اور وہ اپنے بادشاہوں کے

عزل و نصب کے موروثی خیال کو لیکر مرکز اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ ہر چند ان کو سمجھایا گیا کہ ہمارے ہاں کوئی عزل نہیں۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ اور چونکہ ان کا جوش انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ تو انہوں نے عزل سے مایوس ہو کر قتل خلفاء شروع کر دیا۔ اور خلافت گردی شروع ہو گئی۔ پس یہ ساری تباہی امکان عزل کی پیداوار ہے۔

سرچشمہ باید گرفتار بمبیل چوپرٹ نہ شاید گزشتن سپیل
مگر اس وقت مسلمانوں کی بعض فروگزاشتوں کی وجہ سے یہ مفروضہ چکا تھا۔ لیکن ایک ترقی مفروضہ چکی ہے۔ اور ان دونوں تقدیروں کی خبر سیدنا حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے سے دی ہوئی ہے۔ لہذا امکان عزل کا یہ دوسرا وار بے وقت اور بے محل وار ہے۔ جو یقیناً خطا جائے گا۔

آنکھواں ثبوت

سارا کلام اللہ اور سب احادیث رسول اللہ جواز اور امکان عزل خلفاء سے پاک ہیں۔ ان مقدس کلاموں پر اس گند کا کوئی چھینٹا نہیں پڑا۔ گو منہ میں پانی آنے والوں نے چودھویں صدی تک اس کو خوب اچھالا ہے۔

نواں ثبوت

خلافت کی بیعت ایک دائمی معاہدہ ہے۔ جیسی کہ نبوت کی بیعت ایک دائمی معاہدہ ہے۔ تو اگر عزل جائز ہوتا۔ اور اس کا احتمال ہوتا۔ تو شریعت اسلام کبھی اس معاہدہ کو دائمی نہ رہنے دیتی۔ بلکہ ضرور اس میں کوئی شرط یا قید ایسی لگا دیتی کہ عزل کی صورت میں عہد شکنی کا جرم لازم نہ آتا۔ جیسا کہ یہ احتمال تھا۔ کہ کوئی خلیفہ لاعلمی کی وجہ سے یا اصل صورت عمل کی نادانگی کی وجہ سے کوئی ایسا حکم دیتا ہے کہ جس میں خدا کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ اور نبی کی بیعت میں تو اس کا دور کا بھی احتمال نہ تھا۔ مگر وہاں بھی معروف میں اطاعت کہہ کر قید کر دیا تھا۔ کہ عہد شکنی کا احتمال نہ رہے۔ مگر شریعت نے بیعت خلافت کو دائمی رہنے دیا۔ پس دائمی معاہدہ کے بعد اگر خلیفہ کو معزول کیا جائے۔ تو ایک نہیں دو نہیں۔ ساری کی ساری قوم عہد شکن بن جائے گی۔ حالانکہ ان العہد کان عنہ مسئلہ لا کا وعید موجود ہے۔

دوسواں ثبوت۔ اسلام کا یہ کمال تعلیم و تربیت ہے۔ کہ جو سبق نہایت اہم ہو

اس کو زبانی یا تصویری رنگ میں روزانہ ورد اور وظیفہ بنا دیتا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ خلفاء جو کہ ملت مسلمہ کے لئے ابواب سعادت ہیں۔ ان کا ادل و بدل اور ان کی خلاف ورزی اس کے لئے تباہ کن تھے۔ اس لئے یہ سبق نہایت اہم تھا۔ تو اسلام نے خلافت کے (جو کہ امامت کبرئے ہے) متوازی ایک امامت صغریٰ رکھ دی۔ اور اس کو پانچوں نمازوں میں لازمی قرار دے دیا۔ تاکہ ایک دن میں پانچ دفعہ امامت کبرئے کا نقشہ تصویری زبان میں سب مسلمان دہرایا کریں۔ امامت صغریٰ کے انتخاب کے لئے شرط کر دی۔ کہ اقلکم واقراء کم واعلمکم بالسنة کو انتخاب کرو۔ لیکن جب ان میں اولوالامر یا امیر موجود ہو۔ تو وہ پہلے سے امام صلوٰۃ مقرر ہے۔ اور صلوا خلف کل یز و فاجر۔ انہی کے متعلق ہے۔ پس نماز کے شروع سے اس کے خاتمہ تک ان کی امامت صغریٰ ہوتی ہے۔ اب اگر کسی کا خیال ہے۔ کہ اس میں نقص ہے۔ تو اس وجہ سے نہ وہ خود اس کی امامت سے علیحدہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی وہ اس امام کو اس مقام سے گرا سکتا ہے۔

اور پھر حکم دیدیا۔ کہ وہ جو غلطی کرے۔ اس کو مطلق کر دو۔ لیکن اگر باوجود اطلاع کے پھر بھی وہ اپنی غلطی پر قائم رہے۔ تو باوجود اس کو غلطی پر یقین کرنے کے لازماً اس کی اطاعت کر دو۔ اور اگر تم غلطی میں اس کی اطاعت چھوڑ کر شیخ نماز پڑھو گے تو تمہاری نماز نہیں ہوگی۔ پس یہی حال امامت کبرئے کا ہے۔

